جماعت اسلامی کے دینی رجحانات

بشکریہ :
مولانا ڈاکٹر محمود حسن
مہتم مدرسہ عربیہ مظہر العلوم
کھڈہ- کراچی سندھ
(قائم شدہ1884)

از مولانا محمد ظفیر الدین صاحب

جماعت اسلامی کے دینی رجحانات

جماعت اسلامی کے دینی رجحانات کا عمدہ مجموعہ، اور ان پر
جچی تلی گفتگو، ہر اس باذوق کے مطالعہ کے لائق، جو
مودودی جماعت کو سمجھنا چاہتا ہے

از۔ محمد ظفیر الدین

ادارہ نشر و اشاعت دار العلوم دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

طباعت ——— ١٣٧٦ھ

تعداد ——— ایک ہزار (١٠٠٠)

صفحات ——— ٢٣٢

قیمت ——— [illegible] روپیہ ([illegible])

شائع کردہ ——— شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم دیوبند ضلع سہارنپور (یو-پی) انڈیا

(مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی)

فہرست مضامین جماعت اسلامی کے دینی رجحانات

(بقیہ فہرست مضامین آخر کتاب میں ملاحظہ فرمایئے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعتِ اسلامی کے دینی رجحانات

فخر الاماثل حضرت مہتمم صاحب مدظلہ کی زیرِ سرپرستی عقائدِ اہلِ سنت والجماعت سے متعلق کتابوں کا مطالعہ جاری تھا کہ بعض احباب نے مولانا مودودی صاحب کے افکار و خیالات کی طرف توجہ دلائی۔ اور یہ خواہش ظاہر کی کہ کوئی ایسی کتاب اس سلسلہ میں مرتب ہو۔ جسے ہر شخص ذوق و شوق سے پڑھ سکے اور جماعت اسلامی کے دینی رجحانات اس کے سامنے کھل کر آجائیں۔

پہلے اس سلسلہ میں اپنے شعبہ نشر و اشاعت کی ایک ایک کتاب پڑھ گیا جو اپنے اپنے عنوان پر مدلل اور گرانقدر ہے، اور جسے ملک نے ہاتھوں ہاتھ لیا، میں نے سوچا کہ انھیں مضامین کو جو بکھرے ہوئے ہیں یکجا کر دیا جائے

مگر اس طرح کہ ترتیب اور اسلوب بیان دلنشیں ہو، جسے ہر شخص دلچسپی سے پڑھ سکے، اور جماعت اسلامی کو اچھی طرح جان لے۔

سب سے پہلے میں نے اپنے سرپرست حضرت مہتمم صاحب مدظلہ سے اجازت حاصل کی اور پھر لکھ کر جگہ جگہ سے سنایا، بحمد اللہ حضرت موصوف نے پسند فرمایا، اس سے ہمت بڑھی اور پھر آپ کی توجہ سے کام بحسن وخوبی اتمام کو پہنچا۔

کوشش کی گئی ہے کہ جماعت اسلامی کی وہ ساری چیزیں سامنے آجائیں جو کتاب وسنت کی روشنی میں قابل اعتراض ہیں، کامیابی رب العزت کے ہاتھ ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اسے مسلمانوں کے اصلاح حال کا ذریعہ بنائیں۔

اگر ضرورت سمجھی گئی تو آئندہ بھی اس سلسلہ میں لکھنے کی سعی کی جائے گی کسی مسئلہ کی علمی تحقیق مقصود ہو، تو اس کے لئے شعبہ کی دوسری شائع کردہ کتابیں پڑھیں، یوں بقدر ضرورت اس کتاب میں بھی بحث ملے گی۔

اخیر میں حضرت العلامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی مدظلہ کی خدمت میں ہدیۂ عقیدت ومحبت پیش کرتا ہوں جن سے بعض مسائل کے سمجھنے میں کامیابی حاصل ہوئی۔

طالب دعا محمد ظفیر الدین غفرلہ

خادم شعبہ تصنیف وتالیف دار العلوم دیوبند

۲۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

جماعت اسلامی کے دینی رجحانات

"اسلام کی خدمت" کے نام پر آئے دن ملک میں نئی نئی جماعتیں بنتی بگڑتی رہیں، یہ مسلّم ہے کہ جن جدید ارباب "فضل و کمال" اور "روشن خیال" حضرات نے کسی نئی جماعت کی داغ بیل ڈالی، ان کے سامنے ایک مرتب نقشہ موجود ہوتا تھا، جس پر لوگوں کو لانے کی وہ انتھک سعی کرتے رہتے تھے، اور اس سلسلہ میں صحیح غلط جو انسانی تدبیریں کی جا سکتی تھیں، ان سے دریغ

نہ کرتے تھے، کم وبیش یہی حال اس طرح کی ان جماعتوں کا بھی ہے جو اس وقت ہندو پاک میں موجود ہیں۔

نئی جماعتوں کا پروپگنڈا ان جماعتوں نے ہر زمانہ میں عوام کو یہ یقین دلانے کی سعی کی، کہ ہماری یہ جماعت جو کچھ کہتی ہے اور جس راہ عمل کی طرف رہنمائی کرتی ہے، وہی صحیح اور کتاب وسنت کے عین مطابق ہے اس سے کٹ کر "نام کا مسلمان" تو ممکن ہے کوئی باقی رہے، مگر "سچا مسلمان" جس کو مسلمان کہتے ہیں، اسی وقت بن سکتا ہے جبکہ وہ اپنے آپ کو ہماری جماعت سے وابستہ کرلے، اور اسی "راہ عمل" کو اختیار کرے، جس کی دعوت جماعت دیتی ہے۔

اس طرح کی جماعتوں کی اہمیت جتانے کے لئے یہ بھی کیا گیا، کہ باقی جماعت نے اپنے زمانہ کے مشہور ومقبول علماء کرام کے خلاف تنقید کا سلسلہ جاری کردیا، اور اپنے قلم کی زد سے کسی کو نہ چھوڑا، بلکہ اپنی بڑائی کا یقین دلانے کے لئے علمائے سلف کو بھی معاف نہیں کیا، اور یہ جو کچھ کیا گیا سب کتاب وسنت اور خدا ورسول کا نام لیکر کیا گیا۔

ناروا زیادتی سب سے بڑھکر ظلم یہ کیا گیا کہ کتاب وسنت میں کھینچ تان شروع کردی، اگر یہ ہوتا کہ ارباب جماعت خود اپنے کو کتاب وسنت کا پیرو بنانے کی سعی کرتے، اور دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دیتے تو سچ مچ یہ ملک وملت کے لئے مفید ہوتا، اور قوم کی قسمت کو چار چاند لگ جاتے، مگر عموماً یہ ہوا کہ انھوں نے پہلے اپنے عقل وذہن سے کام لیکر ایک رائے قائم کی پھر اپنی

اس انسانی رائے کو کتاب وسنت سے مضبوط کرنے کی مسلسل ناپاک جدوجہد کی

عوام کی حالت عوام کا حال معلوم ہے، انھوں نے اپنی افتادِ طبع کے تحت ہر نئی جماعت کو لبیک کہا اور ارباب جماعت کے پیچھے لگ جانا فخر محسوس کیا، اور ہوش کی جگہ جوش کو راہبر بنایا، عوام کے جذبات بہرحال قابل قدر ہی کہے جائیں گے کہ انھوں نے جو کچھ کیا "اسلام" اور "کتاب وسنت" کے نام پر کیا، مگر جوں ہی تجربات سے ان پر جماعت کا کھرا کھوٹا ظاہر ہو گیا، جماعت سے کنارہ کش ہو گئے۔

قابل افسوس افراد اس سلسلہ میں افسوس ان خواص کا ہے، جو کسی کی محبت کی بنیاد پر یا کسی کی عداوت کی ضد میں نئی جماعت سے جا ملے، اور ارباب جماعت کی ہاں میں ہاں ملانا شروع کر دیا، اصول وضابطہ کی پروا نہ کی، اور جو کچھ نہ کرنا چاہیے، کرنے لگے، اور ان سے بھی بڑھ کر قابل افسوس ہمارے وہ علماء ہیں جنھوں نے قصداً یا بغیر قصد کسی نئی جماعت کو خوش آمدید کہا، اور اس طرح ان کو جماعت میں وہ مقام مل گیا جس سے وہ نسبتاً نمایاں ہو گئے بس پھر یہ اس جماعت سے اس طرح چمٹ گئے، کہ جماعت کا کھرا کھوٹا ظاہر ہونے کے باوجود بھی ان کو اپنی ذمہ دارانہ حیثیت کا خیال نہ آیا، بلکہ الٹے جماعت کی حمایت اور اپنے موجودہ مقام کو برقرار رکھنے کے لئے، اپنا سارا سرمایہ علم ایک غلط کام پر لگا دیا،

۱۸۵۷ء کے بعد علماء قائم بالحق کے خلاف طعن وتشنیع کی بوچھار ۱۸۵۷ء کے بعد اس ملک میں بیسیوں روشن خیال جماعتیں وجود میں آئیں

جن کے اوپر "اسلام" اور "مذہب" کا لبادہ ڈال دیا گیا اور ظاہری سج دھج میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی گئی ان جماعتوں کا ہر زمانہ میں پہلا کام یہ ہوتا رہا، کہ ارباب جماعت نے ان علما ، ربانیین کی تضحیک کو اپنا شعار بنایا، جو صحیح معنی میں دین کے سچے خادم تھے، پھر ان علمائے قائم بالحق کے خلاف زبان و قلم سے تلوار اور مشین گن کا کام لیا ۔ اور اپنے خیال میں انھوں نے علماء کو بد نام اور بے اثر ثابت کرنے کے لئے کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔

علمائے حق کو "مقتضیات زمانہ سے بیگانہ" "تقلید جامد کا پیرو"، "لکیر کا فقیر" اور اس طرح کے نہ معلوم کتنے جگر خراش طعنے دیئے، ان کو گالیاں دیں، ان کا مذاق اڑایا، اور سبّ وشتم کے تیر و نشتر سے ان کا سینہ چھلنی کر دیا ——— یہ سارے زہرہ گداز کام کسی جاہل، ان پڑھ اور پاگل نے نہیں کیا، بلکہ پڑھے لکھے، اور اپنے آپ کو "شریف" اور "روشن خیال" سمجھنے والوں نے ہی کیا۔

حکومت برطانیہ کا ہاتھ

بلاشبہ یہ بات درست ہے کہ اس ماحول کے پیدا کرنے میں زبردست ہاتھ حکومت برطانیہ کا رہا، اور ان کے پٹھوؤں کا، اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس طرح کی جماعتوں کو مدد انگریزوں ہی سے ملتی رہی، خواہ اس کی صورتیں کچھ اور ہی رہی ہوں، ہمیں اس سے بھی انکار نہیں کہ آج علماء حق کو جو لوگ "سوداگر" کہتے ہیں، یہ وہی ہیں جو افسران حکومت برطانیہ کے اٹھائے ہوئے ہیں، یا کسی ریاست کے، لیکن ان کے غیر ذمہ دارانہ رقّ کا گناہ بہر حال خود انہی کے سر ہے،

ملک میں مختلف فتنے اور مسلمان

کون نہیں جانتا کہ اس ملک میں عیسائیت کی تحریک اٹھی، شدھی سنگھٹن کا زور چلا، الحاد و دہریت کی وبا پھیلی، قادیانیت کی تبلیغ کی گئی، بدعت کا پرچار کیا گیا، خاکسار تحریک کے نام پر طوفان مچایا گیا، قرآن پاک کے نام پر فتنہ کھڑا کیا گیا، اور نہ معلوم اس طرح کی کتنی تحریکیں وجود میں آئیں، جنھوں نے مسلمانوں میں ایک تلاطم کی شکل پیدا کر دی۔

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان ان تمام آفتوں سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہے ایک وقتی سیلاب تھا جس میں معلوم ہوتا تھا عوام بہہ جائیں گے، اور شاید اس طرح ہند و پاک کے مسلمان رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے عالمگیر اور مکمل دین سے متنفر ہو جائیں گے۔

مسلمانوں کی بے بسی

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانی حکومتوں کا بچا کھچا اثر ختم ہو چکا تھا، مسلمانوں کی کوئی ایسی تنظیم نہیں تھی، جو ان کو اس مدت ہوئی سلسلہ میں مدد پہنچاتی۔ دوسری طرف انگریزوں کا لایا ہوا زہر پھیل چکا تھا اور جو اب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس زہر نے مسلمانوں کی عقل پر ایسا اثر کیا کہ ان کی نگاہوں میں کتاب و سنت کی وہ تشریح جو صحابہ کرام سے اب تک چلی آتی تھی، قابل نظر ثانی معلوم ہونے لگی، قرآن کے وہ معنی جو سلف سے منقول ہوتے چلے آرہے ہیں، غلط معلوم ہونے لگے، حدیث نبوی سے اعتماد اٹھنے لگا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر مر مٹنے کا جذبہ ختم ہونے لگا۔

یہاں پہنچکر ہم مسلمانوں کو حلف دے کر پوچھتے ہیں کہ ایمان داری سے بتایا جائے، کہ وہ کون لوگ تھے، کونسا ادارہ تھا اور کونسی جماعت تھی؟ جس نے ان ساری آفتوں کا سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا؟ عوام کو دلگداز طعنے سنکر، خواص کی مہذب گالیاں برداشت کرکے، حکومت وقت کی نظروں میں مطعون ہوکر، اور خون جگر پی کر، دین کی صحیح راہ بتائی، کتاب وسنت کی طرف رہنمائی کی اور صدا قت وحقانیت کے مینار کی نشان دہی کی، خود برباد ہو گئے، گھر بار لٹا دیا مگر "امت اسلامیہ" کو بربادی کی راہ پر لگنے نہیں دیا؟

دارالعلوم دیوبند عدل وانصاف کے ساتھ اپنا خیال ہے بغیر کسی ادنی تامل ہر شخص کا دل پکار اٹھے گا اور اس کے کان سے کہے گا، کہ ان ساری آفتوں کا مقابلہ اس ملک میں جس نے کیا، وہ "دارالعلوم" دیوبند اور اس سے وابستہ علماء کرام ہیں، اللہ تعالیٰ بانی دارالعلوم حضرت قاسم العلوم مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو نور سے بھر دے، جنھوں نے دارالعلوم قائم کرکے اتنا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا جسے قیامت تک بھلایا نہیں جاسکتا، اور اپنے بعد وہ جماعت چھوڑی، جس نے ہر مورچہ پر الحاد و دہریت، دینی فتنہ وفساد غلط عقائد، اور ہر ظلم وجور کا مقابلہ کیا، اور اس طرح کیا کہ خود مٹ جانا پسند کیا مگر غلط چیزوں کو آگے بڑھنے نہیں دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو ایک "نور بصیرت" عطا فرمایا ہے، جونہی کسی تحریک سے دین کے لئے خطرہ محسوس کرتے ہیں، اس کے خلاف زبان و قلم کو لگا دیتے ہیں، اور جو کچھ کرتے ہیں اخلاص وللہیت سے کرتے ہیں، مقصد

نہ نام و نمود ہوتا ہے، نہ عزت و شہرت ہوتی ہے، نہ اپنی بھیڑ بڑھانی ہوتی ہے، اور نہ کوئی اور غرض فاسد ہوتی ہے، بلکہ ان کے پیش نظر صرف رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین قیم کی حفاظت ہوتی ہے

عوام کے جذبات عوام کی حالت عموماً یہ رہی ہے کہ ابتداءً ان کو علمائے دیوبند پر غصے آئے ہیں، ان کے خلاف بہت کچھ نار وا کلمات کہتے پھرے ہیں، مگر جونہی سیلاب گذر کر سکون آیا، انھوں نے محسوس ہی نہیں، یقین کیا ہے کہ ان علمائے کرام نے جو کچھ کہا، صحیح کیا، اگر بروقت یہ حضرات بیدار نہ ہوتے اور سب سے صرف نظر کرکے تبلیغ میں منہمک نہ ہو جاتے، تو ہند و پاک کے مسلمانوں کا ایمان، باطل کے نرغہ میں آجاتا، اور آج ان کا بڑا حصہ اصل دین سے بیگانہ ہوتا۔ جس طرح عیسائی، عیسائیت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے صحیح مذہب سے کوسوں دور جا پڑے ہیں اور آئے دن اپنے دین میں تحریف کرتے رہتے ہیں، کم و بیش کچھ یہی حال شاید مسلمانوں کا بھی ہوتا دعویٰ اپنی جگہ ہوتا، مگر نعوذ باللہ دین کی صورت دن رات مسخ ہوتی چلی گئی ہوتی، قرآنی آیتوں کو غلط مفہوم پہنائے جاتے، حدیثوں کا غلط مطلب سمجھایا جاتا، اور ہدایت کے بدلے نئے نئے سیاسی دینوں کی تصنیف کا کام لیا جاتا۔

جماعت اسلامی اور ایک لمحہ فکریہ ان باتوں کو بغور پڑھنے کے بعد اب آپ آیئے اور سوچئے کہ ہم نے "جماعت اسلامی" کی مخالفت کیوں مول لی۔ ارباب جماعت کے طعنے کیوں برداشت کئے، اپنی جماعت

کے تقویٰ و طہارت کا مذاق اڑتے ہوئے دیکھ کر بھی ہم کیوں خاموش رہے اور ان لوگوں کی غلاظت بھری گالیاں کیوں سنیں، جن کو جماعت اسلامی سے لگاؤ ہے ؛

مگر ایک لمحہ کے لئے ہم نے یہ برداشت نہیں کیا کہ عقائد صحیحہ کے خلاف پروپگنڈا ہوتا رہے اور ہم خاموش رہیں، قرآن کی شان میں ناروا جملے لکھے جائیں اور ہم نہ بولیں، شان رسالتؐ پر حملہ ہو اور ہم ساکت وصامت رہیں، انبیاء کرامؑ اور صحابہؓ کی بے ادبی کی جائے، اور ہم منہ چھپائے رہیں اور فقہائے امتؒ، و اولیاء کرامؒ پر طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہوتی رہے اور ہم حرکت میں نہ آئیں۔

خدا گواہ ہے ہمنے اس وقت تک مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو نہیں چھیڑا، جب تک وہ کسی نہ کسی درجہ میں اچھا کام کرتے رہے، ہم نے ان کی وہ ساری پھبتیاں خاموشی کے ساتھ سن لیں، جو پچھلے دنوں انھوں نے کسیں

جھوٹے الزامات | کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اپنے وقار کی کشتی کو ڈوبتے ہوئے دیکھ کر ہم میدان میں آئے، کچھ ارباب جماعت کا خیال ہے کہ جماعت اسلامی کے بڑھتے ہوئے اثر ورسوخ سے گھبرا گئے، اور کچھ ذمہ داروں کا بیان ہے کہ اپنی دنیاوی غرض کے تحت ہم ان کی مخالفت میں کھڑے ہوئے، خدا گواہ ہے یہ ساری باتیں غلط ہیں، جھوٹ ہیں، الزام ہی الزام ہیں اور عوام فریب میں مبتلا کرنے کے لئے ہیں۔

خود مولانا مودودی اور ان کے ذمہ دار رفقاء دل پر ہاتھ رکھ کر

کہیں، کہ کیا واقعۃً وہی باتیں سچ ہیں جو ہمارے خلاف کہی جاتی ہیں؟ کیا سچ مچ ہماری نیتوں میں کھوٹ ہے؟ اور کیا یہ درست ہے کہ ہماری یہ بیزاری مولانا مودودی سے، ذاتی یا خاندانی عداوت کی بنیاد پر ہے؟ اگر یہ باتیں نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں، تو پھر ایسی باتیں کیوں کہی جاتی ہیں،

ہماری ذمہ داری اور اس کا احساس خدا شاہد ہے ہمارے تمام اختلاف کی بنیاد اخلاص وللہیت پر ہے، ہم ایمانداری سے سمجھتے ہیں کہ "جماعت اسلامی" کے بانی و امیر نے اپنی تحریر میں وہ اسلوب بیان اختیار کیا ہے، جو مسلمانوں کے لئے نتیجہ کے اعتبار سے سخت مضر بلکہ گمراہ کن ہے اسی طرح بعض "بنیادی عقائد" کے سلسلہ میں ان کا قدم جادہ اعتدال اور مسلک اہل سنت والجماعت سے ہٹا ہوا ہے، اور ان کے لٹریچر کا رخ ایک "جدید اسلام" کو جنم دینے والا ہے، اس لئے اگر ہم نے اس وقت ان پر گرفت نہ کی، ان کی غلطیوں کو اجاگر نہیں کیا، اور "جدید اسلام" کی طرف جانے سے نہیں روکا، تو عند اللہ ہم مجرم ہوں گے، ساتھ ہی یہ چیز مودودی صاحب اور پوری جماعت کے لئے بھی مضر ثابت ہوگی، دنیا میں خواہ چند دنوں کے لئے بظاہر وہ کامیاب نظر آئیں، مگر کل قیامت کے دن ان کو اپنی غلطیوں پر پچھتانا پڑے گا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کل انکے مرنے کے بعد یہ چیزیں جدید تعلیم یافتہ گروہ کو گمراہی کے راستہ پر ڈالدیں، لہذا ہم نے اپنا فرض سمجھا کہ پوری قوت سے اصل مسئلہ جماعت پر واضح کردیں

چند ضروری امور یہ بات واضح رہے کہ جس طرح ہر انسان کی زندگی میں

مختلف دور آتے ہیں، اور وہ مختلف منزلوں سے گذرتا ہے۔ مودودی صاحب کو بھی اس سے بری نہیں سمجھا جا سکتا ہے، بلا شبہہ مودودی صاحب کی وہ کتابیں جو جماعت اسلامی کی داغ بیل ڈالنے سے پہلے لکھی گئی ہیں عموماً وہ اچھی ہی کہی جا سکتی ہیں، مگر جماعت کے فروغ اور امارت کے جاہ وجلال کے بعد ان کے رویہ میں کافی انقلاب آیا، اور ایسی چیزیں ان کے زبان قلم پر آنے لگیں، جو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے ٹکراتی ہیں، دوسرے ان کا بلکہ پوری جماعت کا اسلوب بیان ناموس رسول، احترام صحابہ، پاس ائمہ کرام، اور علماء ربانیین کے خلاف ہے، ان کی بے جا تنقید اور ان کے نوک قلم کی زد سے کوئی بھی نہیں بچ سکا، ہمیں اس بات پر اصرار نہیں کہ مولانا مودودی اور ان کے معزز رفقاء یہ ساری حرکتیں قصداً کر رہے ہیں، مگر اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ غیر ارادی طور پر ہی سہی، دل خراش ضرور ہے، جس سے اجتناب ہر مسلمان کا فریضہ ہے۔ ارشاد نبوی ہے

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔

سچا مسلمان وہ ہے جس کے زبان (وقلم) اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہ سکیں۔

غور طلب دوسری بات یہ بھی پیش نظر رکھیں کہ کسی کے غلط راستہ اختیار کرنے کا یہ مطلب بھی نہیں ہوتا کہ اس کی ساری کی ساری باتیں ہی غلط ہوتی ہیں مگر جس طرح پیشاب کا ایک قطرہ کنواں کے پورے پانی کو گندہ کر دینے کے لئے کافی ہوتا ہے، ٹھیک اسی طرح عقیدہ کی ایک غلطی انسان کو کہاں سے

کہاں پہنچا دیتی ہے،
مولانا مودودی اور ان کی جماعت اسلامی کے متعلق اگر کوئی یہ کہے کہ ان کی ساری کتابیں غلط ہیں تو غالباً یہ غلو ہوگا، ہاں اس بنیاد کو سامنے رکھ کر کہے کہ چونکہ بعض عقیدے ان کے اہل سنت والجماعت سے ہٹے ہوئے ہیں اور عملاً وہ اس کی اصلاح پر آمادہ نہیں ہیں، اس لئے ان کی کتابوں میں میٹھا اس کے ساتھ زہر بھی ملا ہوا ہے، اور عوام کو چونکہ اس کی تمیز نہیں ہوتی ہے اس لئے ان سے ان کو پرہیز ہی لازم ہے، تو یہ کہنے کا حق اس کو دینا چاہیئے، تا آنکہ شبہات کا بالکلیہ ازالہ نہ کردیا جائے،

جو جماعت صحابہ کرام تک کو تنقید سے بالاتر نہیں سمجھتی، اس کے ارباب حل وعقد کا یہ سمجھنا کہ ہم سے کوئی غلطی اور لغزش ہو ہی نہیں سکتی، اور جو ہم نے سمجھا ہے وہی حرف آخر ہے، سراسر زیادتی ہے، ان کو یقین کرنا چاہیے کہ جس طرح ان کی نظر میں دوسری تیسری صدی کے لوگوں سے غلطیاں ہوسکتی ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بہت زیادہ ہم بیسویں صدی کے لوگوں سے گمراہی کے کام ہوسکتے ہیں، لہذا کسی معترض کے اعتراض کو حقارت سے ٹھکرا دینا، اور اس کو مہذب گالیاں دینا کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

ایک اصولی بات اس قدر اصولی بات ماننے میں غالباً نہ آپ کو تامل ہوگا اور نہ مولانا مودودی اور ان کے رفقاء کار کو، کہ زمانہ نبوت سے جس جس طرح ہمارا بُعد بڑھتا گیا برائی بھی بڑھتی گئی، پہلوں کے اعتبار سے پچھلوں میں ہر طرح کی خامی، کمزوری، اور بے راہ روی میں اضافہ ہی ہوتا گیا، مجموعی اعتبار سے

پہلے کے لوگ ہم سے بہرحال بہتر تھے، مگر آج اپنی جگہ بیٹھکر ہم اگر ان ائمہ کرام اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی صرف غلطیاں ہی گنتے رہیں اور یہ ثابت کرتے رہیں کہ صدیق اکبر رضؓ سے چوک ہوگئی، فاروق اعظم رضؓ سے غلطی ہوئی، خالد رضؓ باوجود فہم دینی امور نہ سمجھ سکے، عمر بن عبدالعزیزؒ ناکامیاب رہے، مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ، اور دوسرے علماء نے یہ خطائیں کیں، تو سوچا جائے، یہ دین کی خدمت کیسی خدمت ہو گی؟ تعمیری یا تخریبی؟

انسان کی پرواز دیکھ کر حیرت ہوتی ہے، وہ تنقید پر اتر آتا ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر آج تک کے ایک ایک بزرگ کی شان میں بے باکی اور جرات سے وہ سارے جملے لکھ اور کہہ جاتا ہے کہ اگر وہ جملے خود اس کے حق میں لکھے اور کہے جاتے ہیں، تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے، گالی گلوچ پر اتر آتا ہے، اور قوت برداشت کھو دیتا ہے۔

کچھ لکھنے سے پہلے فکر کی ضرورت

ہر شخص کو لکھتے وقت جہاں وہ دوسروں پر ہاتھ صاف کرنے چلا ہے، یہ بھی سوچنا چاہئے کہ خود اس کی کیا حیثیت ہے، اور وہ کس پوزیشن میں ہے، فرض کیجئے میرا یہ حال ہے کہ کتاب وسنت پر عبور نہیں ہے، اور نہ ان علموں میں مہارت ہے جو ان میں مہارت تامہ کے حصول کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ قرآن وحدیث نبوی کی زبان عربی ہے، اور میرا حال یہ ہے کہ نہ لغت عرب پر عبور ہے، نہ صرف ونحو پر قدرت ہے، نہ بلاغت و معانی سے تعلق ہے۔ اور نہ محاورات عرب سے واقفیت ہی ہے۔ پھر ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ اصول فقہ، اصول حدیث اور اصول تفسیر میں کن چیزوں کی

رعایت ضروری ہے، ہماری مادری زبان اردو ہے۔ ہاں زیادہ سے زیادہ تھوڑی بہت انگریزی جانتا ہوں اور اسی قدر عربی بھی، اب با ایں ہمہ میں یہ کہنے لگوں کہ میں نے کتاب وسنت کو جس طرح سمجھا ہے، وہی درست ہے، قرآن وحدیث سے تملیک فی الزکوٰۃ کا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا ہے، ہندوستان و پاکستان میں باہم مناکحت اور وراثت جائز نہیں ہو سکتی؛ اور اسی طرح کی دوسری اجتہادی باتیں، تو للہ بتایئے ایک عقل مند، علوم وفنون اور اس کی باریکیوں سے واقف میرے متعلق کیا رائے قائم کریگا؟

ایک سوال اچھا انشا پردازی میں مجھے کمال حاصل ہے، جو مخاطب ہیں ان میں بیشتر وہ لوگ ہیں جن کو عربی علوم وفنون سے کوئی تعلق نہیں، الفاظ کے اتار چڑھاؤ اور جملوں کے پینتروں سے میں نے ان کو یقین دلایا کہ جو میں نے کہا اور لکھا ہے، وہی درست ہے، مگر خدارا بتایا جائے کہ ہزاروں میں جو دو چار قرآن وحدیث کی زبان پر عبور رکھتے ہیں اور مضامین قرآن وحدیث سے پورے طور پر واقف ہیں، کیا وہ بھی میری کھینچ تان مان لیں گے اور کیا انصاف سے اس کو آنکھ بند کر کے مان لینا ہی چاہیے؟ کہ چند لوگوں کی سرداری کا مجھے شرف حاصل ہے،

اپنا خیال ہے آج کی دنیا کا کوئی انصاف پسند مری دھاندلی کے حق میں ووٹ نہ دے گا۔ تو پھر سوچیے اگر ایسا واقف جس کے سامنے دینی علوم کا سارا ذخیرہ ہے، اور اسی میں اس کی پوری زندگی گذری ہے، اس کی نگاہ جب میری ان نئی تحقیقات تک پہونچے گی، تو وہ میرے متعلق کیا رائے قائم کرے گا؟ اگر

وہ ماہر کوئی ایسا جملہ میرے متعلق لکھدے، جس سے میرے علم کا راز فاش ہوجائے تو اس میں اس کا کیا گناہ؟ گناہ تو اپنا ہی ہے،

خطاؤں پر گرفت | اسی طرح فرض کیجئے قلم کی روانی ہی میں سہی میرے قلم سے وہ جملے نکل جائیں جن سے بے ادبی کی بو آتی ہو، گو میری نیت اپنی جگہ درست ہو، مگر وہ شخص جو اپنے اسلاف کے ساتھ حسن عقیدت اور محبت رکھتا ہے، اور صرف سنی سنائی نہیں، بلکہ تحقیق کے ساتھ، پھر اگر اس کو مجھ پر غصہ آئے تو کیا اس کو معذور نہ سمجھا جائے گا، اور غلطی میری طرف منسوب نہ کی جائیگی۔

کون نہیں جانتا کہ اردو کا ایک غلط محاورہ بعض ارباب ذوق پر اتنا گراں گذرتا ہے کہ بعض وقت وہ قوت برداشت کھو دیتے ہیں اور غلط محاورہ استعمال کرنے والے کے حق میں نہ معلوم کیا کیا بک جاتے ہیں پھر خود سوچئے کہ اسلاف کے خلاف تند و تیز اور دل خراش جملے دیکھ کر اگر اس شخص کو تکلیف ہو، جس کا یہ یقین ہے کہ دین کی دولت ہم تک انہی بزرگوں کے ذریعہ پہنچی، خدانخواستہ اگر یہ اور اس طرح کے دوسرے اسلاف نہ ہوتے تو شاید ہم بھی انہی لوگوں میں ہوتے جو مختلف طور پر خدا کا انکار کرتے ہیں، اور اپنی زندگی کے عزیز لمحات غلط کاموں میں گذارتے ہیں۔

ادعائے خدمت سے پہلے | ایک بات اور سمجھ لی جائے کہ جس جماعت کے بھی ارباب بست و کشاد ہوں، اگر وہ اپنا منشا دین کی خدمت بتاتے ہیں اور ان کی جماعت اسی کا دعویٰ کرتی ہے، تو پھر ان کا بات بات پر برافروختہ ہونا دوسروں میں انقلاب لانے کی سعی کرنا اور خود اپنے رویہ میں سختی برتنا

دوسروں کو سوچنے سمجھنے کی دعوت دینا، اور خود اپنے دل و دماغ اور ذہن پر تالا ڈال لینا، اور اپنے کو رسول کے درجہ میں رکھنا کسی طرح زیب نہیں دیتا اور نہ کسی جماعت کے لئے یہ طریقہ کار مفید ہی ہو سکتا ہے، جماعت کے ذمہ دار حضرات کا فریضہ ہے کہ جو اعتراض ان کے سامنے آئے، اس پر سنجیدگی سے غور کریں، اور سوچیں دوسروں کو یہ اشکال کیوں پیدا ہوا، آپ کی تحریر سے دوسروں نے یہ مطلب کیوں سمجھا، دوسروں کے جذبات پر حملہ کرنے سے پہلے ایک ذی عقل کا فریضہ ہے کہ وہ پہلے اپنے جملوں کو ٹٹولے اپنی تحریر کا جائزہ لے، اور اگر ایمانداری سے ذرہ برابر شائبہ ہو کہ واقعةً ہمارے ان جملوں سے وہ بات سمجھی جا سکتی ہے۔ جو معترض نے سمجھی ہے تو لڑنے جھگڑنے سے بہتر یہ ہے کہ ان جملوں کو حذف کر دیں، یا بدل ڈالیں، تاکہ ملک و ملت عذاب میں مبتلا ہونے سے بچ جائے۔

ایمان داری کا فائدہ آپ یقین کریں اس طرز عمل سے ارباب جماعت کا وقار بڑھ جائے گا، ان سے شکوک و شبہات کے گرد دھل جائیں گے، اور وہ اپنے کام کو آگے بڑھانے کے لائق باقی رہ سکیں گے، پھر اس طرز عمل سے خود ارباب جماعت کو فائدہ ہوگا، جماعت اور اس کے پروگرام کو فائدہ ہوگا، نیز قوم و ملک کو فائدہ ہوگا، ور ———— دوسری طرف ان لوگوں کو فائدہ ہوگا، جو جماعت کی طرف سے بدظن ہو چکے ہیں، اور یہ سمجھکر کہ جماعت غلط عقائد کا پروپگنڈا کر رہی ہے خلجان میں مبتلا ہیں، وہ بھی اس خلجان سے نکل آئیں گے، اگر کوئی جماعت اور اس کے ارباب حل و عقد لیا

نہیں کرتے بلکہ اپنے مخالفین اور معترضین کو بے نقط سناتے ہیں، ان کے تقویٰ وطہارت پر پھبتی کستے ہیں اور چراغ پا ہو کر گالی گلوج پر اتر آتے ہیں، ان کے اور ان کی جماعت کے متعلق اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب ڈھونگ ہے، کتاب وسنت کا نام لیکر اپنا الّو سیدھا کرنا، اور اسلام کا نام لیکر جدید تعلیم یافتہ اور عام مسلمانوں کو پھانستا ہے، تو بلا شبہہ اس کو یہ سمجھنے کا حق ہے۔

ایک ضروری التماس ارباب بست وکشاد سے ایک بات اور یہ ہیں صاف طور پر کہدیں کہ کسی تحریر کا جواب لکھنا ضروری ہی سمجھا جائے، تو جواب کی زحمت وہ صاحب برداشت کریں، جس کی تحریر پر اعتراض ہوا ہے ہمیں یہ بات بالکل پسند نہیں کہ "مدعی سست اور گواہ چست" والی بات کی جائے، جس کی تحریر پر اعتراض ہو رہا ہے وہ زندہ رہتے ہوئے جواب نہ لکھے، اور حاشیہ نشین داستان امیر حمزہ لکھنے بیٹھ جائیں، اور ایک جھگڑے سے بیسیوں جھگڑے پیدا کرنے کی بے فائدہ کوشش کریں، کون انصاف پسند انکار کرسکتا ہے کہ آجکل اخبارات ورسائل دفع شبہات کے لئے ہرگز جواب نہیں لکھا کرتے، بلکہ ان کا مطلب لڑائی کرنا اور جھگڑا بڑھانا ہوتا ہے، کیونکہ ان کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلمانوں کو اب تک لڑائی جھگڑوں والی داستان ہی سے ذوق ہے اس لئے ان کی اس حرکت پر تعجب نہ ہونا چاہیے۔ کوئی شبہہ نہیں کہ آج بہت سارے اخبارات ورسائل کا وجود صرف مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں

سے قائم ہے اگر آج یہ آپس کے جھگڑے بند ہو جائیں، تو بہت سے رسالے دیکھتے ہی دیکھتے دم توڑ دیں، اور ان کا قصہ ہی پاک ہو جائے۔

اس تمہید کے بعد اب آپ کے سامنے مولانا مودودی اور ان کی جماعت سے جن چیزوں کی شکایت ہے ان کو اختصار کے ساتھ انہی کے لفظوں میں نقل کریں گے اور پھر اپنا مختصر نوٹ لکھیں گے، اپنی حد تک کوئی ایسا پہلو پیدا نہیں ہونے دیں گے۔ جس سے کسی کو کوئی شکوہ پیدا ہو۔

درد بھری درخواست مناظرہ اور لڑائی جھگڑا کا طریقہ اختیار کرنے کے بجائے ارباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ سنجیدگی سے پڑھیں، اگر آپ کے خیال میں کہیں سے ہمارے شبہات کی تائید ہوتی ہو، تو اسے نئے معنی پہنانے اور کھینچ تان سے اچھا یہ ہوگا، کہ آپ اپنی زیادتیوں کمزوریوں اور خامیوں کو تسلیم کریں، اور ایسی صورت اختیار کریں جو ہمیں ہر طرح مطمئن کر دے۔

عام مسلمانوں سے بھی ہماری درخواست ہے کہ تعصب سے بر طرف ہو کر اس رسالے کو پڑھا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ ہماری بیزاری مودودی جماعت سے درست ہے یا نہیں، اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں، اخلاص کی بنیاد پر لکھ رہے ہیں، اور یہ سمجھ کر لکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس رسالے کو جماعت اسلامی کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں گے،

الہ العالمین! تیرا یہ حقیر بندہ ایک اہم کام کے لئے قلم لیکر بیٹھ گیا ہے

اس کی کامیابی تیرے ہاتھ میں ہے، تو جانتا ہے، ہمارے پاس علم کا وہ سرمایہ نہیں ہے، جس کی اس زمانہ میں مانگ ہے، ہاں تیری ہی رحمت و رافت سے اخلاص وللہیت کی جو تھوڑی بہت پونجی ملی ہے وہ حاضر ہے رب العزت! جو دین دنیا سے فتنہ و فساد مٹانے آیا تھا، آج اسی دین کے نام لیوا تیرا اور تیرے پیارے رسول کا نام لیکر فتنہ و فساد برپا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، تو ان کو توفیق دے، ان کے قلب کو حق کی طرف پھیر دے، اور صراط مستقیم پر گامزن کردے۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصلاح مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ، عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عقائد اور جماعت اسلامی

"جماعت اسلامی" کی جن چیزوں سے ہمیں اختلاف ہے، اور جن امور پر ہم نے گرفت ضروری سمجھی ہے ان کو مختلف عنوانوں کے تحت آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، آپ ان کو بار بار پڑھیں، اور فیصلہ کریں کہ ہمارا یہ اختلاف بجا ہے یا نہیں،

عصمت انبیاء کا انکار ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں، اور ہر زمانہ میں بندوں تک دین انہی حضرات کے ذریعہ پہنچا، ان کی عصمت کو اگر کوئی نہیں مانتا ہے تو گویا وہ سارے دین کو مجروح کر دیتا ہے، اور دین کو دوسروں کی نگاہ میں بے وقعت

---

۵ دیکھئے شرح فقہ اکبر ص۵۱ و سیرۃ النبی ص۸۶ ۵ع

کرتا ہے، کیونکہ جن اولوالعزم نبیوں اور رسولوں نے ہم انسانوں تک دین کی دولت پہنچائی ہے، جب وہی معصوم اور قابل اعتماد نہ رہیں گے تو جو دینی امور ان کے ذریعہ آئیں گے کیسے اس کو قابل اعتماد و یقین کہا جائے گا۔

ارباب جماعت اسلامی زبان سے شور مچاتے ہیں کہ ہم کتاب وسنت کے پیرو ہیں، مگر ان کی یہ تحریر گواہ ہے کہ وہ اپنے دعوی میں سچے نہیں ہیں، مولانا مودودی کی یہ تحریر غور سے پڑھیں، اور ایمانداری سے بتائیں کہ کیا وہ انبیاء کرام کی عصمت کا انکار نہیں کرتے ہیں! لکھتے ہیں

"لیکن ان حضرات نے شاید اس امر پر غور نہیں کیا کہ عصمت دراصل انبیاء کے لوازم ذات سے نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو منصب نبوت کی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا کرنے کیلئے مصلحتاً خطاؤں لغزشوں سے محفوظ فرمایا ہے"

آگے لکھتے ہیں، جسے نقل کرتے ہوئے بھی قلم تھراتا ہے، ذرا دھیان دے کر پڑھیں۔

"اللہ تعالیٰ نے بالارادہ ہر نبی سے کسی نہ کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک دو لغزشیں ہو جانے دی ہیں، تاکہ لوگ انبیاء کو خدا نہ سمجھیں اور جان لیں کہ یہ بھی بشر ہیں" (تفہیمات جلد ثانی ص۴۳)

اللہ اکبر جماعت اسلامی کا بانی اور اس کے قلم سے یہ بے باکانہ جملے، اس پر یہ دعویٰ کہ اسلام کو تیرہ ساڑھے تیرہ سو برس میں صرف جماعت اسلامی ہی نے سمجھا ہے، لِلّٰہ فرمایا جائے کیا مولانا مودودی کی اس تحریر سے یہ بات صاف طور پر سمجھ میں نہیں آتی ؟ کہ بحیثیت نبوت انبیاء علیہم السلام کی عصمت ذاتیہ کا انکار کیا گیا ہے، حالانکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبوت کی حیثیت سے ان کے لئے عصمت ذاتیہ ثابت ہے، اور خود مولانا مودودی کی بعض تحریروں میں بغیر قصد ایسے جملے قلم سے نکل گئے ہیں، جن سے عصمت انبیاء کا پتہ ملتا ہے۔

اگر "عصمت" انبیاء کرام کے لوازم ذات سے نہیں ہے، اور بالارادہ اللہ تعالیٰ ان سے لغزش کراتے ہیں جیسا کہ جماعت اسلامی کا عقیدہ ہے، تو قرآن کی اس آیت کے کیا معنی ہونگے جہاں نبی کی شان یہ بیان کی گئی ہے

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ	مگر جس کو اس نے رسول پسند کیا تو وہ اس کے آگے پیچھے ایک نگراں چلاتا ہے تاکہ اس کو یقین ہو جائے کہ انھوں نے اپنے رب کے پیغامات

وَاَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا [ے] (جن - ۲)

پیغامات پہنچا دیئے۔ اور اس نے احاطہ میں رکھا جو ان کے پاس ہیں، اور اس نے ہر چیز کی گنتی گن لی ہے

اسی طرح یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ امراۃ عزیز نے جب ان کو پھسلایا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے "برہان" کے ذریعہ بچایا، اور اسی کے بعد معًا ارشاد ہے۔

کَذٰلِكَ لِنَصۡرِفَ عَنۡهُ السُّوۡٓءَ وَالۡفَحۡشَآءَ (یوسف - ۳)

ہم نے اسی طرح ان کو علم دیا تا کہ ہم ان سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ کو دور رکھیں۔

آخر ان آیتوں اور دوسری آیتوں کو اٹھا کر کہاں ڈال دیں گے؟ کیوں بشریت کے ظاہر کرنے کے لئے ایک یہی صورت تھی کہ ان سے عصمت اٹھالی جائے؟ ہماری سمجھ میں بات نہیں آتی کہ جو خدائی کا دعویٰ نہ کرتا ہو، بلکہ اپنے کو انسان کہتا ہو، اور ہر شخص دیکھ رہا ہو کہ وہ آدمی ہے، کھاتا ہے پیتا ہے، شادی بیاہ کرتا ہے، پھر اس کو خدا سمجھنے کی وجہ کہیں سے کیونکر پیدا ہوگی۔

فرشتوں کے متعلق جماعت اسلامی کا عقیدہ

بچپن سے ہم آپ فرشتوں کا نام سنتے آتے ہیں، کہ وہ خدا کے فرمانبردار بندے ہیں

ے اس آیت میں تفصیل ہے کہ انبیاء کرام کی حفاظت ہوتی ہے، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ خاص اہتمام کرتا ہے تا کہ کہیں سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو شان نبوت کے خلاف ہو ۱۲

یہ نورانی بندے وہی کرتے ہیں جن کا ان کو حکم ملتا ہے مختلف فرشتے خدا کے حکم سے مختلف کاموں پر لگے ہوئے ہیں، اب سنئے جماعت اسلامی کا اس سلسلہ میں کیا عقیدہ ہے۔ مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

"اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں، وہ تقریباً وہی چیز ہے، جس کو یونان اور ہندوستان وغیرہ ممالک کے مشرکین نے دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔" (تجدید و احیاء دین ص۱)

خدارا بتایا جائے کہ کیا سچ فرشتہ کی وہی حقیقت ہے جو جماعت اسلامی کے بانی نے بیان کی ہے؟ کیا ہندوؤں کا دیوتا دیوی، اور ہمارا فرشتہ ایک ہی ہے؟ دیوی دیوتاؤں کے قصے آپ نے سنے ہوں گے، سوچئے کیا فرشتے بھی اسی طرح کے کام کرتے ہیں، نعوذ باللہ، آدمی بھٹکتا ہے، تو کہاں سے کہاں گرتا ہے، کہاں فرشتے اور کہاں دیوی دیوتا!!

اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق تمام حاجات بشریہ سے پاک ہوتی ہے، ایک لمحہ بھی یہ اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ	وہ سب (فرشتے) شب و روز اسکی

وَهُمْ لَا يَسْأَمُوْنَ۔ (حم السجدہ - ۵)	پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ نہیں اکتاتے۔

دوسری جگہ فرشتوں کے باب میں ارشاد ربانی ہے۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔ (تحریم - ۱)	جن چیزوں کا انکو اللہ حکم دیتے ہیں۔ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جن چیزوں کا حکم کیا جاتا ہے

کیا دیوی دیوتا بھی ان ہی صفات کے متحمل ہیں؟ سوچا جائے یہ سارے خرافات دیکھتے ہوئے، ہم خاموش رہیں تو آپ کیا فرمائیں گے؟ گالیاں تو قسمت میں لکھی ہوئی ہیں، ان سے بچنا مشکل ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ بچے۔ تو ان کے وارث ونائب کیسے بچ سکتے ہیں۔

قرآن پاک کے نجات کیلئے کافی ہونے کا انکار

مولانا مودودی بانی جماعت سے ایک صاحب نے پوچھا، کہ قرآن مجید نجات کے لئے کافی ہے یا نہیں؟ اس سوال کا مولانا نے جو جواب دیا ہے، وہ بہت الجھا ہوا ہے، اور خلاصہ یہ ہے کہ غالباً نجات کے لئے کافی نہیں، ان کے الفاظ یہ ہیں،

"قرآن حکیم نجات کے لئے نہیں، بلکہ ہدایت کے لئے کافی ہے"

اس کا کام صحیح فکر اور صحیح عمل کی راہ بتانا ہے، اور اس کی رہنمائی میں وہ یقیناً کافی ہے۔" (تفہیمات ص ۳۱۳/۱)

دیکھا آپ نے؟ پہلے فرمایا نجات کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ ہدایت کے لئے کافی ہے، جس کا منشا یہ ہے کہ کھل کر اس کو نجات کے لئے شاید کافی نہیں مانتے، اور اس کی تائید آگے کے جملوں سے بھی ہوتی ہے، کہ فرماتے ہیں "اس کا کام صحیح فکر اور صحیح راہ عمل بتانا ہے" پھر لکھتے ہیں کہ قرآن نجات کے لئے تو نہیں، ہاں وہ "اس (صحیح فکر اور صحیح راہ عمل کی) رہنمائی میں کافی ہے"۔

حالانکہ ہمارا عقیدہ ہے قرآن اپنے اوپر ایمان لانے والوں اور عمل کرنے والوں کی نجات و ہدایت دونوں کے لئے کافی ہے رحمت صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

من قرأ القرآن وحفظه ادخله اللہ الجنة (ابن ماجہ)	جو شخص قرآن پڑھے اور اس کو یاد کرے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔
ان هذا القرآن وهو حبل الله والنور المبين والشفاء النافع وعصمة لمن تمسك به ونجاة لمن	بلاشبہ یہ قرآن اللہ کی رسی، نور مبین اور شفاء نافع ہے اور اپنے ساتھ تمسک کرنے والے کے لئے عصمت ہے اور اپنی

تبعہ (کنز العمال ج۱ ص۱۳۲) | پیرو کے لئے نجات

برا نہ مانا جائے تو ایک بات اور عرض کریں، مولانا مودودی صاحب کی یہ عادت معلوم ہوتی ہے کہ جہاں وہ مذبذب ہوتے ہیں وہاں ان کی عبارت بھی مفہوم کے واضح کرنے میں صاف نہیں ہوتی عموماً آپ دیکھیں گے کہ وہ ایک بات کا اقرار بھی کرتے ہیں اور انکار بھی، عوام کے لئے یہ طرزِ عمل بڑا خطرناک ہے، اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو اس سلسلہ میں ڈانٹتے ہوئے فرمایا ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (آل عمران - ۷)	اے اہل کتاب حق کو باطل کے ساتھ کیوں مشتبہ کرتے ہو، اور حق کو کیوں چھپاتے ہو، حالانکہ تم جانتے ہو۔

لہٰذا ایسے طرزِ عمل سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے، تاکہ عوام گمراہ نہ ہونے پائیں۔

پیغمبروں پر نفس کے خطرے پیش آنے کا الزام	جماعت اسلامی کے امیر و بانی مولانا مودودی کے قلم کی زد سے آپ کو

معلوم ہے کوئی بھی نہیں بچ سکا ہے، محدثین، فقہاء اولیاء کرام اور علماء عظام سب پر انھوں نے ہاتھ صاف کیا ہے، حد یہ کہ

کہ پیغمبروں کو بھی نہیں بخشا، یہ تسلیم کہ ان کی نیت میں کھوٹ نہیں ہے مگر ان کی تحریر کا یہ حصہ پڑھ کر عام مسلمان کیا رائے قائم کریں گے اور کس طرف چل پڑیں گے۔ لکھتے ہیں۔

"اور تو اور بسا اوقات پیغمبروں تک کو اس نفس شریر کی رہزنی کے خطرے پیش آئے ہیں، چنانچہ داؤد علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کو ایک موقع پر تنبیہ کی گئی۔" (تفہیمات ص ۱۶۳/۱۶۰)

خدارا بتایا جائے انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کے متعلق یہ طرز تحریر کسی طرح مناسب ہے؟ پھر "بسا اوقات" کا لفظ بھی سامنے رکھئے، اور سوچئے کہ اس طرز تعبیر نے انبیاء علیہم السلام کی عصمت کو کتنا مجروح اور کیسا لہولہان کر دیا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اللہ اللہ شاید باید اور اتفاقی طور کی بات نہیں "بسا اوقات" کی واقعہ ہے یہ ایک مسلمان کی بڑی جسارت ہے، عوام مسلمان اس کا کیا اثر لیں گے؟ کسی مرتکب گناہ کو جب ٹوکا جائے گا، وہ فوراً بول اٹھے گا، کیا ہوا، جب انبیاء علیہم السلام "نفس شریر کی رہزنی" سے نہ بچ سکے، تو ہماری ملامت کے درپے کیوں ہوتے ہو۔

پیغمبروں کی عصمت کے مسئلہ کو مجروح کر کے مولانا مودودی صاحب پوری شریعت سے اعتماد اٹھوا دینے کے پھیر میں ہیں،

اللہ کے لئے اس طرزِ عمل پر دوبارہ غور فرمایا جائے، اور دل سے اگر کوئی آواز اٹھے تو اس پر بغیر لیت و لعل عمل کیا جائے، اسی میں آپ کی بھی بھلائی ہے اور قوم مسلم کی بھی، اہل سنت والجماعت کے مسلّم عقیدہ کا انکار اچھا نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ کہ انبیاء کرام اور مرسلین کے لئے عصمت ضروری ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کا ظاہر و باطن دونوں معصیت سے پاک ہوتا ہے، نہ ظاہری طور پر منہیات میں مبتلا ہوتے ہیں اور نہ باطن ان کا حسد، کینہ اور ریا وغیرہ سے آلودہ ہوتا ہے، جہاں انسان اس طرح کی کوئی چیز دیکھے، جو بظاہر اس کے خلاف معلوم ہو، اس کی تاویل کرے، اور یقین کرے اس کی صورت کچھ اور ہے، جو معصیت کے اندر نہیں آتی ہے، بقول مولانا مودودی مان لیا جائے کہ پیغمبروں پر نفس شریر کے بسا اوقات ڈاکے پڑتے رہتے تھے، تو نعوذ باللہ خدا کے حکم کو چھوڑ کر ہمیں ایک نئے عقیدہ کا قائل ہونا ہوگا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے

مَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر - ۱)	رسول جو تم کو دیا کریں لے لیا کرو، اور جس چیز سے تم کو روک دیں رک جایا کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے اور رسول کے متعلق ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ (النجم ۔ ۱)	اس وحی کے سوا جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے، اپنے جی سے بات نہیں بناتے۔

جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بنا برے رسول و نبی کی عام پیروی کے مکلف ہیں۔ مودودی صاحب اس عمومیت کو ختم کر کے مقید کرنا چاہتے ہیں پھر فیصلہ کیجیئے کس کی بات مانی جائے؟ اللہ تعالیٰ کی یا مودودی صاحب کی؟

پھر مودودی صاحب کی بات ماننے سے اللہ تعالیٰ پر یہ الزام عائد ہوگا کہ وہ نفس شریر کی پیروی کا ہم کو حکم فرماتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہمکو حکم ہے کہ تم انبیاء کی پیروی کرو، اور بقول مودودی صاحب ان پر نفس شریر کے ڈاکے پڑتے رہے، تو اس طرح ہم نے نفس شریر کی پیروی کی، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، مسلمانوں کو اس عقیدہ سے توبہ کرنا چاہیئے۔

آنحضرت کے سوا تمام دوسرے نبیوں ورسولوں نیز صحابہ کرام کے معیار حق ہونے کا انکار	کلمہ طیبہ کے دوسرے جزء "محمد رسول اللہ" کی تشریح کے سلسلہ

میں مولانا مودودی صاحب لکھتے ہیں۔

"رسول خدا کے سوا کسی انسان کو معیارِ حق نہ بنائے، کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو" (دستور جماعت اسلامی)

سوچئے کیا اس تحریر سے یہ ظاہر نہیں ہوتا، کہ جماعت اسلامی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرے تمام انبیاء و رسل، نیز صحابہ کرام کو معیارِ حق تسلیم نہیں کرتی، اگر جماعت اسلامی کا یہی عقیدہ جو اس سے ظاہر ہوتا ہے، تو بلا شبہ یہ عقیدہ نہایت غلط ہے، قرآن پاک کی بیسیوں آیتیں ہیں جن سے ثابت ہے کہ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (بقرہ - ۴۰)	تمام لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے تمام رسولوں پر، ہم اس کے رسولوں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے
قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَ	کہئے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اسکی کتاب پر، جو ہم پر نازل کی گئی، اور اس پر جو کچھ ابراہیم واسمٰعیل و اسحاق و یعقوب اور اولاد یعقوب پر اتارا گیا، اور جو کچھ موسیٰ

النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ

(آل عمران — ۹)

و عیسیٰ کو دیا گیا، اور جو دوسرے نبیوں کو ان کے پروردگار کی طرف سے دیا گیا، ہم ان میں سے کسی کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

اور بلاشبہ ان میں سے ہر ایک معیار حق ہیں، تنقید سے بالاتر ہیں اور ان کی پیروی کی جائے گی، اگر ہماری شریعت اس سے نہیں روکتی

ارشاد ربانی ہے۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ۔

(النساء — ۲۳)

بہت سے رسول خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے (آئے) تاکہ لوگوں کے لئے رسولوں کے بعد کوئی حجت باقی نہ رہے۔

کیا اس آیت سے انبیاء کرام کا معیار حق ہونا واضح نہیں ہے؟ یہاں تفصیل مقصود نہیں ہے صرف اشارہ کرنا ہے کہ آپ خود انصاف کریں کہ اس طرح کا عقیدہ پھیلانا کیا واقعۃً اسلام کی خدمت ہے؟

اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار سراسر زیادتی ہے جس طرح اللہ تعالےٰ اپنے اور اپنے پیارے رسول کے درمیان اتباع کے سلسلہ میں تفریق کی اجازت نہیں دیتا، یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ہے کہ آپ اپنے اور صحابہ کے درمیان اتباع کے معاملہ میں تفریق کی اجازت نہیں دیتے، نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں انپر پورا پورا اعتماد کیا، اور دین کے سارے کام انہی سے انجام دلائے پھر ان پر اعتماد نہ کرنا کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان کونسی جماعت واسطہ ہے؟ کیا صحابہ کرام کے علاوہ کوئی اور ہے، جب یہی جماعت آنحضرت کی ساری چیزیں ہم تک پہنچانے والی ہے تو پھر انہی پر اعتماد نہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجیے "کہ جس طرح رسول اللہ کا طریقہ، اللہ تعا کے طریقہ سے علیحدہ نہیں ہے، ٹھیک اسی طرح صحابہ کرام کی سنت آنحضرت کی سنت سے الگ نہیں ہے، اسی طرف آپ نے اشارہ فرمایا،

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔	میرے صحابہ ستارہ کے مانند ہیں ان میں سے تم نے جن کی بھی پیروی کی ہدایت یاب ہوئے۔

اسی طرح جب آپ سے پوچھا گیا کہ تہتر فرقوں میں سے ایک فرقہ جو ناجی ہوگا وہ کون ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

ما انا علیہ واصحابی (ابوداؤد و ترمذی)	جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن پاک میں مختلف موقعوں پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ

لے دراصل معیار حق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس نے اپنے رسول کو معیار حق بنایا، اور رسول برحق نے صحابہ کرام کو، پھر اس میں ایں و آں غلط ہے ۱۲

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح وستائش کی ہے اور ان کی فضیلت کو اجاگر کیا ہے، آپ نے قرآن پاک کی یہ آیت بھی پڑھی ہوگی

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

(توبہ ـ ۱۳)

مہاجرین اور انصار میں جو مقدم سابق ہیں اور جتنے لوگ اخلاص سے ان کے پیرو ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔

ان تمام ثبوت کے باوجود صحابہ کے معیار حق ہونے کا انکار کرنا اور ان کی پیروی کو ناجائز کہنا حیرت ہے، پھر اس سے بڑھ کر ظلم ان صحابہ کرام اور انبیاء علیہم السلام کو قابل تنقید قرار دیتا ہے، خدا کے لئے اس مسئلہ پر دھیان دیا جائے اور فیصلہ کیا جائے، مولانا مودودی مسلمانوں کو کس چیز کی دعوت دے رہے ہیں۔

معتزلہ کے عقیدہ کی پیروی اور مرتکب کبیرہ کو کافر کہنا

بعض مسئلہ میں مولانا مودودی معتزلہ کے عقیدہ سے متاثر نظر آتے ہیں

ف ہم صحابہ کرام پر بحث باہمی ترجیح کے لئے کرتے ہیں، معیار حق کے سلسلہ میں نہیں اور یہ دونوں چیز الگ الگ ہے، دھوکہ میں نہ پڑنا چاہیے ۱۲

چنانچہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کے باب میں جماعت اسلامی کا بالکل وہی عقیدہ ہے، جو معتزلہ اور خوارج کا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، تو گناہ گار ہونے کے باوجود مسلمان ہی رہتا ہے، مثلاً نماز پر ایمان رکھنے کے باوجود کوئی مسلمان نماز نہیں پڑھتا ہے، تو ہمارے یہاں وہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، مگر معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے کے بعد مسلمان دائرہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے، چنانچہ وہ مسلمان جس پر نماز فرض ہے اور نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا، حج نہیں کرتا، معتزلہ کے مذہب میں یہ سب مسلمان باقی نہیں رہیں گے۔[۵]

اب دیکھئے مولانا مودودی صاحب کیا فرماتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے۔

"رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے، دنیا بھر کے سفر کرتے پھرتے ہیں، کچھ یورپ کو آتے جاتے، حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے

---

۵ شرح عقائد نسفی ص۱۰۸

دل میں نہیں گذرتا، تو وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں،
جھوٹ بکتے ہیں۔ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں
اور قرآن سے جاہل ہے، جو انہیں مسلمان سمجھتا ہے" (خطبات ص ۱۸۷)

ملاحظہ فرمائیں کہ تارک حج کو مولانا مودودی کس شد و مد سے کافر کہہ رہے ہیں، حد یہ ہے کہ ان کو جو مسلمان سمجھتا ہے، اس کو بھی قرآن سے جاہل قرار دیتے ہیں، حج ایک ضروری فریضہ ہے، استطاعت کے باوجود جو اسے ادا نہیں کرتا وہ اہل سنت والجماعت کے یہاں سخت گناہ گار ہے، اس کو مرتکب کبیرہ کہا جائیگا، مگر بایں ہمہ اس کو اسلام سے خارج قرار دینا جائز نہیں ہے۔

ایمان کا تعلق دراصل قلب ہی سے ہے، دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہی ایمان ہے، عمل جزو ایمان نہیں ہے قرآن پاک میں صراحت ہے کہ ایمان کا تعلق قلب سے ہے ارشاد ربانی ہے۔

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ۔ (المجادلہ۔۳)	ان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے۔
وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ (النحل۔۱۴)	اور اس کا دل ایمان پر برقرار ہے۔

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات - ۲)	اور ابھی تمہارے دلوں میں ایمان راسخ نہیں ہوا۔

کون نہیں جانتا کہ قلب تصدیق اور علم کا محل ہے، عمل کا تعلق قلب سے نہیں بلکہ جوارح سے ہوتا ہے، اور ان آیتوں میں صراحت ہے کہ ایمان کا تعلق قلب ہی سے ہے، پس معلوم ہوا عمل جزء ایمان نہیں ہو سکتا اسی طرح حدیث میں بھی صراحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ جب کوئی ایمان لے آئے تو پھر اس کو نہ چھیڑو، یعنی قتال نہ کرو، اور دوسری بہت سی حدیثیں بھی اس سلسلہ میں مختلف طور پر واقع ہوئی ہیں، معتزلہ اور خوارج البتہ عمل کو ایسا جزء ایمان مانتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے سے ان کے نزدیک آدمی مسلمان باقی نہیں رہتا اور خوارج تو کہتے ہیں وہ کافر ہو گیا، مگر یہ دونوں عقیدے اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، بلکہ قرآن وسنت کے بھی، قرآن میں ہے وان طائفتان من المومنین اقتتلوا قتل وخونریزی گناہ کبیرہ ہے۔ مگر قرآن اس کے مرتکب کو مومن کہتا ہے۔

اس کا یہ منشا نہیں ہے کہ ہم اعمال حسنہ پر زور نہیں دیتے، زور دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اعمال صالحہ کے ترک سے ایمان کا کمال اور اس کی رونق جاتی رہتی ہے۔ یہ ایک بڑا گناہ ہے جس سے

جس سے ہر مسلمان کو توبہ کرنا چاہیے اور بچنا چاہیے۔

سوچئے کبیرہ گناہ پر کفر کا فتویٰ دینے سے مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ انسان کبھی فرشتہ نہیں ہوتا، اس سے ہر وقت گناہ کا امکان ہے، کسی مسلمان سے ایک گناہ ہوگیا اس نے سمجھ لیا کہ میں مسلمان باقی نہیں رہا، پھر اس کا کیا حال ہوگا؟ وہ برباد ہو جائے گا اور اس طرح عمل صالح کی رغبت ختم ہو جائے گی،

خوارج معتزلہ کے عقیدہ کو تسلیم کر لیجئے تو آج اکثر و بیشتر مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے، بہرحال جماعت اسلامی کا یہ بڑا ظلم ہے کہ وہ ایک باطل عقیدہ کا پرچار کر رہی ہے اور اس طرح گمراہی کا ایک نیا راستہ کھول رہی ہے۔

مودودی جماعت کے جن لوگوں کو غصہ آئے، وہ پہلے اپنے کو ٹٹول لیں، ان میں بھی اکثر ارتکاب گناہ سے بچے نہ ہوں گے، اس طرح وہ خود ہی مسلمان باقی نہیں رہتے، پھر ان کو دوسروں کو کسی قسم کی تبلیغ کا حق کہاں سے باقی رہتا ہے۔

تارک صلوٰۃ وصوم کے ایمان کا انکار

اسی طرح مولانا مودودی صاحب نے ان لوگوں کو جو نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے۔ دائرہ ایمان سے خارج قرار دیتے ہیں، لکھتے ہیں۔

"ان دو ارکان اسلام (نماز روزہ) سے جو لوگ روگردانی کریں ان کا دعویٰ ایمان ہی جھوٹا ہے۔" (خطبات ص۱۱۳)

زکوٰۃ و نماز کی پابندی نہ کرنے سے کلمہ طیبہ کے اقرار کو بے معنی کہنا

ایک دوسری جگہ مولانا مودودی تحریر فرماتے ہیں

"قرآن کی رو سے کلمہ طیبہ کا اقرار ہی بے معنی ہے، اگر آدمی اس کے ثبوت میں نماز اور زکوٰۃ کا پابند نہ ہو"

(خطبات ص۱۳۲)

یہ طرز تحریر آپ کے سامنے ہے، فیصلہ کیجئے کیا مولانا مودودی ان لوگوں کے ایمان اور اسلام کا کھل کر انکار نہیں کرتے، جو نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ پر ایمان رکھنے کے باوجود ان کے پابند نہیں یہ معتزلہ اور خوارج کا عقیدہ ہے جس کی جماعت اسلامی تبلیغ کر رہی ہے سوچیں تو سہی کہ اس عقیدہ کی تبلیغ کے ذریعہ مسلمانوں کو کہاں سے کہاں پہنچا رہے ہیں؟ روئے زمین پر جتنے مسلمان بستے ہیں، اس عقیدہ کے بعد ان میں پھر کتنے مسلمان بچ جائیں گے؟ کون ایسا گھر ہے جس میں بے نمازی نہیں، روزہ توڑنے والے نہیں؟ اسی طرح کیا زکوٰۃ و حج کی پابندی نہ کرنے والوں کی آج کوئی کمی ہے؟ پھر سوچئے نتیجہ میں کیا حاصل ہوگا، گھر کا گھر مسلمان باقی نہ رہے گا،

کوئی خود دائرہ ایمان و اسلام سے نکل جائے گا، کسی کے بال بچے نکل جائیں گے، اور کسی کے والدین، پھر جتنے بیچارے مرچکے ہیں خاندان در خاندان سارے کے سارے ایمان کے دائرہ سے نکلے ہوئے کہیں اور نظر آئیں گے،

غالباً اسی عقیدہ کا نتیجہ ہے کہ جماعت اسلامی میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں، ان کو پھر دوبارہ مسلمان کیا جاتا ہے، جبتک کوئی ازسرنو مسلمان نہیں ہوتا، جماعت اسلامی کا رکن نہیں بن سکتا خود مولانا مودودی نے بھی جماعت اسلامی کے بعد ایمان کی تجدید کی ہے۔ یہ سارے پاپڑ کیوں بیلنے کا حکم دیتے ہیں؟ اسی وجہ سے تو کہ وہ عام مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے، یا کافر سمجھتے ہیں یا ان پر کفر کا غالب گمان رکھتے ہیں، ورنہ دائرہ اسلام سے تو بہر حال خارج جانتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا جماعت اسلامی کے جب شباب کا زمانہ تھا تو اس سے متعلق افراد دوسرے مسلمانوں سے اسطرح باتیں کرتے تھے، کہ گویا وہ مسلمان نہیں ہیں، اور کھل کر دوسرے مسلمانوں کے ایمان کو مشتبہ قرار دیتے تھے، ان سے پوچھا جاتا کہ جو آپ کی جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہے، ان کے پیچھے نماز جائز ہے ؟

تو کوئی انکار کردیتا، اور کوئی خاموشی سے جواب دیتا، مگر کوئی کسی دوسرے مسلمان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تھا، یہ اثرات تھے جماعت اسلامی کے عقائد کے۔

آپ کو سنکر حیرت ہوگی کہ جماعت اسلامی کے اکثر حلقے اس منزل پر پہنچ چکے تھے، کہ وہ جماعت اسلامی کے منکرین کے حق میں کفر کا فتویٰ مرتب کرنا چاہتے تھے، اور یہ بات اس حد تک بڑھی کہ مودودی جماعت کے اکابر اس مسئلہ پر غور کرتے بیٹھے، بہت سے "علماء جن کو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں جماعت اسلامی سے نکل آئے، یہ سب اسی عقیدہ اور اس عقیدہ میں سختی کا نتیجہ تھا۔

جماعت اسلامی سے بیزاری کا بروقت اعلان

اللہ تعالیٰ کو اچھا کرنا تھا کہ مولانا ابواللیث ندوی امیر جماعت اسلامی ہند نے شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنی مدظلہ کو چھیڑا، اور آپ سے بری طرح الجھے، یہی نہیں بلکہ مجبور کرنا چاہا کہ جماعت اسلامی میں داخل ہو جائیں اور اپنے خیال میں یقین دلانا چاہا کہ یہی سلامتی کا راستہ ہے، حضرت شیخ الاسلام مدظلہ بہرحال شیخ وقت، روحانی پیشوا اور دنیا کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی کے شیخ الحدیث ہیں، اور ہم پہلے عرض کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اپنے فضل

وکرم سے ایک "نور بصیرت" عطا فرمایا ہے، انھوں نے اپنے اسی نور بصیرت کے ذریعہ بھانپ لیا کہ وہ وقت آچکا ہے کہ جماعت اسلامی سے بیزاری کا اعلان کردیا جائے، چنانچہ جماعت اسلامی کی گالیوں اور ان کے قلم کے تیر ونشتر سے بے پرواہ ہوکر آپ نے بیزاری کا اعلان کردیا، پھر آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس "نور بصیرت" کی کس طرح تائید کروائی، ہندوستان وپاکستان میں جماعت اسلامی کے غلط رویہ سے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک آگ سی لگ گئی، اور گوشہ گوشہ سے بیزاری کا اعلان ہونے لگا، اس بیزاری کا اعلان کرنے میں صرف وہی علماء نہیں تھے، جو دیوبند سے متاثر ہیں، بلکہ ہر مکتب خیال، اور ہر مسلک کے ماننے والے تھے، ہند وپاک میں کوئی قابل ذکر ایسا عالم نہ بچا جس نے جماعت اسلامی سے اپنی بیزاری کا اعلان نہ کیا ہو۔

یہ درست ہے کہ اس کے بعد جماعت اسلامی کی طرف سے گالیوں کی بوچھار شروع ہوگئی، اکابر کی پگڑیاں اچھالی گئیں، ان کا مذاق اڑایا گیا، ان کو سوداگر کہا گیا، اور وہ ساری باتیں کہی گئیں، جو وہ کہہ سکتے تھے،

بہرحال مولانا مودودی صاحب سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنے مسلک پر نظر ثانی کریں، اور اگر ان پر یہ مسئلہ واضح ہوچکا ہو، تو پھر غلط تاویل کہ فلاں کتاب عقائد کی کتاب نہیں ہے اور میرا یہ منشا نہ تھا چھوڑ دیں اور

اس عقیدہ سے اپنی بیزاری کا اعلان کردیں، اعتدال پسندوں سے بات ذاتی نہیں بگڑتی ہے، عذر گناہ، بدتر از گناہ مشہور مقولہ ہے۔

عام مسلمانوں کا ایمان مولانا مودودی کی نظر میں

اسی سلسلہ میں یہ بات بھی جاننے کی ہے کہ مولانا مودودی صاحب ان مسلمانوں کو جو ان کی جماعت سے الگ ہیں کس نظر سے دیکھتے ہیں اپنے دستور کی ایک دفعہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس جماعت میں کوئی مسلمان محض اس مفروضہ پر شامل نہیں کیا جائیگا کہ وہ جب مسلمان گھر میں پیدا ہوا ہے، اور اس کا نام مسلمان کا سا ہے، تو ضرور مسلمان ہوگا، اسی طرح کوئی شخص کلمہ طیبہ کے الفاظ کو بے سمجھے بوجھے محض زبان سے ادا کرکے بھی اس جماعت میں نہیں آسکتا، اس دائرہ میں آنے کے لئے شرط لازم یہ ہے، کہ آدمی کو کلمہ طیبہ کے معنی مفہوم کا علم ہو"

اس بحث کو ختم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خواہ وہ قبلاً غیر مسلم ہو اور ابتداءً یہ شہادت ادا کرے یا پیدائشی مسلمان ہو"

آپ نے دیکھا کہ قبلاً غیر مسلم اور مسلمان دونوں کو ایک درجہ میں کردیا گیا اور دونوں کے لئے مولانا مودودی نے ایک ہی حکم جاری کیا، کیا اس کے بعد شبہ کیا جا سکتا ہے کہ جماعت اسلامی نے عام مسلمانوں کو کافر نہیں کہا؟

اور اب پورے فہم و شعور کے ساتھ اپنے سابق ایمان کی تجدید کرے" (دستور جماعت اسلامی ص۱)

اس تشریح کو جو جماعت اسلامی کے دستور سے متعلق ہے ہمارے بار بار پڑھیں اور غیر جانبدار ہو کر پڑھیں اور انصاف و عدل کے ساتھ سوچیں کہ عام مسلمان جو جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہیں وہ جماعت اسلامی اور اس کے بانی کی نظر میں کیا ہوئے؟ اس انداز بیان کو دیکھ کر اگر کوئی کہتا ہے کہ جماعت اسلامی اپنے سوا سارے مسلمانوں کو سچا مسلمان بلکہ سرے سے مسلمان ہی نہیں گردانتی تو کیا وہ غلط کہتا ہے؟

اسی طرح کی چیزوں سے یقین کرنا پڑتا ہے کہ ارباب جماعت کا کیا عقیدہ ہے، کون نہیں جانتا کہ مسلمان باایں ہمہ بے عملی اسلام کے ایک ایک رکن پر جان دینے کا سچا جذبہ رکھتا ہے، وہی مسلمان جن کو جماعت اسلامی نام کا مسلمان کہتے ہوئے نہیں شرماتی، ناموس رسول، احکام دین، اور قرآن پاک کی حرمت پر شہید ہو جانا فخر سمجھتے ہیں، کسی کافر و مشرک کے کفر کی طاقت سے دین کے معاملہ میں مرعوب نہیں ہوتے، اور اسلام کا نام آتے ہی ان کا دل جذبات سے معمور ہو جاتا ہے۔

تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کے باوجود تجدید ایمان	کیا یہ سارے ولولے اور جذبے تصدیق بالجنان اور اقرار باللسان کا نتیجہ نہیں ہیں کیا

یہ چیزیں یہ نہیں ثابت کرتی ہیں کہ دل ایمان سے معمور ہے، مگر با ایں ہمہ اس کے مسلمان ہونے میں شبہ کرنا، از سر نو اس کو مسلمان بنانا، اور حقارت آمیز نگاہ سے اس کے ایمان کو دیکھنا اس بات کی نشان دہی نہیں کرتا، کہ سچ مچ جماعت اسلامی معتزلہ کے عقیدہ پر قائم ہے، اور جو مسلمان اعتراف گناہ کے باوجود اعمال صالحہ سے غافل ہے وہ جماعت اسلامی کی نظر میں مسلمان نہیں۔

مسلمان غیر جانبدار ہو کر سوچیں کہ یہ طرز عمل کسی ایسی جماعت کے لئے جائز ہے؟ جو اپنے کو اسلام کا خادم کہتی ہے، کیا کروڑہا کروڑ مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا، یہ کوئی عظیم الشان کارنامہ ہے؟

ہمیں شدت سے اس کا احساس ہے کہ جماعت اسلامی میں کوئی قلبی سوز و گداز اور جاذبیت نہیں، فوجی جماعت کی طرح ہے کہ جو ایک کام جماعت اسلامی کے مطابق نہ کرے، اس کا نام دفتر اسلام سے کاٹ ڈالو ہم کس طرح یقین دلائیں کہ ان مسلمانوں کے قلب کا کیا حال ہے، جن کو یہ مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں، کسی کی اصلاح یہ کہکر کرنا کہ تم مسلمان باقی نہیں رہے، اچھا طریقہ وہی ہے جو اسلاف کا رہا ہے کہ مسلمان جب تک وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور ضروریات دین کا منکر بھی نہیں تو کہا جائے کہ تم مسلمان ہو، اور ان اعمال و اخلاق سے غافل ہو

جو تم پر واجب ہیں جس کی تعلیم دینے کے لئے رحمت عالم تشریف لائے جسکو بتانے کے لئے قرآن نازل ہوا، اور جس کا حساب کتاب تم سے کل قیامت میں لیا جائے گا، کسی کی گردن کاٹ کر پھر اس کو جوڑ دو، اور سمجھاؤ، اچھا یہ ہے کہ مرض کا علاج کرو، اور سمجھاؤ، ایمان اور اسلام پر حملہ دراصل گردن ہی کا کاٹ ڈالنا ہے، فاسق کہا جائے، فاجر کہکر اس کے شعور کو بیدار کیا جائے، تو یہ البتہ ایسے اعضاء کا کاٹنا اور آپریشن کرنا ہوگا جس سے موت واقع نہیں ہوتی۔

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں اسی نسلی اور پیدائشی مسلمانوں کو دیکھا گیا کہ ان کے بچے ان کے سامنے ذبح کئے گئے، ان کے گھر جلائے گئے، خود ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے اور ان کی عصمت و عفت تک پر حملہ کیا گیا، یہ سب انھوں نے برداشت کر لیا، مگر کلمہ کفر زبان پر نہ لائے حد یہ ہے ان کی گردنیں کاٹ ڈالی گئیں مگر ایمان و اسلام ہی پر جان دی اور شہادت کا درجہ حاصل کیا، ایسے مسلمانوں کے لئے ہماری جرأت نہیں کہ ان کو دائرہ اسلام سے ہم خارج قرار دیدیں۔

تیرہ سو سال کے مسلمان جماعت اسلامی کی نظر میں

جماعت اسلامی کے رویہ اور اس کے طرز تحریر سے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ یہ جماعت ایک "جدید مذہب" کا آغاز کرنا چاہتی ہے تو واقعہ ہے، اس کے لئے اسکی

گنجائش نکلتی ہے، ہمیں سب سے زیادہ مولانا مودودی صاحب اور ان کے رفقاء کار سے اسی کی شکایت ہے کہ ان کا اسلوب بیان، انداز تحریر اور لب ولہجہ دینی امور کے بیان میں معتدل نہیں، ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں،

"اپنے کو مسلمان کہلانے والے اور اللہ کا حکم نہ ماننے والے اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں، اسلام کو ان سے بچانے کے لئے ہم سب کو مل کر انھیں سیدھی راہ دکھانا ضروری ہے دنیا میں امن وامان قائم کرنے کا یہی ایک ذریعہ ہے"۔

(دوسری کتاب مذا مرتبہ ادارہ الحسنات رامپور بذریعہ کشف حقیقت)

اپنا خیال ہے جماعت اسلامی کا یہ طرز بیان کسی طرح مناسب نہیں، ان تمام طریقوں سے پرہیز کرنا چاہئے جس سے کسی طرح بھی معتزلہ یا خوارج کے عقیدہ کی تائید ہوتی ہو، اور اہل سنت والجماعت کے صحیح عقیدہ سے عوام کے برگشتہ ہونے کا اندیشہ ہو۔

ایک انصاف پسند کو اس عبارت میں بھی وہی بات نظر آئے گی جس سے کسی نہ کسی طرح عقیدہ اعتزال کو تقویت پہنچتی ہے، ہماری درخواست ہے کہ جماعت اسلامی ان چیزوں پر دھیان دے اور گمراہی کا دروازہ جس کے کھلنے کا امکان بلکہ غالب گمان ہے، اس کو بند کردے۔

دجال کا انکار | قرب قیامت کی حدیث میں جہاں بحث ہے، وہاں دجال کا بھی تذکرہ ہے اور بڑی تفصیل سے یہ تذکرہ ہے مگر مولانا مودودی اس کو افسانہ کہہکر ختم کر دینا چاہتے ہیں لکھتے ہیں۔

"یہ کانا دجال وغیرہ تو افسانے ہیں جنکی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے ان چیزوں کو تلاش کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت بھی نہیں، عوام میں اس قسم کی جو باتیں مشہور ہیں ان کی کوئی ذمہ داری اسلام پر نہیں ہے"

(ترجمان القرآن رمضان شوال ۱۳۶۵ھ)

دجال کو افسانہ کہنا مولانا مودودی صاحب کی زیادتی اور حدیث پر عدم عبور کی کھلی دلیل ہے، اور ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظر میں حدیث کی کوئی اہمیت نہیں، کسی سوال کا جواب دینے سے پہلے اس کی تحقیق ضروری ہوتی ہے، حدیث میں پوری تفصیل موجود ہے۔ حدیث کی کتابوں میں جہاں قیامت کے علامات کا تذکرہ ہے، وہاں اس کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔

بعد میں مولانا مودودی پر حدیث کا حوالہ ظاہر کرکے سوال کیا گیا، تو مجبور ہوکر ماننا پڑا، اور انھوں نے اعلان کیا کہ ہم دجال کو مانتے ہیں اور اس کے فتنہ سے بچنے کی جو حدیث میں دعا آئی ہے اس کو پڑھتے ہیں، مگر اس اعلان میں دوسری غلطی کا ان کو ارتکاب کرنا پڑا، اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم سے دجال کے متعلق جو مختلف حدیثیں آئی ہیں، ان میں تطبیق نہ دیسکے اور یہ لکھا۔

"ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے احادیث میں منقول ہیں وہ دراصل آپ کے قیاسات ہیں، جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے"۔ (ترجمان القرآن، ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

مولانا مودودی کے اس انداز بیان نے پھر عصمت انبیاء پر حملہ کردیا اور اتنی بات تو بہرحال ہوئی، کہ لب ولہجہ شان نبوت کے خلاف واقع ہوا جس پر ہم بحث کرچکے ہیں، معلوم ہوتا ہے نبی سے ایک مسلمان کو جو عقیدت ومحبت چاہیے، اور بالخصوص رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو ایک باخبر مسلمان کو عقیدہ رکھنا چاہیے، ہمارے مولانا مودودی یا تو پورے طور پر اس مسئلہ سے واقف نہیں ہیں یا پھر عیسائی مصنفین سے مرعوب ہیں، "قیاسات نبی" سے پتہ نہیں مولانا کی کیا مراد ہے، اگر اجتہاد مراد ہے تو واضح رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ خطاء پر نبی کو باقی نہیں رکھتا، جو پہلو حق ہوتا ہے اسے اس پر ظاہر کردیتا ہے اور اگر کچھ اور مراد ہے تو اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔

رحمت عالم کو شکی کہنا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو شکی کہنا بڑی جرأت ہے، سوچنا چاہیے کہ جو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے،

اگر خود وہی شک میں ہے، تو دوسروں کی رہنمائی کیا کریگا۔ اور پھر ایک شکی انسان پر دوسروں کو کیونکر بھروسہ ہوسکتا ہے، عوام کو یہ بتانا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شکی تھے ان کو گمراہ کرنا ہے، پھر ایسی بات کے سلسلہ میں جس کا تعلق گھریلو معاملات سے نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق علامات قیامت سے ہے جو امور دین سے ہے، اگر اس طرح کے معاملات میں بھی یہ مان لیا جائے کہ آپ شک میں تھے یا آپ کو تردد تھا، اور اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرما کر آپ کے شک کو دور نہیں فرمایا تو پھر دین کا ایک اور حصہ جس کا تعلق علامات قیامت اور آئندہ ہونے والے واقعات سے ہے اور جن کے ذریعہ مسلمانوں کو آنے والے فتنوں سے بچانا مقصود ہے، وہ مخدوش ہو کر رہ جائیگا، اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا پختہ اعتماد چاہیئے، اور آپ کی بتائی ہوئی چیزوں پر جس قدر بھروسہ چاہیئے باقی نہ رہ سکے گا، پھر اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے پھر یہ بھی واضح رہے کہ شرعی امور میں شک کی ممانعت ہے۔ ارشاد ربانی ہے

---

۷ مومن کی تعریف قرآن میں مذکور ہے انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون، اس آیت میں لم یرتابوا کو سامنے رکھ کر سوچیے کہ ایمان کے سلسلہ میں جب عام مسلمانوں کو شک کی گنجائش نہیں تو کیا ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ دین کی فلاں بات میں شک میں تھے کسی مسلمان کے لئے جائز ہوسکتا ہے؟ ۱۲

لَقَدْ جَاءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (یونس-۱۰)

بیشک آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے حق آیا ہے ہرگز آپ شک کرنیوالوں میں نہ ہوں۔

امام مہدی کے متعلق اسلاف کی رائے سے اختلاف اور حدیث کی تفصیل سے انکار | امام مہدی کا عقیدہ بھی علامات قیامت سے تعلق رکھتا ہے رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ میں اہل بیت سے ایک امام مہدی پیدا ہوں گے، جو کفار کو مغلوب اور اسلام کو قوی کریں گے اور ان کے متعلق آنحضرت اللہ علیہ وسلم نے تفصیل بیان کی ہے، مولٰنا مودودی نے امام مہدی کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ مہدی کے عقیدہ کو مانتے ہیں، کہ آنحضرت کی پیشینگوئی کے مطابق آئیں گے مگر حدیث میں جو اس کی تفصیل آئی ہے، اس کے ماننے سے ان کو انکار ہے: اس سلسلہ میں ان کی تحریر کا یہ حصہ پڑھئے۔ لکھتے ہیں

"مسلمانوں میں جو لوگ الامام المہدی کی آمد کے قائل ہیں، وہ بھی ان متجددین سے جو اس کے قائل نہیں ہیں، اپنی غلط فہمیوں میں کچھ پیچھے نہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ امام مہدی کوئی اگلے وقتوں کے مولویانہ وصوفیانہ وضع قطع کے آدمی ہوں گے تسبیح ہاتھ میں لئے یکایک کسی مدرسہ یا خانقاہ کے حجرے سے

برآمد ہوں گے آتے ہی انا المہدی کا اعلان کریں گے۔"

(تجدید و احیائے دین ص۳۲)

اس انداز بیان پر بار بار غور کیجئے، کیا یہ انداز کسی اسلامی جماعت کے امیر کے لئے زیبا کہا جا سکتا ہے؟ اگر ان کو اپنے جدید عقیدہ کا اظہار ہی مقصود تھا تو کیا یہی بات اس انداز میں نہیں کہی جا سکتی تھی کہ اہل اللہ پر طنز بھی نہ ہوتا اور کام بھی چل جاتا، علماء کا ہر جگہ مذاق اڑانا اور ہر موقع سے ان پر پھبتی کسنا اسی شخص کا کام ہو سکتا ہے، جس کو دین نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے دلی بغض ہو بلا شبہ دیندار طبقہ کی تسبیح و مصلےٰ مسجد و خانقاہ اور ان کی وضع قطع سے ٹھٹھا مخول کرنا کوئی اچھی علامت نہیں ہے، قرآن پاک میں اس سے روکا گیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ

(حجرات - ۲)

امام مہدی مودودی کی نظر میں

مولانا مودودی صاحب نے اس مسئلہ میں بھی پہلے مولویوں کا صوفیوں کا اور اہل اللہ کا مذاق اڑانا ضروری سمجھا، کیونکہ ان کی تحریک اسلامی کا بنیادی پتھر یہی ہے بھی، پھر امام مہدی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار اس طرح فرمایا، کہتے ہیں۔

میرا اندازہ یہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانہ میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا، وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت ہوگی، زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا، عقلی اور ذہنی ریاست، سیاسی تدبیر، اور جنگی مہارت کے اعتبار سے وہ تمام دنیا پر اپنا سکہ جما دیگا، اور اپنے زمانہ کے تمام جدیدوں سے بڑھ کر جدید ثابت ہوگا،

مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی جدتوں کے خلاف مولوی وصوفی صاحبان ہی سب سے پہلے شور برپا کریں گے۔

(تجدید و احیائے دین ص۳۲)

ایمانداری سے فیصلہ کیجیے گا کہ جماعت اسلامی کس کس طرح علماء، صوفیاء، اور اولیاء اللہ کا مذاق اڑانا اپنا فریضہ جانتی ہے، خدا پرستوں اور دینداروں سے جماعت اسلامی کو دلی عناد ہے،

آدمی کی سب سے بڑی گمراہی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کو اپنی ذات پر قیاس کر کے سمجھنا چاہتا ہے، اور اپنی عقل پر تول کر دوسروں کو سمجھانا چاہتا ہے، وسعت نظر سے کام لینے کے لئے وہ اپنے آپ کو آمادہ نہیں پاتا، مولانا مودودی صاحب کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ایک ایسا آدمی جو آج کے ماحول سے متاثر نہ ہو، اور آج جیسے لیڈروں کی طرح

فیشن ایبل نہ ہو، وہ کیونکر اسلام کا کام کر سکے گا، اور یہی ذہنیت ہے جس کی وجہ سے وہ مولویوں کے شدید مخالف ہیں اور اپنی تحریر میں وہی دلخراش پہلو اختیار کرتے ہیں جسے جدید ترین لوگ سنکر واہ واہ کریں اور علماء پر تالی پیٹیں حالانکہ ان کا یہ خیال سرے سے غلط ہے. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اخلاق واعمال کے ساتھ آراستہ کر کے نہیں بھیجے گئے جو قریش اور اہل مکہ کے تھے بالکل مختلف، اُس زمانہ کی پبلک جس قدر رنگین طبیعت آپ اسی قدر سادہ مزاج، وہ جیسے پُرگو شاعر، آپ اتنا ہی شاعرانہ مذاق سے مبرّا، مگر بایں ہمہ جو کارہائے نمایاں آپ کے ہاتھوں انجام پایا، وہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں،

مولانا مودودی بھول رہے ہیں، آگ، آگ سے نہیں پانی سے بجھتی ہے، لکڑی لکڑی سے نہیں لوہے سے کٹتی ہے۔ پھر "مودودی صاحب کا ذاتی اندازہ ہے، ان کو سوچنا چاہئے تھا کہ ان کے اندازہ سے حدیث کی بات زیادہ قابل اعتماد ہے، حدیث میں اُس وقت کی پوری کیفیت وہیئت کا ذکر ہے، اور وہ ہیئت ونقشہ اس کے بالکل مخالف ہے جو مودودی صاحب کا اندازہ ہے، نہ یقین ہو حدیث اٹھا کر دیکھئے۔

کھینچ تان | مولانا مودودی صاحب کا حال یہ ہے کہ کھینچ تان کے

کے عادی ہوچکے ہیں، اور ہر جگہ اپنی ذاتی رائے کا اظہار اپنا فریضہ سمجھتے ہیں، امام مہدی کے متعلق حدیث میں تفصیل موجود ہے کہ وہ اس طرح آئیں گے، یہ کام کریں گے، اور لوگوں کو دعوت دیں گے، مگر مودودی صاحب کو اصرار ہے کہ امام مہدی کو اپنے آپ کی بھی خبر نہ ہوگی، چنانچہ لکھتے ہیں۔

"نہ میں توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے مہدی ہونیکا اعلان کریگا بلکہ شاید اسے خود بھی اپنے مہدی موعود ہونے کی خبر نہ ہوگی۔ اور اس کی موت کے بعد اس کے کارناموں سے دنیا کو معلوم ہوگا کہ یہی تھا۔" (ایضاً)

سوچئے جس کا تعلق حدیث سے ہے اس میں دخل دینا اور یہ کہنا کہ "میں یہ توقع رکھتا ہوں" "میرا یہ اندازہ ہے" اور شاید یہ بات ہوگی" کسی ذمہ دار امیر جماعت کے لئے کسی حال میں مناسب ہے؟ کسی نے ان کو توجہ دلائی کہ فلاں نے یہ لکھا ہے کہ حدیث میں یوں ہے، تو ایک طرف فرمانے لگے "اگر یہ روایت ہے تو قابل تسلیم ہے" مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔

"لیکن مجھے توقع نہیں کہ حضور نے ایسی بات فرمائی ہوگی"
(ترجمان القرآن ۲۹/۱)

اس انداز بیان کو دیکھ کر اس کے سوا ہم کیا سمجھیں کہ مولانا مودودی انانیت سے پیچھے نہیں آنا چاہتے" اور غالباً ان کو اس کا وہم ہوگیا ہے کہ میرے دل میں جو خیال آتا ہے وہ بالکل درست ہی ہوتا ہے، اور شاید وہ الہام یا وحی کے درجہ کا ہے۔

دیکھا گیا ہے کہ عموماً جس کو اس کی حیثیت سے بڑا درجہ مل جاتا ہے وہ اس غلط فہمی میں پڑ جاتا ہے، اور اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے حالانکہ یہ سارے کے سارے شیطانی خرافات ہوتے ہیں اور ان وساوس وخرافات میں پھنس کر آدمی تباہ ہو جاتا ہے، اگر خدانخواستہ مولانا اس منزل پر پہنچ چکے ہوں تو توبہ کرنا چاہیئے، اور لاحول پڑھنا چاہیئے تاکہ شیطان کے تسلط سے ہر طرح محفوظ رہ سکیں، اور اپنا کام صحیح نہج سے چلا سکیں۔

مودودی صاحب کے شاید اسی طرح کے اسلوب بیان کو دیکھکر کچھ لوگ یہ لکھنے پر مجبور ہوئے، کہ مودودی کا طریق فکر بھی وہی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کا تھا۔

کتاب اللہ اور جماعت اسلامی

جماعت اسلامی کے بانی و امیر مولانا مودودی صاحب کی کتاب اللہ کے مفہوم سمجھنے کے متعلق جو رائے ہے وہ اسلاف کے مسلک سے بالکل علیحدہ ہے۔ یہ اور ان کے رفقاء عام مسلمانوں کو شدت کے ساتھ قرآن فہمی کے سلسلہ میں حدیث و تفسیر کے قدیم ذخیرہ سے مدد لینے میں روکتے ہیں، اس سلسلہ میں خود مولانا مودودی نے اپنی مشہور تفسیر تفہیم القرآن کے مقدمہ میں جس خیال کا ذکر کیا ہے، پہلے وہ پڑھئے اور اندازہ لگایئے کہ ان کا مسلک قرآن فہمی اور اس کی تفسیر کے باب میں کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

قرآن کی تفسیر میں بانی جماعت کی ذاتی رائے

"اس (تفہیم القرآن) میں جس چیز کی میں نے کوشش کی ہے، وہ یہ ہے کہ قرآن پڑھ کر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے، اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے، اسے جوں کا توں اپنی زبان میں منتقل کر دوں۔"

یہاں دو بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ہے اول تو یہ کہ مولانا مودودی صاحب جیسا کہ ان کا خود بیان ہے عربی زبان کے ماہر

نہیں بلکہ یہ درسیات بھی پورے پڑھے ہوئے نہیں ہیں، پھر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ قرآن فہمی کے لئے جن علوم میں مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان سے بھی مولانا کو کوئی خاص شغف نہیں۔ دوم یہ کہ مولانا کو تصوف سے سخت چڑھ ہے یعنی تزکیہ قلب کے وہ قائل نہیں، اور ان کی تحریر کا لب و لہجہ شاہد ہے کہ یقینی طور پر وہ اہل دل نہیں ہیں۔

اسی طرح مولانا کی نظر میں حدیث کی وہ وقعت نہیں جو اس کا صحیح مقام ہے، اور نہ وہ اس پر پورا عبور ہی رکھتے ہیں، یعنی حدیث کے پورے ذخیرہ پر ان کی گہری نظر بھی نہیں ہے، ضرورت بھر حدیث کا سرسری مطالعہ بلاشبہ انھوں نے کیا ہے، جتنا مطالعہ عموماً ایک باذوق روشن خیال کرتا ہے۔

ایک بات اور بھی ذہن نشین فرمالیں کہ مولانا مودودی نہ نبی ہیں، اور نہ رسول، ان کی وہی حیثیت ہے جو ایک باذوق اہل علم کی عموماً ہوا کرتی ہے

باایں ہمہ مولانا کا یہ کہنا کہ "قرآن پڑھکر جو مفہوم میری سمجھ میں آتا ہے اور جو اثر میرے قلب پر پڑتا ہے اسے جوں کا توں اپنی زبان میں منتقل کردوں" اس کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے؟ اور یہ بھی سوچئے کہ مولانا کی سمجھ میں جو مفہوم آئیگا، اس کا کیا وزن ہوسکتا ہے، اور قلب پر جو اثر پڑیگا وہ کس قسم کا ہوگا؟ اور ایمانداری کے ساتھ بتائیں کہ ضابطہ و آئین کے تحت مولانا کی تفسیر کو کیا قابل اعتماد ہونے کی سند مل سکتی ہے؟

اپنا خیال ہے کہ موجودہ پوزیشن میں وہ شخص جس کو اسلامی علم و عمل اور تجربہ سے ذرہ برابر بھی واسطہ ہے، اور جو لوگ علوم و فنون کے باب میں مہارت فن کے ضابطہ و آئین کو تسلیم کرتے ہیں مولانا مودودی کے حق میں ووٹ نہیں دے سکتے، اور فرض کر لیجیے ان کی امارت اور انشاء پردازی سے متاثر ہو کر ان کے حق میں فیصلہ بھی دینا چاہیں تو اس حدیث کو کیا کریں گے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار (ترمذی)	جو قرآن میں بغیر علم اپنی رائے استعمال کرے اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم بنانا چاہیے۔
من قال فی القرآن برائہ فاصاب فاخطأ (ابوداؤد)	قرآن میں جو اپنی رائے سے کہے تو وہ درست کہنے کے باوجود خطاکار ہے۔

جب سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرز عمل کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ یہ کہہ کر سختی سے رد فرما دیا کہ اٹکل پچو بات صحیح بھی ہو گئی، تو وہ بھی غلطی ہی کے خانہ میں لکھی جائے گی، پھر کس کی مجال ہے کہ ایمان رکھتے ہوئے مولانا مودودی کی تفسیر کو مستند قرار دیدے، اور ان کے اس طرز عمل کو سراہے۔

ممکن ہے ہماری ان واجبی گرفتوں پر ارباب جماعت کو غصہ آئے اور جھنجھلا کر ہمارے حق میں سخت و سست اور تیز و تند جملے لکھیں، مگر آخر جو حق بات ہے اسے کیونکر چھپایا جا سکتا ہے۔ اگر واقعی بات یہی ہے

کہ مولانا مودودی نے قرآن کے مفہوم کے سمجھنے میں "تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیرہ" سے مدد نہیں لی ہے، تو پھر ان کی تفسیر انشاء پردازی کا اچھا نمونہ ہو سکتی ہے، شوکت الفاظ و بیان کا بہترین مظاہرہ بن سکتی ہے، اور اسلوب بیان کا نادر نمونہ بھی کہی جا سکتی ہے، لیکن کسی طرح وہ قرآن پاک کی معتمد اور مستند تفسیر نہیں ہو سکتی۔

ہمیں اس بات سے بھی سخت اختلاف ہے کہ ہر تحریک کا بانی قرآن کی تفسیر اپنے مذاق کے مطابق لکھنا ضروری ہی سمجھتا ہے، حالانکہ ایک مفسر کے لئے جو شرائط ہیں، وہ ان میں سے ایک شرط کا بھی حامل نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مرض سے لیڈروں کو بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

حدیث و تفسیر کے پرانے ذخیروں سے استفادہ کی ممانعت

یہ عجیب بات ہے کہ مولانا مودودی صاحب ایک طرف اپنے کو سب سے بڑا دیندار اور عقلمند سمجھتے ہیں۔ اور دوسری طرف با ایں ہمہ مسلمانوں کو حدیث و تفسیر کے ذخیرہ سے استفادہ کی اجازت نہیں دیتے، اس طرح کی چیزیں پڑھ کر دماغ کو چوٹ لگتی ہے اور ماننا پڑتا ہے کہ جماعت اسلامی کے سامنے ایک مرتب نقشہ ہے، البتہ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ نقشہ خود مولانا اور مولانا کی جماعت کا طے کردہ ہے یا اس میں کسی غیر کا بھی ہاتھ ہے؟ لیکن اتنی بات مسلّم ہے کہ اس نقشہ کی رو سے سعی اس بات کی کی گئی

ہے کہ بتدریج اسلاف کے نظام تعلیم، ان کی مستند کتابیں مثلاً تفسیر حدیث اور فقہ سے مسلمانوں کو بدظن کردیا جائے، اور یہ سارا کام اتنی ہوشیاری سے ہو، کہ مسلمانوں کو اس کا احساس تک نہ ہو۔

اگر یہ بات نہیں ہے تو آخر مولانا مودودی صاحب کی اس تحریر کا کیا منشا ہے؟ لکھتے ہیں۔

"علوم اسلامیہ کو بھی ان کی قدیم کتابوں سے جوں کا توں نہ لیجیے، بلکہ ان میں سے متأخرین کی آمیزشوں کو الگ کرکے اسلام کے دائمی اصول، اور حقیقی اعتقادات اور غیر متبدل قوانین لیجیے، قرآن اور سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے، مگر تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں" (تنقیحات ص۱۳۳)

اس مشورہ کے ایک ایک جملہ کو بار بار پڑھیں اور سوچیں مولانا مودودی اور ان کی جماعت کیا چاہتی ہے؟ ایک طرف "علوم اسلامیہ کی قدیم کتابوں" نیز "تفسیر و حدیث کے پرانے ذخیروں" سے سختی کے ساتھ روکتی ہے۔ دوسری طرف یہ بھی کہتی ہے کہ "قرآن اور سنت کی تعلیم سب پر مقدم ہے۔" مسلمانوں کے پاس سب سے زیادہ قابل اعتماد جو ذخیرہ ہو سکتا ہے، وہ یقیناً قدیم اور پرانا ہی ذخیرہ ہو سکتا ہے، جسے عہد صحابہ تابعین اور تبع تابعین میں جمع کیا گیا، اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

سلم نے فرمایا ہے۔

خیر القرون قرنی ثم الذین

یلونھم ثم الذین یلونھم۔

اور کوئی شبہ نہیں یہی زمانہ عہد نبوت سے قریب بھی ہے، صداقت و امانت اور دین کا صحیح جذبہ جو اُن حضرات میں تھا وہ کسی دوسرے کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے؟ قرآن فہمی میں جو مدد ان لوگوں سے مل سکتی ہے کسی اور زمانہ میں اس کا امکان بھی کہاں پیدا ہوتا ہے؟

بقول مولانا مودودی صاحب تفسیر حدیث کے پرانے ذخیروں کو نظر انداز کر دیا جائے تو پھر اس سے بڑھ کر قابل اعتماد ذخیرہ کونسا ہوگا جسے ہم اپنی مشکلات میں استعمال کریں گے! حدیث کا پرانا ذخیرہ جس سے روکا جا رہا ہے، کون سا ہے؟ موطا امام مالک، جامع صحیح البخاری، جامع صحیح مسلم وغیرہ ہی ہے، یا حدیث کا کوئی اور ذخیرہ ہے۔ اسی طرح تفسیر کا جو ذخیرہ ہے وہ بھی تو وہی ہے، جو ہمارے یہاں سب سے زیادہ قابل اعتماد ہونے کے باوجود پرانا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ تفسیر کا بڑا حصہ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے اور صحابہ کرام اس کے راوی ہیں، تفسیر جریر طبری، ابن کثیر، در منثور روح المعانی ان میں کونسی خرابی ہے جو مودودی صاحب کو کھٹکتی ہو، صاف

کہنا چاہیے۔

یا اُن کا روئے سخن اس طرف ہے کہ اُن پرانے تفسیر و حدیث کے ذخیروں کو چھوڑ کر تم مستشرقین یورپ کو اپنا کعبۂ مقصود بنالو، تو یہ بات کھل کر کہنی چاہیے مگر اس مشورہ سے پہلے جماعت اسلامی کو سوچنا چاہیے کہ مستشرقین یورپ شہد کے ساتھ ایسا زہر ملا دیا کرتے ہیں، جو گھن کی طرح مسلمان کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔

جن لوگوں کو ان سے واسطہ نہیں پڑا ہے اور ذہنی طور پر ان سے مرعوب ہیں، وہی ایسا مشورہ دینے کی جرأت کر سکتے ہیں، مگر معاف کیا جائے اس میدان کے واقف کار کو ہی اچھی طرح احساس ہے کہ قرآن فہمی میں کہاں سے استفادہ کرنا چاہیے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معلّم ہونے کا منشا کیا یہ نہیں ہے، کہ جو تشریح و تبیین آپ نے فرمائی ہے وہی حق ہے

اب رہا موجودہ دور کے مطابق نئے علم و فن سے مدد لینا، اور زمانہ کے مقتضیات پر نگاہ رکھنا، تو بلا شبہ یہ ایک ضروری چیز ہے۔ اور الحمد اللہ علماء کرام اس سے قطعاً غافل نہیں ہیں۔ ندوۃ المصنفین دہلی، دار المصنفین اعظم گڈھ اور دوسرے دینی اداروں نے جو کتابیں شائع کی ہیں ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے، تفسیر کے سلسلہ میں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ کی تفسیر کا نام بھی لیا جا سکتا ہے اور چند دوسری تفسیروں کا بھی،

قرآن فہمی کیلئے حدیث اور اقوال صحابہ کا انکار

مولانا مودودی اور ان کے رفقاء کار کی جدت طرازیاں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ آخر یہ کونسی جدت ہوئی کہ قرآن سمجھنے میں ہم حدیث اور اقوال صحابہ سے مدد نہ لیں، بلکہ ان چیزوں سے بالکل انکار کر دیں مولانا مودودی لکھتے ہیں

"قرآن کے لئے کسی تفسیر کی حاجت نہیں۔ ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے"۔ (تنقیحات ص۲۲۲)

پہلے یہ بات اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ "تفسیر" حدیث نبوی اور اقوال صحابہ کا مجموعہ ہے اور تفسیر کے اسی حصہ کو ہم قرآن کے مفہوم کے سمجھنے میں معتبر مانتے ہیں، یا پھر بعض تفسیروں میں زبان کے ماہروں نے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی ڈالی ہے، اس سے ہم مدد لیتے ہیں، علماء میں جو تفسیر کی کتابیں رائج ہیں ان کو دیکھ کر ہماری اس بات کی تائید کی جا سکتی ہے۔

اب آپ خود سوچئے کہ قرآن سمجھنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت ہے یا نہیں؟ بالخصوص انکو جنکی مادری زبان عربی نہیں ہے اور زبان عربی سے متعلق علم و فن پر پورا عبور بھی نہیں ہے، کیا یہ ہمارا ایسا جرم ہے کہ اس پر ہمارا مذاق اڑایا جائے۔

تجربات ثابت کر رہے ہیں کہ جن لوگوں نے قرآن کے مطالعہ کے وقت حدیث و تفسیر اور اقوال صحابہ کو سامنے نہیں رکھا گمراہ ہو گئے، اور پھر اس

طرح بیسیوں فرقے وجود میں آگئے۔ اس کی تازہ مثال مولانا مودودی کے دارالاسلام پاکستان میں "عائلی کمیشن" کی وہ رپورٹ ہے، جو کتاب و سنت کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئی ہے اور اس طرح اسلام کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی ہے، کیوں جماعت اسلامی "عائلی کمیشن کی رپوٹ جو کتاب اللہ ہی کا نام لیکر مرتب کیگئی ہے اس کو تسلیم کرتی ہے؟

جس پروفیسر کو مولانا کافی کہتے ہیں، اس سے کیا مراد ہے؟ جرمن یا یورپ وامریکہ کا عربی داں مراد ہے یا کوئی مولوی قسم کا انگریزی داں اگر مولانا کی مراد انہی لوگوں سے ہے تو پھر سمجھ میں بات نہیں آتی کہ یہ کیونکر کافی ہوں گے، نہ جس نے قرآن کا مطالعہ کلام اللہ کی حیثیت سے کیا ہو، نہ قرآن فہمی کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے، اس سے اس کو تعلق ہو اور نہ دل میں ایمانی جذبہ ہی کارفرما ہو، تو وہ تفسیر کے سلسلہ میں کیا اور کیسی رہنمائی کرے گا، ہم سمجھنے سے معذور ہیں۔

سلف صالحین سے بے نیازی کا انجام

آجکل سلف صالحین اور صحابہ کرام سے بے نیاز ہو کر جو لوگ قرآن سمجھنا چاہتے ہیں، یا دوسروں کو ایسا مشورہ دیتے ہیں، اس کی مثال اس نادان بچہ کی ہوگی جس کے ہاتھ میں تیز چھری دیکر اس کی توقع رکھی جائے، کہ وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو لہولہان کئے بغیر قلم تراش لے گا، یورپ سے ظالموں نے جو آواز بلند کی تھی، کہ

قرآن فہمی کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت نہیں، بس محض اپنا انسانی ذوق کافی ہے، جماعت اسلامی کے ارباب بست وکشاد اسی سے متاثر نظر آتے ہیں، حالانکہ یورپ کی یہ آواز قرآن کی دوستی میں نہیں، دشمنی میں اٹھی تھی، کہ نظر ہوگی قرآن پر اور دل میں یورپ کے خرافات ہوں گے۔ پھر بڑی آسانی سے اسلام کی صورت مسخ ہوتی چلی جائے گی۔

مولانا مودودی صاحب نے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ قرآن کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں" مگر جب خود "تفہیم القرآن" کی تصنیف میں مشغول ہونے کا وقت آیا، اپنا یہ مشورہ بھول گئے، کیا "کسی تفسیر" میں مولانا کی یہ تفسیر داخل نہیں ہے؟ اور اگر داخل ہے اور یقیناً داخل ہے، اور اسی مقصد سے لکھی گئی ہے کہ مسلمان پڑھیں، تو ہم پوچھتے ہیں اس کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اتنی محنت کیوں ضائع کی؟ قوم کا روپیہ اس سلسلہ میں برباد کیوں کیا گیا؟ اور اس کی اشاعت میں یہ ساری جدوجہد کیوں جاری ہے؟

ہم ایک مسلمان کے لئے یہ بے ایمانی اور خیانت سمجھتے ہیں کہ ایک طرف وہ صحابہ کرام، ائمہ ہدیٰ، اور ماہرین کی تفسیر کو بیکار کہکر مسلمانوں کو اس سے روکے، صرف الفاظ قرآن سے مفہوم سمجھنے کی تاکید کرے، اور دوسری طرف اپنے ذاتی عقائد اور اپنی غیر معتمد رائے کے پڑھنے پر عوام کو مجبور

کرے، اور کمال یہ ہے کہ یہ ساری کارروائی قرآن کے نام ہی پر کی جائے
بات وہی ہے کہ ایمان داری سے تفسیر کی ضرورت وہ بھی محسوس کرتے
ہیں، مگر فرق یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کو تفسیر طبری، ابن کثیر، روح المعانی،
خازن، معالم التنزیل کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ حدیث کی روشنی میں وہ قرآن پر
غور کرے، اور جماعت اسلامی تفہیم القرآن وغیرہ جس میں ذاتی رائے کے
سوا کچھ نہیں اور جو مولانا مودودی یا مولانا امین احسن اصلاحی کے قلم سے
ہیں، فیصلہ اہل علم کے ہاتھ ہے،

جماعت اسلامی کی ان غلطیوں کا نمونہ بھی دیکھ لیا جائے، جو انہوں
نے تفسیر کے سلسلہ میں کی ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اوٹھائے جانے کا انکار

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہمارے اسلاف متفقہ طور پر مانتے آئے ہیں اور یوں
ہی نہیں تحقیق کے ساتھ کہ آپ آسمان پر اٹھا لئے گئے، قرآن پاک
میں صراحت ہے بل رفعہ اللہ الیہ اس آیت سے اب تک سب
لوگ یہی سمجھتے آئے اور صحیح سمجھتے آئے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح و جسم دونوں
کے ساتھ اٹھا لئے گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آکر یہ شگوفہ نکالا کہ رفع
بالجسد مراد نہیں ہے بلکہ صرف روح اٹھالی گئی۔ اب مولانا مودودی جو تفسیر
اس آیت کی کرتے ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے، ان کا رجحان بھی قادیانی

ہی مذہب کی طرف ہے۔ اس سلسلہ میں بحث کر کے اپنی رائے لکھتے ہیں اور اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"پس قرآن کی روح سے زیادہ مطابقت اگر کوئی طرزِ عمل رکھتا ہے، تو وہ صرف یہی ہے کہ رفع جسمانی کی تصریح سے بھی اجتناب کیا جائے۔ اور موت کی تصریح سے بھی"

(تفہیم القرآن ص۴۲۱ از مضمون مولانا خان محمد صاحب میانوالی)

یہ ہے انجام، حدیث اور اقوال صحابہ سے قرآن پاک میں مدد نہ لینے کا، ایک متفقہ عقیدہ جو سلف سے چلا آرہا تھا، اس کا انکار کرنا پڑا اور اپنی جماعت کو بھی اسی کا مشورہ دینا پڑا، اس سلسلہ میں ہم کچھ عرض کریں گے، تو ارباب جماعت پھر اٹھیں گے، لیکن اس موقع سے اس قدر عرض کرنے کو بہر حال جی چاہتا ہے کہ فرمایا جائے ہم کس طرح مان لیں کہ مولانا مودودی نے جو سمجھا ہے وہی صحیح ہے، اور کس طرح ہم تائید کردیں کہ مولانا مودودی کا مسلک وہی ہے جو اہل سنت والجماعت کا ہے

سات آسمان کا انکار اسی طرح مولانا مودودی سات آسمان کا انکار کرتے ہیں۔ قرآن پاک کی متعدد آیتوں سے سات آسمان کی تائید ہوتی ہے، اس کثرت سے اس سلسلہ میں آیتیں ہیں کہ انکار مشکل ہے۔ مگر بایں ہمہ مولانا مودودی فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ کے تحت لکھتے ہیں۔

"سات آسمان کی حقیقت کیا ہے، اس کا تعین مشکل، انسان ہر زمانہ میں آسمان، یا بالفاظ دیگر ماوراء زمین کے متعلق اپنے مشاہدات یا قیاسات کے مطابق مختلف تصورات قائم کرتا رہا ہے جو برابر بدلتے رہے ہیں ...... مجملاً اتنا سمجھ لینا چاہئے کہ یا تو اس سے مراد یہ ہے کہ زمین سے ماوراء جسقدر کائنات ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے سات محکم طبقوں میں تقسیم کر رکھا ہے، یا یہ کہ زمین اس کائنات کے جس حلقہ میں واقع ہے وہ سات طبقوں پر مشتمل ہے"

(تفہیم القرآن ص۱۱ از مضمون خان محمد صاحب)

یہ تحریر بتا رہی ہے کہ مولانا مودودی (سات آسمان کی حدیث میں جو تفصیل آئی ہے) اس باب میں صاف دماغ نہیں ہیں، اور حدیث کی تشریح کے مطابق ماننے میں ان کو تردد ہے۔

معراج والی حدیث میں پوری تفصیل ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر تشریف لے گئے اور فلاں پیغمبر سے ملاقات ہوئی، وہاں سے بڑھے دوسرے آسمان پر پہنچے۔ یہاں فلاں پیغمبر سے آپ کی ملاقات ہوئی، اسی طرح ساتوں آسمان کی تفصیل کے ساتھ صراحت موجود ہے، بخاری باب المعراج میں یہ مفصل حدیث دیکھی جا سکتی ہے۔

بنی اسرائیل کے سر پر پہاڑ کے معلق کرنے سے انکار

مولانا مودودی صاحب کی جدت طرازی میں ایک یہ بھی ہے کہ بنی اسرائیل کے اس

واقعہ کا انکار کرتے ہیں جس کا قرآن میں صراحت سے ذکر ہے، یعنی جب تورات کے نزول کے وقت بنی اسرائیل ایمان لانے کے باوجود شرارت پر تُل گئے، دین کو قبول کر رہے تھے مگر تورات کے تفصیلی احکام سے روگردانی پر آمادہ تھے، اوس وقت اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو حکم دیا کہ ان کے سروں پر معلق ہو جائے۔ اگر وہ شرارت سے باز آجائیں تب تو خیر ورنہ ان کا کام ہی تمام کر دے، قرآن پاک میں مختلف طور سے اس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ایک آیت یہ ہے ورفعنا فوقکم الطور ہم نے تمہارے سروں پر طور پہاڑ کو اٹھایا، مولانا مودودی صاحب اس آیت کے ضمن میں اپنی تفہیم القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"لیکن اب اس کی کیفیت معلوم کرنا مشکل ہے، بس مجملاً یوں سمجھنا چاہیے کہ پہاڑ کے دامن میں میثاق لیتے وقت ایسی خوفناک صورت حال پیدا کر دی گئی تھی کہ ان کو ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ گویا پہاڑ ان پر آ پڑے گا"

(ص۴۳ از مضمون خان محمد صاحب میانوالی)

مولانا مودودی پہاڑ کے سر پر معلق ہونے میں متردد ہیں اور بالآخر اس کا انکار کرتے ہیں، اور غالباً یہ صرف اس وجہ سے کہ اتنا عظیم الشان پہاڑ کیسے ان کے سر پر معلق ہو سکتا ہے۔ موجودہ دور میں کوئی جلد نہ مانیگا

لیکن روشن خیال طبقہ سے گھبرا کر اسی طرح ہر چیز کا انکار ہوتا رہا، تو پھر دین کا خدا ہی حافظ ہے، ملاحظہ فرمائیں یہی واقعہ سورہ اعراف میں ان لفظوں کے ساتھ مذکور ہے۔

وَإِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُّوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ

(اعراف - ۲۱)

اور جب ہم نے پہاڑ کو اٹھا کر چھت کی طرح ان کے اوپر معلق کر دیا، اور انکو یقین ہوا، کہ اب ان پر گرا،

حدیث میں بھی پہاڑ کے اکھیڑ کر لانے کی تفصیل ہے۔ مگر با ایں ہمہ تردد، یا انکار، اس کی وجہ جماعت اسلامی ہی کے ارباب حل وعقد بتا سکتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ یونہی اگر نئے نئے مطلب پیدا ہوتے رہے تو جو حال عیسائیوں کا ہوا کہ انجیل کو مانتے بھی ہیں، مگر اس میں دن رات تحریف کرتے چلے جا رہے ہیں، شاید کم وبیش یہی حال آزاد خیال مسلمانوں کا ہوگا۔ ان حالتوں کو دیکھ کر ماننا پڑتا ہے کہ مولانا مودودی کے متعلق جس نے یہ لکھا ہے، درست لکھا ہے کہ "ہمارا پختہ یقین اور مخلصانہ رائے ہے کہ جس نظام کو وہ اسلامی کہتے ہیں اور آیات وحدیث سے اسے اپنے فہم اور استدلال کے مطابق مستنبط کرتے ہیں۔ وہ اسلامی نہیں ہے، اور اس کو خدا اور اس کے رسول کے نام سے حجت کے طور پر پیش کرنا سراسر زیادتی ہے"

قرآن پاک کے تحت اللفظ ترجمہ کا مضحکہ | ایک اور بات یہیں عرض کر دینے کی ہے کہ مولانا مودودی صاحب ایک طرف کہتے ہیں کہ حدیث و تفسیر کے پرانے ذخیروں سے پرہیز کرو، اور صرف قرآن پاک سے مطلب سمجھنے کی سعی کرو، اور دوسری طرف وہ ان اہل علم مترجمین کا مذاق اڑاتے ہیں، جنھوں نے تحت اللفظ ترجمہ لکھا ہے، اپنی طرف سے ترجمہ میں کوئی آمیزش نہیں کی ہے، اپنی تفہیم القرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں

"قرآن کی سطروں کے نیچے آدمی کو ایک ایسی بے جان عبارت ملتی ہے، جسے پڑھ کر نہ اسکی روح وجد میں آتی ہے، نہ اسکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں"

غالباً یہ ریمارک اس لئے ہے کہ آدمی تمام ترجموں سے دست کش ہو کر صرف مولانا مودودی کا ترجمہ پڑھے، اور اس طرح ان کی کتابیں بکثرت فروخت ہوں، ان کے ذاتی عقائد و رجحانات کی اشاعت ہو، اور سلف صالحین سے مسلمان ہر طرح کٹ جائیں، حالانکہ مولانا مودودی صاحب کا ترجمہ ایسا ہے کہ جس کو الفاظ قرآن سے مناسبت نہیں، اور پھر بھی اپنا یقین ہے کہ بغیر ان بے جان ترجموں کے ان کی تفہیم القرآن کا کام نہ چلا ہوگا، مولانا مودودی کے پورے لٹریچر کو سامنے رکھ کر یہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے، کہ جماعت اسلامی یہ چاہتی ہے کہ عوام دوسری تمام کتابوں سے کٹ کر صرف وہی چیزیں پڑھیں جو مودودی یا ان کے رفقاء کار کے قلم سے

لکھی ہوئی ہوں، اور اس طرح جلد سے جلد یہ سب علیحدہ ہو کر اس لائن پر چلنے لگیں، جو جماعت اسلامی ایک مرتب نقشہ کے تحت بچھا رہی ہے ۔

مترجمین قرآن کی توہین | پھر ضمنی طور پر مترجمین قرآن پاک پر پھبتی کس کر مولانا نے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رح، شاہ رفیع الدین صاحب رح مولانا تھانوی رح، حضرت شیخ الہند اور دوسرے ارباب فضل و کمال کو ذلیل اشد کرنے کی سعی کی ہے، اور ان کی توہین کر کے اپنے کو اجاگر بنانے کی جدوجہد حالانکہ ان حضرات کا جو بلند مقام ہے وہ بالکل عیاں ہے، آفتاب پر تھوکنے سے تھوک اپنے چہرہ ہی پر پڑتا ہے۔ اس کو پیش نظر رکھنا چاہئے

کیا مولانا سے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ یہ طرز تعبیر عام مسلمانوں اور علماء کے لئے مصلحانہ ہے یا مفسدانہ، اللہ تعالیٰ کے لئے جو فتنہ کا دروازہ آپ اور آپ کی جماعت کی وجہ سے کھل رہا ہے، اس کو بند کیجئے، تاکہ مسلمان ایک نئے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچ جائیں، جو چیز پیش کیجئے سنجیدگی، اور اچھے اسلوب میں، طنز کا پہلو اختیار کرنے سے مکمل پرہیز فرمایئے ۔

حدیث نبوی اور جماعت اسلامی

قرآن پاک کے بعد ہمارے یہاں دوسرا درجہ "احادیث نبوی" ہی کا ہے، قرآن اور اسلام کے احکام و آئین کی تفصیل معلوم کرنے کا واحد ذریعہ یہی دینی دستاویزیں ہیں، مگر آپ کو سن کر حیرت ہوگی، کہ جماعت اسلامی کی طرف سے "حدیث نبوی" کے باب میں کمزوریوں اور وہمی خدشات و احتمالات کا اعلان کیا جا رہا ہے، اور اس کی صحت میں بشری کمزوریوں کا شگوفہ چھوڑ کر، اس کی حجیت کو مخدوش کیا جا رہا ہے، اور یہ ساری کارروائی ایسی جماعت کی طرف سے عمل میں آرہی ہے، جو اپنے کو جماعت اسلامی سے تعبیر کرتی ہے، اور مسلمانوں کو یقین دلاتی ہے کہ دین کا صحیح فہم اللہ تعالیٰ نے صرف اسی جماعت کے ارباب فضل و کمال کو بخشا ہے۔

احادیث کی تحقیقات میں کمزوریوں کا نیا شگوفہ

ہمیں انکار نہیں کہ مولانا مودودی پہلے حدیث نبوی کے متعلق وہی رائے رکھتے تھے، جو ہماری رائے ہے، مگر جہاں اور انقلاب آیا، یہ انقلاب

بھی ان کی تحریروں میں موجود ہے، کہ انھوں نے حدیث نبوی پر بھرپور حملے کئے اور اس سے عوام کے اعتماد کو متزلزل کرنے کی عظیم الشان خدمت انجام دی، مولانا مودودی کے یہ الفاظ غور سے پڑھے جائیں، لکھتے ہیں۔

"ان کے کمالات کا جائز اعتراف کرتے ہوئے یہ ماننا پڑیگا کہ احادیث کے متعلق جو کچھ بھی تحقیقات انھوں نے کی ہے اس میں دو طرح کی کمزوریاں موجود ہیں (۱) ایک بلحاظ اسناد (۲) دوسرے بلحاظ تفقہ" (تفہیمات ج ۱ ص ۲۹۲)

پہلے ایمانداری سے بتائیں کہ یہ انداز بیان کسی ذمہ دار کے قلم کیلئے کسی حال میں بھی مناسب ہے؟ کیا عوام اس سے یہ سمجھنے پر مجبور نہ ہوں گے کہ منکرین حدیث کا پروپگنڈا صحیح ہے؟

جماعت اسلامی کے بانی کے قلم سے کم از کم ہمیں اس طرح کی بالکل توقع نہ تھی، کہ حدیث نبوی کے متعلق یہ طرز بیان اختیار کرے گا، مگر ان جملوں کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا، اور ماننا پڑا۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

عجیب بات ہے یورپ کا ایک مصنف جو کچھ لکھ دیتا ہے، وہ قابل اعتماد ہو جاتا ہے، خود بانی جماعت اسلامی جو کچھ لکھدیں وہ قابل وثوق مگر حدیث نبوی کا عظیم الشان ذخیرہ، جس کے پیچھے اسماء الرجال کا تحقیقی فن

لگا دیا گیا ہے، وہ با ایں ہمہ کمزور؟ ع محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی
للہ سوچا جائے یہ زد کہاں لگائی گئی، اور اس بجلی نے کس قیمتی ذخیرہ کو
خاکستر بنانے کی سعی کی اِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللهِ - دلائل
کی زحمت اس لئے گوارا نہیں کی جارہی ہے کہ خود مولانا مودودی اس فن
پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں، ہم انھیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ پھر اپنی سابقہ تحریر پڑھیں،
کیا مولانا مودودی اور ان کے رفقاء کار اپنے اس ناجائز اور غلط
رویہ پر نظر ثانی فرمائیں گے اور حدیث نبوی کی حجیت کو مخدوش ہونے سے
بچالیں گے؟

علم اسماء الرجال کو مخدوش کرنے کی جدوجہد اور عوام کی نگاہ میں حدیث نبوی کو مشتبہ قرار دینے کی سعی بلیغ	مولانا مودودی کا ظلم ملاحظہ کیا جائے کہ جس

فن کی خود انھوں نے تعریف لکھی تھی اور بلاشبہ یہ فن عظیم الشان ہے بھی،
جس کا اعتراف دوست تو دوست دشمنوں تک نے کیا ہے، اور کوئی شبہ
نہیں اس فن نے حدیث نبوی کے ذخیرہ کو ہر طرح محفوظ کر دیا ہے، مگر
صد افسوس محدثین کے اسی عظیم الشان فن اسماء الرجال کے متعلق امیر و
بانی جماعت اسلامی لکھتے ہیں۔

"مگر ان (اسماء الرجال) میں کونسی چیز ہے، جس میں غلطی کا
احتمال نہ ہو، اول تو رواۃ کی سیرت اور ان کے حافظ اور

ان کی دوسری باطنی خصوصیات کے متعلق بالکل صحیح علم ہونا مشکل
دوسرے خود لوگ جو ان کے متعلق رائے قائم کرنے والے تھے انسانی کمزوریوں
سے مبرا نہ تھے، نفس ہر ایک کے ساتھ لگا ہوا تھا، اور اس بات کا قوی امکان
تھا کہ اشخاص کے متعلق اچھی یا بری رائے قائم کرنے میں ان کے ذاتی
رجحانات کا بھی کسی حد تک دخل ہو جائے۔" (تفہیمات $\frac{193}{12}$)

آدمی کو خوش قسمتی سے اونچا درجہ مل جاتا ہے، تو شاید اپنے کو خدا
کے درجہ میں سمجھنے لگتا ہے، دیکھ رہے ہیں، کیا فرمایا جا رہا ہے؟ اگر شکوک
وشبہات، بشری کمزوری، اور نفس کے ساتھ لگنے کی بات ایسی ہی قابل
گرفت ہے، تو سوچئے کیا شیعہ کی طرح انسان کا حلالی ہونا بھی مشتبہ نہ ہو جائیگا؟
تاریخ وسیر کے سارے کے سارے ذخیرے برباد اور بیکار نہ ہو جائیں گے؟
اور کیا خود مولانا مودودی کی یہ تحریر جھوٹ کا پوٹ ثابت نہیں ہوتی، کیوں
مودودی صاحب فرشتہ ہیں؟ نفس ان کے ساتھ نہیں، ان سے
غلطی کا احتمال نہیں، اور کیا یہ بشری کمزوریوں سے مبرا ہیں؟ پھر جماعت
اسلامی کا وجود ہی گرد راہ ہو کر ختم ہو جائے گا، کیا ذاتی رجحانات اور ہر طرح
کی برائیوں سے مولانا مودودی بانی جماعت اسلامی پاک ہیں، جو بیسویں
صدی میں ہیں، اور زندگی کا ایک حصہ لاابالی پن میں گذار چکے ہیں، اور قرن
اول اور دوسری تیسری صدی ہجری کے محدثین، فقہا اور محققین اسلام جنکا

اخلاص مسلّم ہے، جن کا علم و عمل بے داغ ہے، اور جن کو عہد نبوت سے قربت رہی ہے، ان پر نفس کا غلبہ ہو گیا؟ ان کے دلوں میں ناجائز ذاتی رجحانات پیدا ہو گئے؟ اور ان کو اپنے عہد کے رواۃ و محدثین کا صحیح علم حاصل نہ ہو سکا؟

بریں عقل و دانش بباید گریست

مولانا مودودی سوچیں وہ کہاں بہک کر گئے، حدیث کے منہم بالشان قلعہ پر کیتنی زبردست سنگ باری کی، اور اسلام کو انھوں نے کس قدر نقصان پہونچانے کی سعی کی، دل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں دین کی خدمت اسی کا نام ہے؟ مسلمانوں کی رہنمائی اس طرح ہوتی ہے؟ اور اسی کا نام قرآن و حدیث پر عبور، اور کتاب و سنت سے محبت ہے؟ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

مولانا مودودی نے سوچا ہوگا ہماری اس طرز تحریر سے جدید تعلیم یافتہ گروہ خوش ہو جائے گا، ہر طرف سے داد و تحسین کے نعرے بلند ہوں گے ان کی روشن خیالی کا چرچا ہوگا، اور اس تحقیق پر ان کو بلند مقام کی مسند نشینی پیش کی جائے گی،

اسلام کے دشمن ضرور خوش ہوئے ہوں گے عقل و خرد کے دشمنوں سے آپ کو داد بھی ملی ہو گی، مگر یقین جانئے، ذی علم اور سنجیدہ طبقہ جو علم کا ذوق رکھتا ہے، وہ ان کی اس نکتہ آفرینی پر داد دینے کے بجائے، ان کا مذاق اڑائیں گے، ان کے اس غلو پر ہنسیں گے، کون نہیں جانتا کہ آج ہر

ملک میں ریسرچ کے مختلف شعبہ جات پر کروڑ ہا کروڑ روپیہ پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے، کیا یہ سارے کے سارے بیوقوف اور احمق ہی ہیں، جو اپنی زندگی کھپا رہے ہیں اور تمام حکومتیں نااہل ہی ہیں جو اس قدر روپیہ خزانہ سے ادا کر رہی ہیں،

محققین اسلام کو بے وقعت ثابت کرنے کی سعی پیہم

دین قیم اور اسلام کے وہ محققین جنھوں نے حدیث اور اس کے رواۃ کی تحقیق و تدقیق میں اپنی عمریں گذار دیں، سارے انسانی امکانی ذرائع کو استعمال کر کے، ایک ایک حدیث کی تحقیق کی، ہزاروں میل پیدل چلکر ایک ایک راوی کا پتہ لگایا، اس سلسلہ میں لاکھوں کڑوروں روپیہ کا مالی سرمایہ خرچ کیا جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بلا شبہ بانی جماعت اسلامی اور دوسرے اس صدی کے بیسیوں اہل علم سے ہزار ہا درجہ بہتر، امانت و صداقت میں بھی، تحقیق و تلاش میں بھی، اللہ تعالیٰ کی برگزیدگی میں بھی، اور خشیت الٰہی اور محبت رسول میں بھی، مگر آپ سن کر حیرت زدہ رہ جائیں گے کہ مولانا مودودی نے ہمارے ان اسلاف کو بھی معاف نہیں کیا، ان کو مجروح کرنے کی اور کوئی دلیل نہ ملی، تو اس لکھنے پر اتر آئے، کہ

"وہ بہرحال تھے تو انسان ہی، انسانی علم کے لئے جو حدیں فطرۃ اللہ نے مقرر کر رکھی ہیں، ان سے آگے تو نہیں جا سکتے تھے

انسانی کاموں میں جو نقص فطری طور پر رہجاتا ہے۔ اس سے
توان کے کام محفوظ نہ تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں، کہ جس کو
وہ صحیح قرار دیتے ہیں، وہ حقیقت میں بھی صحیح ہے۔" (تفہیمات ص۲۹۲ ج۱)

اللہ رحم کرے دیکھا مولانا مودودی کہاں اتر آئے، محدثین اور علمائے
اسماء الرجال کے حق میں جب کوئی معقول تنقیص اور جرح و تنقید کی راہ نہ مل
سکی، توان کی انسانیت کو سامنے کردیا، ایسا غلط بیچاؤ تو کوئی دشمن بھی دشمن
کا نہیں کرتا،

معلوم ہوتا ہے حدیث نبوی سے ان جملوں کے لکھنے والے کو للّٰہی
بغض وعناد ہے، جو عقل و خرد کو بھی سلام کر چکا ہے، پتہ نہیں جماعت
اسلامی کیا چاہتی ہے؟ کیا یقین کی صرف یہی شکل تھی کہ فرشتے یہ کام انجام
دیتے؟ کیوں مولانا مودودی اسی وجہ سے قابل قبول ہیں کہ ان پر وحی آتی ہے!
یا مولانا انسان نہیں فرشتہ ہیں؟

سوچا جائے اطمینان کی صورت کیا ہوسکتی ہے، جماعت اسلامی کے
ارباب حل وعقد ہی کوئی ایسی شکل بتائیں، جس میں ان کے شکوک و شبہات
کی گنجائش نہ ہو، پھر ہم اس شکل پر حدیث کو پرکھ کر ان کے سامنے کردیں گے
بھئی یہ دنیا ہے، انسانوں کی بستی ہے، یہاں کا سارا کاروبار انھیں سے وابستہ ہے
جماعت اسلامی ایمانداری سے بتائے مولانا مودودی نے اسماء الرجال

کے کس پہلو کو معاف کیا، عوام کے ہاتھوں میں مولانا نے وہ تلوار دیدی ہے جس سے ان کی جماعت کی شہ رگ بھی کٹ کر رہے گی، اور دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا،

آہ آج کا روشن دماغ دیندار کہا جانے والا اپنے اوپر کسی تنقید کو برداشت نہیں کرتا، اور نہ اپنے کسی پہلو پر نکتہ چینی کو گوارا کرتا ہے، مگر ہزاروں سال پہلے کے جاں نثاران اسلام پر توپوں کے دہانے سیدھا کر دیتا ہے، اور خوش ہوتا ہے کہ ارباب علم سوچیں دین کا کونسا ذخیرہ جماعت اسلامی سے محفوظ رہ جاتا ہے، اور دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریں کہ اگر کوئی محدث وقت ایسے شکی مزاج اور علم اسماء الرجال سے نابلد کو ٹٹ پونجیا، خبیث، یا کچھ اور کہتا ہے، تو کیا وہ معذور نہیں ہے، اور بے ساختہ ایک مرد مسلمان کے زبان قلم پر ان جملوں کا ایسے وقت آجانا دینی غیرت و حمیت کا تقاضا نہیں ہے؟

محققین اسلام پر جماعت اسلامی کا عدم اعتماد

مولانا مودودی صاحب بھی غضب کے انسان ہیں، ایک طرف اعتراف کرتے ہیں کہ محققین اور محدثین نے حدیث اور رواۃ کی تحقیق میں وہ سارے ذرائع استعمال کئے، جو زیادہ سے زیادہ مستند اور معتبر کہے جا سکتے ہیں، اور یہ بھی مانتے ہیں کہ ائمہ اسلام تحقیق و تدقیق میں ایسی سختی پر قائم رہے، جس کی مثال کسی دور میں کہیں اور نہیں ملتی، مگر دوسری طرف حدیث کی حجیت اور محققین اسلام

کے پیچھے اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ لکھتے ہوئے ذرا بھی عار محسوس ہوا تحریر فرماتے ہیں۔

"جن حضرات نے رجال کی جرح و تعدیل کی ہے، وہ بھی تو آخر انسان تھے، بشری کمزوریاں ان کے ساتھ بھی لگی ہوئی تھیں کیا ضرور ہے کہ جس کو انھوں نے ثقہ قرار دیا ہو، وہ بالیقین ثقہ ہوں، اور تمام روایتوں میں ثقہ ہوں، اور جس کو انھوں نے غیر ثقہ ٹھیرایا ہو، وہ بالیقین غیر ثقہ ہو، اور اس کی تمام روایتیں پایہ اعتبار سے ساقط ہوں، پھر ایک ایک راوی کے حافظ اور اس کی نیک نیتی اور صحت و ضبط وغیرہ کا حال بالکل صحیح معلوم کرنا تو اور بھی مشکل ہے" (تفہیمات ص۲۹۲ ج۱)

غور کیجئے یہ الفاظ کسی اور کے نہیں، بانی جماعت اسلامی مولانا مودودی کے ہیں، حدیث نبوی سے اعتماد اٹھانے کی اس سے بڑھ کر کوشش، کوئی بڑا سے بڑا دشمن بھی کیا کر سکتا ہے، شکوک و شبہات کے یہ سارے پہلو اسی وقت سامنے آتے ہیں، جب دین قیم کی تعلیمات، اور اسلام کا نام آتا ہے، بقیہ اوردقتوں میں یہ سارے پہلو نظر سے اوجھل رہتے ہیں، کوئی انگریز مصنف لکھدے کہ تصوف مہلک ہے تو وہ قابل اعتماد، مولانا مودودی کوئی بات کہیں تو اس پر ایمان لانا واجب، مگر علمائے اسلام اپنی پوری کاوش اور انسانی تحقیق

کے سارے ذرائع استعمال کرنے کے بعد کہیں کہ یہ ثقہ ہے۔ تو بشری کمزوریاں آکر سامنے کھڑی ہو جاتی ہیں،

مولانا مودودی مولانا مودودی یا تو شکی مزاج ہیں، اور ان کا یہ شک مرض مطلق کی حد تک پہونچ چکا ہے، یا پھر وہ کسی دشمن اسلام طاقت کی کٹ پتلی بنے ہوئے ہیں، اور جان بوجھکر، کتاب وسنت کا نام لے لے کر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مضبوط و مستحکم قلعہ پر سنگ باری کر رہے ہیں، گو ہمیں پورا اطمینان ہے کہ ان کی یہ سنگ باری کوئی شگاف نہیں ڈال سکتی، مگر اس کا قلق ضرور ہے کہ جو کچھ ستم ڈھا رہے ہیں' دوست کا روپ دھار کر، خدا کرے مسلمان اس نکتہ سے اچھی طرح واقف ہو جائیں،

مولانا اپنے کو مودودی کسی فرشتہ کی خبر پر لکھتے ہیں، یا انسان ہی کی سنی سنائی باتوں پر اعتماد کر کے، پتہ نہیں جس وقت یہ لکھ رہے تھے، کس موڈ میں تھے، آئین وضابطہ، اور اصول وقوانین کی کوئی حیثیت ہے یا نہیں؟

یہی بات جب مودودی صاحب کے متعلق کہی جائے گی، کہ آخر وہ بھی تو انسان ہی ہیں، بشری کمزوریاں ان کے ساتھ بھی تو لگی ہوئی ہیں، کیا ضرور ہے، جو انھوں نے سمجھا ہے، وہی درست ہے، جس پہلو کو وہ قابل اعتماد کہتے ہیں، بالیقین وہ قابل اعتماد ہے، پھر اس وقت اور بھی کہ مولانا بیسوی صدی کی پیداوار ہیں، جس زمانہ میں انسان کا ایمان کوڑیوں کے مول

بکتا ہے، اور اقتدار کے پیچھے دنیا دوڑی جا رہی ہے ——— یہاں پہونچکر مولانا مودودی، ان کے رفقا، اور معتقدین کی پیشانی پر بل آجائیگا تن بدن میں آگ سی لگ جائے گی۔

مولانا مودودی اللہ کے لئے اپنی اس طرح کی انشا پردازی پر غور کریں اور مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچالیں۔

مولانا مودودی کی سادگی | مولانا مودودی صاحب نے حدیث کے سلسلہ میں علمائے اسماء الرجال پر جیسے جیسے بھرپور حملے کئے، وہ تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا، اب ذرا مولانا کی سادگی ملاحظہ فرمائیں، سب کچھ کہنے کے بعد فرماتے ہیں

اس قسم کی مثالیں پیش کرنے سے ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ اسماء الرجال کا سارا علم غلط ہے" ؏

اس سادگی پر کون نہ مرجائے اے خدا

یہ آخر میں مولانا مودودی صاحب نے اپنے اوپر اعتراض کرنے والوں کے لئے جواب لکھا ہے، اور عام مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے، قربان جایئے اس ادا پر کہ سارا علم غلط تو نہیں ہے، مگر ناقابل اعتماد ضرور ہے، پھر کیا ہوا، کس کام کا رہا؟

جماعت اسلامی کی یہی ادا ہے، جو ایک باخبر پر بجلی بن کر گرتی ہے ایک طرف سارا جسم لہولہان بھی کر دیا، دوسری طرف پکار اٹھے، اس سے

مجھے کوئی عداوت نہیں، عوام کا حال معلوم ہے، وہ الفاظ کے اتار چڑھاؤ پر خوش ہوں گے، مگر سوچیں گے نہیں، دل میں کونسی بیج بو کر چلے گئے، یہی وجہ ہے جماعت اسلامی کی ساری کی ساری کتابیں پڑھ جائیے، مٹھاس کے ساتھ ساتھ ایک مبصر زہر کی تلخی بھی بڑی شدت سے محسوس کرتا ہے، مگر جن کو علوم دینیہ پر پورا عبور نہیں، وہ ظاہری مٹھاس پر جان دیتے ہیں اور زہر جو غیر محسوس طور پر سرایت کرتا جا رہا ہے، اس کی پروا نہیں کرتے،

مولانا مودودی کا ذخیرہ حدیث پر ظلم عظیم اور اس سلسلہ میں ان کا گمراہ کن رویہ

ایک طرف تو مولانا مودودی نے اسماء الرجال کا سارا ذخیرہ اپنے قلم کی شعلہ باریوں کے نذر کر دیا، اور بشری کمزوری، انسانی فطرت اور ذاتی رجحانات کی آڑ لے کر اسلاف کا سارا ذخیرہ (اپنے خیال میں) پھونک ڈالا، اور دوسری طرف ان کو اتنا سب کچھ کر لینے کے بعد بھی تسکین نہ ہوئی، چنانچہ جو کسر باقی رہ گئی تھی، اس کو ایک نئی کسوٹی بنا کر پورا کر دینے کی کوشش کی ہے، یعنی ارشاد یہ ہوتا ہے کہ اسماء الرجال دراصل کوئی کسوٹی نہیں ہے، حدیث کی صحت کی جانچ کے لئے ایک دوسری "مودودی کسوٹی" ہے یقین جانئے اسکی تفصیل پڑھ کر آپ کے بدن میں آگ لگ جائے گی، آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے، اور اگر ذرہ برابر آپ کے دل میں محبت رسول ہے، تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہوئے بغیر نہ رہیں گی، دل پر پتھر رکھ کر "مودودی کسوٹی"

کی روداد بھی سن لیجئے، لکھتے ہیں:

"یہ دوسری کسوٹی کون سی ہے؟ ہم اس سے پہلے بھی اشارۃً اسکا ذکر کئی مرتبہ کر چکے ہیں، جس شخص کو اللہ تعالیٰ تفقہ کی نعمت سے سرفراز فرماتا ہے، اس کے اندر قرآن اور سیرت رسول کے غائر مطالعہ سے ایک "خاص ذوق" پیدا ہو جاتا ہے، جس کی کیفیت بالکل ایسی ہے، جیسے ایک پرانے جوہری کی بصیرت، کہ وہ جواہر کی نازک سے نازک خصوصیات تک کو پرکھ لیتی ہے، اور اسکی نظر بحیثیت مجموعی شریعت حقہ کے پورے سسٹم پر ہوتی ہے اور وہ اس سسٹم کی طبیعت کو پہچان جاتا ہے، اس کے بعد جب جزئیات اس کے سامنے آتے ہیں، تو اس کا ذوق اسے بتا دیتا ہے کہ کونسی چیز اسلام کے مزاج اور اسکی طبیعت سے مناسبت رکھتی ہے، اور کونسی نہیں رکھتی؟ روایات پر جب وہ نظر ڈالتا ہے تو ان میں یہی کسوٹی رد و قبول کا معیار بن جاتی ہے"

(تفہیمات ج ۱ ص ۲۹۶)

جماعت اسلامی کے بانی کی کارروائی دیکھی؟ ہمارے وہ اسلاف جو آج سے دس بارہ سو برس پہلے پیدا ہوئے، عہد نبوت سے قریب تر زمانہ پایا، علم و عمل میں آفتاب و ماہتاب بنکر چمکے، اور پھر امانت و دیانت، اخلاص

وصداقت، تقویٰ وطہارت، علم وفضل، اور قوت حافظہ میں مشہور عالم تھے، مولانا مودودی کی نظر میں صرف اس بنیاد پر نا قابل اعتماد ٹھہرے کہ وہ بشر تھے، اور بشری کمزوریوں کا امکان رکھتے تھے، اور جب وہی غیر معتمد ثابت ہوئے تو پھر بڑی آسانی سے اسماء الرجال کا سارا علمی ذخیرہ جماعت اسلامی کی نظر میں مبتذل بن کر رہ گیا، دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ جماعت اسلامی نے نہ ان بزرگوں کے " ذوق حدیث " کو کسوٹی مانا، اور نہ انکی تحقیق ومحنت کو قابل توجہ سمجھا، ———————— اب حدیث کی صحت کے لئے ایک نئی کسوٹی " مودودی کسوٹی " کے نام سے ایجاد ہوئی، اور وہ کسوٹی کیا ہے؟ وہ بھی قابل توجہ ہے، یعنی آج بیسویں صدی کا مسلمان جس کی نگاہ نہ قرآن وحدیث کے ذخیرہ پر ہے، نہ علوم عربیہ پر ہے، پھر نہ اس کے کردار اچھے، نہ اعمال واخلاق اونچے، نہ عقائد اور معاملات درست، اور نہ سیرت میں پختگی، ہاں اس نے صرف " قرآن اور سیرت رسول کا غائر مطالعہ " کیا ہے، اور اللہ کے فضل سے ذہین بھی ہے، بس اس کا " ذوق " صحت حدیث کے لئے کسوٹی ہے،

یہاں ہم ارباب فضل وکمال کو مخاطب کرکے پوچھتے ہیں کہ یہ کسوٹی جس کے موجد مولانا مودودی ہیں کیسی رہے گی؟ کیا یہ " مودودی کسوٹی " حدیث نبوی کا ستیاناس نہ کردے گی؟ جماعت اسلامی کا ایک

ایک فرد حدیث کو اپنے ذوق پر جانچنے نہ لگے گا؟ اور اس طرح حدیث کی صحت کا قصہ بازیچۂ اطفال بنکر نہ رہ جائے گا؟

تنہائی میں یکسو ہو کر سوچئے کہ مولانا مودودی نے اسماء الرجال کے علم پر ناجائز نکتہ چینی کیوں کی؟ علمائے اسماء الرجال کی بشری کمزوری کے امکان کو کیوں سامنے لائے؟ اور پھر ایک نئی کسوٹی کے ایجاد کرنے پر کیوں مجبور ہوئے؟

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذرہ برابر بھی بصیرت عطا فرمائی ہے، تو آپ بڑی آسانی سے اس نتیجہ پر پہونچ جائیں گے کہ یہ ساری کدوکاوش صرف اس لئے کی گئی ہے کہ حدیث کی صحت کے باب میں بانی جماعت مولانا مودودی کے ذوق کو تسلیم کرلیا جائے، جس کو یہ صحیح کہیں، صحیح، اور جس کو ان کا ذوق غلط کہے، غلط، آپ پوچھیں گے پھر اس کا فائدہ؟ آپ کا دل جواب دیگا کہ مولانا مودودی کتاب وسنت کا نام لیکر جو ایک نئے دین کی تبلیغ فرما رہے ہیں، اس پر اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہ سکے گی۔

اپنے اس ذرا سے فائدہ کے لئے مولانا مودودی نے یہ سارا گناہ قصداً کیا ہے، اور یہی وجہ ہے کہ کسی مدوّن اصول کو جماعت اسلامی ماننے کے لئے تیار نہیں۔

مسلمانو! دل و دماغ کو کام میں لاؤ، جذبات میں بہہ جانا عقلمندی نہیں۔

جماعت اسلامی کے دھوکے سے اپنے آپ کو، اپنے دوست احباب کو، دوسرے مسلمانوں کو، اور پھر خود حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قیمتی ذخیرہ کو بچاؤ۔ حدیث نبوی کی حفاظت تمہارا فریضہ ہے، آخری نبی کی آخری امت ہونے کی حیثیت سے تم پر بڑی ذمہ داریاں ہیں، قرب قیامت ہے، نئے نئے فرقے، نئے نئے مدعی اسلام اور نئے نئے محققین مختلف بھیسوں میں تمہارے سامنے آئیں گے، اور اللہ و رسول کا نام لیکر ہی اسلام کو اور اس کی تعلیمات کو نقصان عظیم پہنچائیں گے۔

بغیر علم و فضل، بغیر تقویٰ و طہارت، اور بغیر خشیت الہٰی جو لوگ اجتہاد کا علَم (جھنڈا) لیکر اٹھے ہیں، اور دوسروں کو بھی یہ جھنڈا تھما رہے ہیں، یقین کیجیے کل اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کو پیش ہونا ہے۔

ایک بات یہیں عرض کردیں یہ اڈیٹروں کی جماعت ہے، کون نہیں جانتا مولانا مودودی نے زندگی بھر اڈیٹری کی، مولانا ابو اللیث ندوی نے اڈیٹری کی، مولانا امین احسن اصلاحی نے اڈیٹری کی اور نصر اللہ خاں نے اڈیٹری کی اور اب تک کر رہے ہیں، ان کا کام ہی دنیا میں امن و امان سے زیادہ فتنہ و فساد پیدا کرنا، پرانے مدون اصول کو ماننے کے بجائے نیا اصول بنانا، پبلک کو دھوکہ دینا اور دنیا کو اپنے ہاتھوں میں لینا ہے۔

الہٰ العالمین! اپنے بندوں کو راہ راست کی توفیق عطا فرما، انکے

دلوں میں اپنی خشیت پیدا کر، اور اپنے پیارے اور پسندیدہ دین "اسلام" کو مسخ ہونے سے بچالے؛

علم اسمار الرجال پر ذوق مودودی کو ترجیح اور علم اصول حدیث کی بربادی کی سعی

خدا گواہ ہے آنکھیں اشکبار ہیں، دل درد و کرب سے بے چین ہے اور زبان پر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مودودی صاحب پر رحم فرمائیں، دانستہ یا نادانستہ علم حدیث کی بربادی میں اس بندۂ خدا کا زبردست ہاتھ ہے، انھوں نے ذوق کی ہمہ گیری کا نام لیکر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخیرہ پر ایک زبردست ایٹم بم مارا ہے، یورپ، امریکہ نے بم کے ذریعہ ہیروشیما کے بے گناہ لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا اور مولانا مودودی نے بے زبان و بے گناہ حدیث نبوی پر ایٹم بم پھینکا ہے جس سے گمراہی کے ہزاروں راستے نکل پڑیں گے۔

مولانا مودودی نے حدیث نبوی پر جو ظلم عظیم کیا ہے، اور جس طرح سیکڑوں برس کی محنت اور لاکھوں اسلاف کی زندگی بھر کی کدو کاوش کو آن کی آن میں برباد کرنے کی کوشش کی ہے، اور اس طرح اس دیوار کو جس طرح پاش پاش کیا ہے، جو حدیث نبوی کی محافظت کے لئے کھڑی کی گئی تھی، ان ساری باتوں کو دیکھ کر دل جل بھن رہا ہے، حدیث اور فن اسمار الرجال کی عظمت سے جو واقف ہی نہیں، اس کو کیسے یقین دلایا جائے کہ کیا ہوا۔

پہلے حملے کے بعد دوسرا حملہ مولانا مودودی کا ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں کہ

"مودودی ذوق" جس کو پیدا ہو جاتا ہے اس کا حال یہ ہوتا ہے، لکھتے ہیں

"اس مقام پر پہونچ جانے کے بعد انسان "اسناد" کا بہت زیادہ محتاج نہیں رہتا، وہ اسناد سے مدد ضرور لیتا ہے، مگر اس کے فیصلہ کا مدار اس پر نہیں ہوتا، وہ بسا اوقات ایک غریب، ضعیف منقطع السند، مطعون فیہ، حدیث کو بھی لے لیتا ہے، اس لئے کہ اس کی نظر اس افتادہ پتھر کے اندر ہیرے کی جوت دیکھ لیتی ہے اور بسا اوقات وہ ایک غیر معلل، غیر شاذ، متصل السند، مقبول حدیث سے بھی اعراض کر جاتا ہے" (تفہیمات ص ۲۹۶/۱)

اللہ اکبر بانی جماعت اسلامی کی یہ ناجائز جرأت، علی الاعلان حدیث نبوی کے حق میں یہ گستاخی، اور اصول حدیث کی یہ پامالی، کہاں ہیں وہ مسلمان جو مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی تعریف کرتے ہوئے نہیں تھکتے، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اسلامی علم و فن کا سیکڑوں سالہ علمی سرمایہ اور لاکھوں محدثین کی شب و روز کی محنت، ایک جنبش قلم میں ختم کر دی جائے، اور حدیث کے اردگرد جو قلعہ بنا ہوا تھا اس کو چکنا چور کر دیا جائے۔

کہاں ہیں علم دوست حضرات، خدارا بتایا جائے کہ کیا مولانا مودودی کا علم و فضل، امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ، امام مالکؒ، اور دوسرے ائمہ اسلام سے بھی بڑھ گیا؟ یہ کیا قیامت برپا کی جا رہی ہے، اگر یہ ساری کاروائی

قصداً ہے، توسن لیں انشاء اللہ جماعت اسلامی کا وہی حشر ہوگا جو غلام احمد قادیانی، علامہ مشرقی، اور دوسرے دین میں رخنہ پیدا کرنے والوں کا ہوا، اور اگر یہ سب کچھ غیر ارادی طور پر ہے، تو اللہ کے لئے اپنے ان نئے خیالات و افکار پر سنجیدگی سے نظر ثانی فرمائیں۔

ہمارا مشورہ ہے کہ اگر مولانا مودودی یہ ساری کارروائی بربنائے اخلاص کر رہے ہیں، تو انہی اصول میں مہارت پیدا کریں، جو اسلاف کتاب وسنت کو سامنے رکھ کر مدون کر گئے، نئی بدعتوں کی ایجاد سے پرہیز کریں ساتھ ہی ان علماء سے جو بربنائے اخلاص جماعت اسلامی سے وابستہ ہیں، ہماری درخواست ہے کہ آپ علم حدیث اور علم اسماء الرجال کے سلسلہ میں مولانا کو سمجھائیں اور ان کی اہمیت بتائیں۔

حدیث کے مجموعوں سے مسلمانوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش	مولانا مودودی کیا چاہتے ہیں کچھ نہیں معلوم ایک طرف کتاب وسنت کا باربار نام لینا دوسری

طرف ایسا طرز عمل اختیار کرنا جس سے مسلمان حدیث سے برگشتہ ہو جائیں ایک معمہ بنا ہوا ہے، ایک دفعہ انھوں نے برکت علی محمڈن ہال لاہور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"کوئی شریف آدمی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث کا جو مجموعہ ہم تک پہونچا ہے، وہ قطعی طور پر صحیح ہے مثلاً بخاری جو اصح الکتب

بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے، حدیث میں کوئی بڑے سے بڑا غلو
کرنے والا بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں جو چھ سات ہزار احادیث
درج ہیں، وہ ساری کی ساری صحیح ہیں"

(ردّ مودودیت از مولانا خان محمد صاحب ص[19])

اس انداز بیان کو پڑھ کر کون ایسا مسلمان ہے، جس کا دل دکھ نہ جائے گا، ہمارے یہاں صحاح ستہ کا جو درس جاری ہے۔ یہ حدیثوں کا منتخب ذخیرہ ہے، جماعت اسلامی کے بانی چاہتے ہیں، ان مجموعوں سے مسلمان بتدریج بدظن ہو جائیں، اور ان مجموعوں کی عظمت جو مسلمانوں کے یہاں قائم ہے، وہ ختم ہو جائے۔

منکرین حدیث بھی تو یہی کہتے ہیں، پھر مولانا مودودی مسلمانوں کو دکھانے کیلئے انکی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ یا دراصل منکرین حدیث سے ان کا سازباز ہے، اور دونوں ہی چاہتے ہیں کہ بیچ سے حدیث ہمیشہ کے لئے ختم کر دی جائے اگر یہی بات ہے تو کھل کر کہنا چاہیے، جو رویہ منکرین حدیث کا ہے، آڑ لیکر حملہ کرنا کسی اہل علم کو زیب نہیں دیتا۔

حدیث نبوی کی صحت کا انکار | مسلمان مولانا مودودی کے اس طرز عمل سے حدیث سے بدظن ہوں گے، یا قریب آئیں گے؟ سچ یہ ہے کہ زہر شہد میں ملا کر دیا جا رہا ہے، اور کچھ مسلمان ہیں کہ اس کے لئے جان دیے رہے ہیں؟

ص۵ ابن الصلاح لکھتے ہیں کہ بخاری و مسلم کی متفقہ روایتوں کو امت نے اجماعاً قبول کیا ہے اور انکی صحت قطعی ہے، الفاظ یہ ہیں "لاتفاق الامۃ علی تلقی ما اتفقا علیہ بالقبول وھذا القسم جمیعہ مقطوع بصحتہ" ۱۲

حدیث کے متعلق مولانا مودودی کا ایک بیان اور پڑھ لیجئے، لکھتے ہیں

"احادیث چند انسانوں سے چند انسانوں تک پہنچتی آئی ہیں
جن سے اگر کوئی چیز حاصل ہو سکتی ہے تو وہ گمان
صحت، نہ کہ علم الیقین" (ترجمان القرآن ربیع الاول ۱۳۶۵ھ)

یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ کسی کو یہ کہا جائے کہ تم باپ سے جو اپنی نسبت جوڑتے ہو، یہ خبر تم کو چند انسانوں ہی سے پہونچی ہے، اگر حد سے حد ثابت ہو سکتا ہے، تو وہ یہ کہ اس نسبت کی صحت کا گمان ہوتا ہے، تمھاری اس نسبت کا یقین نہیں ہو سکتا۔

آپ اس کو ماننے کے لئے تیار ہیں، اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو پھر انصاف کیجئے مولانا مودودی یہی تو کہتے ہیں کہ کچھ اور؟ ایسے شخص کو شکی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے، مولانا مودودی کی انہی حرکتوں کی وجہ سے کچھ لوگ یہ سمجھنے پر مجبور ہوئے ہیں، کہ جماعت اسلامی جس اسلام کی طرف دعوت دے رہی ہے، وہ مولانا مودودی کا "اختراعی اسلام" ہے جس کی پرورش برطانیہ کے افسران حکومت نے آج سے بہت پہلے کی تھی، اور شاید جس کو آج بھی یورپ امریکہ کا ذہنی سہارا حاصل ہے،

فقہ اور جماعت اسلامی

مولانا مودودی اور جماعت اسلامی نے قرآن و حدیث کی طرح فقہ بھی کو معاف نہیں کیا ہے، فقہ نام ہے ان مسائل کے مجموعوں کا، جنکو فقہاء امت نے قرآن و حدیث سے مستنبط کیا ہے، اور امت کی سہولت کے لئے مختلف بابوں میں ان جزئیات کو جمع کر دیا ہے۔

ان مسائل کو ایک عظیم الشان جماعت نے مرتب کیا ہے، جن میں ہر ہر علم و فن کے ائمہ کرام موجود تھے، اور سبھوں نے ان کو ہر ہر پہلو سے اچھی طرح جانچ لیا ہے، اور اعلان کر دیا ہے کہ با ایں ہمہ کد و کاوش ہم سے کوئی غلطی ہو گئی ہو، یا کوئی مسئلہ قرآن و سنت پر پورا اترتا نہ ہو، تو اس کو تم ترک کر دینا، شروع میں مسائل کے ساتھ حدیث سے مدلل کرنے کا کام جیسا چاہیئے، نہ کیا گیا، کیونکہ ان کو ہمارے اس زمانہ کی خبر نہ تھی، مگر متاخرین علماء نے ایک ایک جزئی مسئلہ کو قرآن و حدیث سے مدلل کر دیا ہے، اور اس سلسلہ میں حدیثوں کے بہت سے مجموعے شائع بھی ہو چکے ہیں۔

جماعت اسلامی کے ارباب حل و عقد جیسا کہ ہم اشارہ کرتے آئے ہے

ہیں، اس سلسلہ میں مطالعہ محدود رکھتے ہیں، سیاسی مطالعہ، معلوماتی مطالعہ اور کسی پہلو سے انکا مطالعہ ممکن ہے بہت بہتر اور مکمل ہو، مگر جہاں تک تفسیر حدیث، فقہ اور عقائد کا تعلق ہے، ان کے مطالعہ کو کوئی واقف علوم دینیہ مکمل نہیں کہہ سکتا،

فقہ حنفی پر اتہام | یہی وجہ ہے کہ مولانا مودودی نے حدیث اور اسماء الرجال کے سلسلہ میں ذوق کی دعوت دی ہے اور "مودودی کسوٹی" وضع کی ہے، اسی سلسلہ میں انھوں نے یہ بھی باور کرانے کی سعی کی ہے کہ حنفیوں کے اکثر مسائل کی بنیاد معضل، مرسل، اور منقطع حدیثوں پر ہے، اس سلسلہ میں تحریر فرماتے ہیں

"امام ابو حنیفہ کے فقہ میں آپ بکثرت ایسے مسائل دیکھتے ہیں جو مرسل، معضل اور منقطع احادیث پر مبنی ہیں، یا جن میں احادیث کچھ کہتی ہیں، اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کچھ کہتے ہیں"

(تفہیمات ص ۲۵۶/ج ۱)

یہ ہے مولانا مودودی کا مبلغ علم فقہ حنفی کے باب میں، اس پر شہرہ یہ کہ علامہ ہیں، ایک واقف کی نظر میں کیا یہ صرف اتہام ہی اتہام نہیں ہے؟ ایک غلط بات کا انتساب اور وہ بھی اس بے باکی اور جرأت سے۔

ایک طرف حدیث نبوی کے پرخچے اڑائے گئے، قرآن کے نئے معنی بیان کئے گئے، اور دوسری طرف فقہ حنفی کی اہمیت گھٹانے کی یہ تدبیر

ہو رہی ہیں، سچ کہا جس نے بھی کہا، صرف لکھنے کا سلیقہ ہی کافی نہیں ہوتا، مطالعہ اور علمی مہارت کی بھی ضرورت ہوتی ہے، ان کارروائیوں کو دیکھ کر اگر کوئی یہ رائے قائم کرتا ہے کہ مولانا مودودی کا علم کچا، مطالعہ بہت محدود، اور عمل بے روح ہے۔ تو اس کو یہ کہنے کا حق ہونا چاہیئے، فخر الاماثل حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہٗ نے جن کی دینی بصیرت اور علم و فضل مسلّم ہے مولانا مودودی صاحب کے متعلق بالکل درست لکھا ہے۔

"ان تحریرات، اور طرز استدلال سے، نیز نوعیت معلومات سے اس نتیجہ پر پہونچا ہوں، کہ نہ انھیں ان دونوں (فقہ و تصوف) فنوں سے مناسبت ہے، اور نہ وہ ان میں مستند معلوم ہوتے ہیں اس بارہ میں ان کی رائے ایک غیر صاحب فن اور غیر مبصرؔ کے عقلی استنباط سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتی، جو ظاہر ہے حذاق فن اور علمی ماہرین کے سامنے کسی درجہ میں قابل التفات نہیں ہوسکتی۔" (کلام طیب)

فقہ حنفی کے متعلق مولانا مودودی صاحب کی یہ رائے سنی سنائی ہے حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں، اور یہ کوئی عیب کی بات بھی نہیں، کیونکہ ہر شخص ہر فن میں ماہر نہیں ہوتا،

علمائے دیوبند رات دن فقہ حنفی کی تعلیم دیتے ہیں، اور ایک ایک

مسئلہ کو صحیح حسن حدیثوں سے مدلل کرکے بتاتے ہیں، اس سلسلہ میں راس الفقہاء و المحدثین حضرت مولانا کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ تقریریں پڑھی جائیں، جنھیں آپ کے شاگردوں نے مرتب کرکے مختلف ناموں سے شائع کیا ہے،

اسی طرح ہدایہ کی شرح فتح القدیر لابن الھمام کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

بہرحال مولانا مودودی کی حدیث و فقہ کے سلسلہ میں جو روش ہے اسے دیکھ کر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ مولانا

"اسلامی تہذیب کے نظام کو توڑنا چاہتے ہیں، اور اپنے لئے ان کے تعینات کی حدود میں اپنی اہوا، اور خواہشات کی پیروی کے لئے کوئی گنجائش نہیں پاتے، اس لئے انھوں نے یہ مسلک اختیار کیا ہے، کہ ان چیزوں ہی کو مٹا دو، جو اس نظام کی حد بندی کرتی ہے، پھر ہم آزاد ہو جائیں گے، کہ اسلام کے ڈھانچہ پر جس طرح چاہیں، گوشت پوست چڑھائیں، اور جیسی چاہیں اس کی شکل بنا دیں"

فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں کی مخالفت جماعت اسلامی اس پر بھی برافروختہ ہے کہ ہم اب تک فقہ کی پرانی کتابیں کیوں پڑھتے پڑھاتے ہیں، زمانہ کہاں سے کہاں پہنچا اور علماء ابتک وہی ہدایہ اور کنز کو لئے پھرتے ہیں اس سلسلہ میں جماعت اسلامی اور اس کے بانی علماء پر طنز کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میں اس بات کا بھی سخت مخالف ہوں کہ علماء کرام وقت کے رجحانات سے منہ موڑ کر بیٹھ جائیں، اور اس امر کو بھول جائیں کہ

وہ ہدایہ اور بدائع کے زمانہ تصنیف میں نہیں ہیں، بلکہ نت نئی
سائنٹی فک ایجادات اور تیز رفتار تمدنی انقلابات کے دور میں
روز، روز نئے مسائل کا پیدا ہونا لابد ہے، اور ان مسائل کو ہدایہ
اور بدائع کی روشنی میں حل کرنے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں، جس کا
خطرہ نوجوان سائل نے کیا ہے" (ترجمان القرآن اگست ۳۶ء)

انداز بیان ملاحظہ کیا جائے معلوم ہوتا ہے، کوئی ماہر فن ہے جو اس شان
سے گفتگو کر رہا ہے، اڈیٹروں کی خصوصیات سے مولانا مودودی صاحب عاری
نہیں ہیں؟ پھر چونکہ مولانا علماء سے بدظن ہیں اور ساری دنیا کو بدظن کرنا چاہتے ہیں
اس لئے جتنا کچھ اڈیٹرانہ انداز میں فرمائیں کم ہے، ہم ان کو روک بھی نہیں سکتے۔

مگر جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے، ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتے ہیں
کہ علماء حق وقت کے رجحانات سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہیں ہیں، ان کی نگاہیں
ہر آن زمانہ کے چہرہ پر، اور ان کا ہاتھ ہر وقت زمانہ کی نبض پر ہے، قوم و ملک
کی پیشوائی کا اہم فریضہ، کوئی غافل اور مقتضیات زمانہ سے بیگانہ جماعت نہیں
انجام دے سکتی، اور اس ملک میں جو لوگ متصف مزاج ہیں، ان کو علماء کرام کی
ان خدمات کا اعتراف اور ان کی دور اندیشی کا پورا احساس ہے۔

ہدایہ پر ایک نظر | باقی ہدایہ اور بدائع کی بات، تو ادب کے ساتھ عرض
کریں گے کہ مولانا نے ان دونوں کتاب کا مطالعہ نہیں کیا ہے، اس سلسلہ میں

ان کا علم سنا سنایا ہے، اور افسوس ان کے ارد گرد جو علماء اور اہل قلم جمع ہیں ان کی نگاہ بھی ان کتابوں پر نہیں ہے، ورنہ وہ ان غلطیوں کے شکار نہ ہوتے، ہدایہ وہ مشہور کتاب ہے، جو ہمارے یہاں تقریباً تمام مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہے، اور ہر مکتب خیال کے لوگ اس کتاب سے کم و بیش استفادہ کرتے ہیں، آپ یقین کریں یہ کتاب اگرچہ آج سے بہت پہلے لکھی گئی ہے، مگر اس کا جو انداز بیان ہے، اور مسائل کی تحقیق میں اس کا جو طریقہ ہے، وہ اپنی آپ مثال ہے۔ اس کتاب میں من اولہ الی آخرہ اس کا اہتمام ہے کہ جس قدر مسائل بیان کئے گئے ہیں، سب کی ایک نقلی (حدیث و قرآن سے) اور ایک عقلی دلیل بیان کی گئی ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو بغیر دلیل ذکر کیا گیا ہو، ہر مسئلہ کے بعد ایک حدیث، اور ایک عقلی دلیل کا ہونا ضروری ہے، جو لوگ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہیں، وہ کسی طرح ہدایہ کی اہمیت کا انکار نہیں کر سکتے، باعتبار دین ہم قرآن و حدیث کے مکلف ہیں اور باعتبار عقل دلیل عقلی سے بے نیاز نہیں، جس طرف قرآن نے بھی رہنمائی کی ہے۔

ہدایہ کا مصنف جب ہر مسئلہ کو قرآن و حدیث اور عقلی دلیل سے مضبوط کرتا ہے تو پھر کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کتاب کیوں کر مفید نہیں ہو سکتی ہے، پھر دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اس کتاب کا طرز بیان خود نئے زمانہ کی طرف

رہبری کرتا ہے، اور نئے رجحان پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے، اس کتاب کی یہ خصوصیت ہے کہ اجتہاد کے ذوق کی پرورش کرتی ہے مگر دائرہ قرآن و حدیث کے اندر رہکر، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بخشتی ہے، دماغوں میں جلا پیدا کرتی ہے، اور کسی حال میں کتاب و سنت سے الگ ہونیکا مشورہ نہیں دیتی، کم و بیش یہی کچھ حال بدائع کا بھی ہے، بدائع فقہ حنفی میں بہت مشہور اور معتمد ہے، اور اپنے اسلوب بیان میں اچھوتی بھی ۔

ان کتابوں کے نظر انداز کر دینے کا نتیجہ جو پاکستان میں سامنے آرہا ہے، اس سے عبرت حاصل کریں، کیا یہ واقعہ نہیں کہ اسلامی احکام کو اسلام ہی کا نام لیکر مسخ کیا جا رہا ہے کتاب و سنت کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں،

طعنہ دینے سے پہلے فریضہ | ہمیں بڑے دکھ کے ساتھ اس کا اظہار کرنا پڑتا ہے، کہ جس طرح آج دنیا کمیونزم کے پیچھے آنکھیں بند کئے دوڑ رہی ہے، کچھ یہی حال علماء کو بدنام کرنے کے معاملہ میں بھی ہے، ایک نے جو بات کہدی، سب اسی کو لیکر اعتراض کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، کوئی نہیں ہے جو ان بکھو اس کی تحقیقات کرے، اور حقیقت حال دریافت کرے، اعتراض کرنا آسان ہے، مگر مسلمانوں کی رہنمائی کے فرائض انجام دینا آسان نہیں

اپنے اسی مضمون میں مولانا مودودی نے ترکی کے علماء کا طعنہ دیا، مگر اس طعنہ دینے سے پہلے ترکی کی اصل حالت معلوم کرلی ہوتی، تو اس کی

نوبت نہیں آتی، گھر میں بیٹھ کر علمائے حق کو گالیاں دینا، اور یورپ امریکہ کی تحریک سے متاثر ہو کر برا بھلا کہنا، جن کا رات دن کا مشغلہ ہے کاش وہ ترکی جا کر معلوم کرتے کہ کتاب وسنت پر عمل کا کیا حال ہے، اور مذہبی احکام پر کیسی قدغن ہے، مولانا ابوالحسن علی ندوی سے زیادہ معتمد اور کون ہو سکتا ہے انھوں نے ترکی پہونچکر اپنے جو تاثرات قلم بند کئے ہیں، ان کا مطالعہ کیجئے تو معلوم ہو کہ ہم نے کیا کیا، اپنا خیال ہے جن کے دل میں ذرہ برابر کتاب وسنت سے محبت ہے وہ ترکی کے حالات پڑھ کر اشکبار ہوئے بغیر نہ رہ سکیگا، اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے ہم نے ہند وپاک میں اسلام کو ابتک اسکی اصلی صورت میں باقی رکھا ہے، اور کل کے لئے بھی اسی کی توقع بلکہ یقین ہے، انشاء اللہ۔

جماعت اسلامی اور اس کے بانی کو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اگر کتاب وسنت کے ہم پیرو نہ ہوتے، ان کو اپنا راہ نما نہ سمجھتے، اور ان پر ہمارا ایمان نہ ہوتا، تو خدا کی قسم وہ ساری تجویزیں بہت پہلے عمل میں لائی جا چکی ہوتیں، جنکا ہم کو بے سوچے سمجھے مشورہ دیا جا رہا ہے، مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان کو ہم کہاں اٹھا کر پھینک دیں، کیا کتاب وسنت کا نام لیتے ہوئے بھی ہم دین کی صورت مسخ کر دیں، اگر یہ جائز نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو خدا کے لئے ہمیں گالیاں نہ دی جائیں، طعن وتشنیع کے تیروں سے

ہمارے سینوں کو چھلنی نہ کیا جائے، اور ہمیں ایسے کام کے لئے مجبور نہ کیا جائے جن کو ہم دیانتداری کے ساتھ کتاب و سنت کی روشنی میں غلط سمجھتے ہیں، کون نہیں جانتا کہ جب کوئی قانون نافذ ہوتا ہے، تو اپنے پورے لوازم کے ساتھ ہوتا ہے، قرآن میں امریکہ سے پیوند لاکر جوڑا نہیں جا سکتا، حدیث میں یورپ کی دہریت کو کسی طرح سمویا نہیں جا سکتا، اور اسلام میں الحاد کی آمیزش نہیں ہو سکتی،

ہر نئی چیز کیوں قبول نہیں کیجاتی مولانا مودودی کا عتاب

مولانا مودودی علماء سے خفا ہیں کہ وہ ہر نئی چیز کو کیوں قبول نہیں کر لیتے، اور یہ ہر جگہ فقہی موشگافیوں میں کیوں الجھاتے رہتے ہیں، لکھتے ہیں،

"ہر نئی چیز سے، پرانے اور تمدن کی ترقی کے راستہ میں ہر ہر قدم پر ٹھٹک کر کھڑے ہو جانے کی کیفیت جو آجکل پیش آرہی ہے اس کی وجہ صرف یہ ہے، کہ شرع کے اصول و کلیات کو سمجھنے کے بجائے ہمارے علماء، زیادہ فقہی جزئیات کے استقصا میں منہمک رہتے ہیں۔" (تفہیمات ج ۲ صفحہ ۳۸۸)

گویا مولانا علماء کو تنگ نظر، تنگ دل، اور تنگ ظرف ثابت فرمارہے ہیں اور یہ جتانا چاہتے ہیں کہ مولوی جزئیات میں پھنس کر نئی ترقیوں سے محروم رہتے ہیں، حالانکہ علماء کو چاہئے تھا کہ وہ "ہر نئی چیز" قبول کر لیتے

اور "ترقی کے ہر راستہ" پر قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں؛

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو بقدر ضرورت عقل عطا کی ہے، سوچئے کیا ہر نئی چیز اس لائق ہے اور کیا ہر تمدنی ترقی اس درجہ میں ہے کہ اسے اسلام کے دائرہ میں داخل کرلیا جائے، دنیا جانتی ہے انہی چیزوں کو مان کر کچھ قادیانی بن گئے، کچھ لوگوں نے چکڑا لوی کا ساتھ دیا، کچھ بہائی سے جا ملے کسی نے عیسائیت کی گود میں پناہ لی، کوئی نیچری ہوگیا، کوئی خاکساری کے روپ میں جلوہ گر ہوا، اور کوئی کسی اور مذہب سے متاثر ہوا، کیا یا انصاف ہوتا کہ علماء ان جماعتوں سے مل جاتے، اور ان کی ہاں میں ہاں ملاتے، اور معاف کیا جائے تو عرض کریں کہ اسی قریب نے جماعت اسلامی کو بھی اصل دین سے بہت دور کردیا ہے۔

دائرہ کتاب وسنت میں رہتے ہوئے نئی چیز کی اجازت	دنیا میں وہ نئی چیز اور نئی ترقی کیا ہوتی جس کو حد جواز میں ہونے کے باوجود ہم

نے نہیں اپنایا، ریڈیو کے استعمال کی اجازت، لاؤڈ اسپیکر کی اجازت آواز کو بند کرنے والی مشین کی اجازت، سائینس پڑھنے کی اجازت، کامرس کی اجازت، کیمسٹری کی اجازت، تجارت اور صنعت کے ان نئے طریقوں کی اجازت، جو کتاب وسنت سے نہیں ٹکراتا، ہوائی جہاز پر سفر کی اجازت، ریل پر سواری کی اجازت، ٹیلیفون پر

بات چیت کی اجازت نئے نئے ڈیزائن کے محل تعمیر کرنے کی اجازت، ٹینک اور مشین گن بنانے کی اجازت، جہاد کے سارے نئے سامان جنگ کی اجازت، انگریزی پڑھنے کی اجازت، تاریخ جغرافیہ کی تعلیم کی اجازت، اخبارات و رسائل کی اشاعت کی اجازت، تصنیف و تالیف کی اجازت، نئے نئے قسم کے پریس کی اجازت، بے جان چیزوں کے فوٹو کی اجازت، مل اور کارخانے کی اجازت ان میں سے کس کو علماء نے روکا؟ کہاں پہرہ بٹھایا؟ اور اس سلسلہ میں کس کا ہاتھ پکڑا؟

اور اگر منشا یہ ہے کہ ہم نے سود کے جواز کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، بے پردگی کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، ایک بیوی سے زیادہ کے حرام ہونیکا کیوں نہیں فتویٰ دیا، طلاق کا حق بجائے مرد کے عورت کے ہاتھ میں ہونے کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، ایٹم بم بنا کر بے قصور انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دینے کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، سنیما دیکھنے کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، بازاری عورتوں کے پاس جانیکا کیوں نہیں فتویٰ دیا، عورتوں کو غیر مرد سے دوستی کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، کالے گورے کی تفریق کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، علماء کے جاہل ہونے کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، ہدایہ کی جگہ خطبات مودودی کی تعلیم کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، بخاری شریف کے بجائے تفہیمات و تنقیحات کی تعلیم کا کیوں نہیں فتویٰ دیا، شیخ الاسلام مولانا مدنی مدظلہ کی جگہ مولانا مودودی کو کیوں نہیں بٹھا دیا، حکیم الاسلام حضرت مولانا طیب مدظلہ کی جگہ مولانا امین احسن اصلاحی کو کیوں نہیں خوش آمدید

کہا، اگر نئی چیز اور تمدنی ترقی کا یہ مطلب ہے تو کھل کر کہنا چاہیے اور اس سلسلہ میں بلا شبہ سارے ہند و پاک کے علماء مجرم اور قابل گردن زدنی ہیں۔

اگر مسلمان سمجھتا ہے کہ ہر چیز اور ہر تمدنی ترقی قابل قبول نہیں ہوتی، اور یقیناً نہیں ہوتی، تو پھر طعنہ کیسا؟ اگر علماء ہچکچاتے ہیں، تو اس کا شکوہ کیا؟ جو ذمہ دار ہوتا ہے، وہ ہر موڑ پر ٹھٹک کر غور کرتا ہی ہے، اور اصول کو سامنے رکھکر اس کو سوچنا پڑتا ہی ہے، کہ کتاب و سنت کا کیا فیصلہ ہے، پھر کیا یہ علماء کا وہ جرم عظیم ہے جو بخشا نہ جائے، کیا یہ وہ گناہ ہے کہ فتویٰ دیدیا جائے کہ انھوں نے قرآن کو نہیں سمجھا، اصول و کلیات میں غور نہیں کیا، اور یہ کہ وہ "اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہیں" لِلّٰہ انصاف، انصاف خدا گواہ ہے ہم اس قید کے سوا کچھ نہیں لگاتے، کہ قرآن و حدیث کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچھائی ہوئی شاہراہ سے الگ نہ جایا جائے، اور ہر حال میں ایمان اور اسلام پر نظر رکھی جائے اور پھر ان حدود کے اندر جو چاہے کرے۔"

فقہاء امت پر اتہام اور فقہ سے بدظن کرنے کی سعی

مولانا مودودی صاحب نے بغیر سوچے سمجھے فقہاء امت کو متہم کرنے کی بھی کوشش کی ہے، غالباً اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرنا ہے اور مسلمانوں کو علم فقہ سے بدظن کرنا ہے ایک جگہ فقہ کے سلسلہ میں رقم طراز ہیں۔

"فقہار کا قانون نہایت سخت ہے، اور وہ اپنی سختیوں کی وجہ سے عورتوں کی زندگیوں کو تباہ کرنے والا ان کو بداخلاقیوں کا پتلا کرنے والا، اور ان کو مرتد بنانے والا ہے، اس لئے وہ خدا کا قانون نہیں ہو سکتا"

(تنقیح حقوق الزوجین ماخوذ از صدق ۱۹ مئی ۱۹۴۲ء)

غور فرمایئے بانی جماعت اسلامی کا یہ انداز بیان کسی طرح فقہار کرام کے شایان شان ہے؟ فقہا، امت پر یہ کتنا زبردست ناپاک حملہ ہے، کیا مسلمان اس تحریر کو پڑھ کر فقہ سے بدظن نہ ہو جائیں گے؟

ہم پوری ذمہ داری سے کہتے ہیں کہ مولانا مودودی نے عوام کو فریب دیا ہے، فقہار کا کوئی قانون ایسا نہیں ہے جیسا مولانا مودودی بیان کر رہے ہیں، فقہ کوئی الگ چیز نہیں ہے، قرآن پاک اور احادیث نبوی سے مستخرج مسائل کا نام فقہ ہے، فقہ میں کوئی ایسی چیز ہرگز نہیں ہوتی جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو، عوام کی سہولت کے لئے فقہار امت نے قرآن وحدیث کے مسائل کو مدون کر دیا ہے،

فقہ اور مولانا مودودی | مولانا مودودی کی اس تحریر کو پڑھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ ان کی نظر فقہ پر بہت سرسری ہے، یا پھر ان کو فقہا سے للہی بغض ہے کاش مولانا مودودی مثال پیش کئے ہوتے، تو ہم ان کو سمجھاتے، مشکل یہ ہے کہ مولانا عربی عبارت کے سمجھنے میں عموماً غلطی کر جاتے ہیں، اور یہ خیال بھی شاید

اسی غلطی کا نتیجہ ہے، مسئلہ ایلاء کو اس سلسلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے، تمام لوگوں نے ایلاء میں قسم کا ذکر کیا ہے، مگر مولانا نے اسی حقوق الزوجین میں بعض صحابہ کا نام لیکر لکھدیا کہ ان کے نزدیک قسم کھانا شرط نہیں ہے، اور حوالہ دیدیا احکام القرآن للجصاص کا، حالانکہ ان کی رائے سے احکام القرآن کی عبارت کو کوئی مناسبت نہیں تھی پھر قسم والی بات پر بڑی لے دے کی، اور فقہاء کو جو جی میں آیا سنایا، اور لفظ ایلاء پر غور ہی نہیں کیا، کہ قسم کا معنی اس لفظ کے لئے لازمی ہے، بہرحال اس سلسلہ میں ایک فاضل دیوبند نے ان کو توجہ دلائی، پہلے تو وہی اڈیٹرانہ انداز میں درخود اعتنا نہ سمجھا، مگر جب ان کو بتایا گیا، تو چپ رہے، مگر نہ معلوم کس طرح بعد میں انھوں نے ترجمان القرآن جمادی الاولی ۱۳۸۰ھ میں اپنی اس غلطی کا اعتراف کیا لیکن پھر بھی جو اصلاح کی اس میں بھی اپنی صندر کھنے کے لئے ایک پہلو کی غلطی کی اصلاح نہیں کی، یا پھر مولانا کی سمجھ ہی میں مسئلہ جیسا چاہیئے نہ آیا (تفصیل کے لئے دیکھئے ایضاح فتاوی)

اس کے علاوہ اور بھی کئی مسائل میں مولانا مودودی نے ٹھوکر کھائی ہے، اور غالباً انہی وجوہ کے پیش نظر ان کو کہنے والے نے نیم ملا خطرۂ ایمان کہدیا، جس پر پوری جماعت اسلامی آتش فشاں پہاڑ بن گئی ہے

تصوف اور جماعت اسلامی!

تصوف کے ذریعہ باطن کی طہارت کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جہاں جہاں ذکر فرمایا ہے، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کام تزکیہ قلب بھی بیان کیا ہے، ارشاد ربانی ہے۔

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ - ۱)	آپ ان پر آیات قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں، ان کا تزکیہ قلب کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

اسی تزکیہ قلب کا نام تصوف ہے، حدیث شریف میں تصوف کو "احسان" کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے، احسان کی تعریف یہ کی گئی ہے،

ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک (بخاری)	احسان اس کا نام ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اسطرح کرے گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر تم اسکو نہیں دیکھتے تو اتنی بات کا یقین تو ضرور ہی ہے کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے،

بنابریں عہد نبوت سے یہ سلسلہ جاری ہے، اور اب تک چلا آرہا ہے لاکھوں آدمی اس کے ذریعہ قلب کی صفائی حاصل کرتے ہیں، اور دنیا میں

جتنے بزرگ مشہور ہیں، سبھوں نے ہی اس تزکیۂ قلب کو اپنایا ہے، جس کا کوئی باخبر انکار نہیں کرسکتا، بلاشبہ درمیان میں کچھ جاہلوں نے اس میں کچھ ایسی آمیزش کردی تھی، جو کسی طرح مناسب نہ تھی، مگر اس سے اصل چیز پر کوئی حرف نہیں آیا، پھر جماعت میں کچھ کھرے کھوٹے لوگ ہوتے ہیں مگر ان دو چار کی وجہ سے اصل مسئلہ ہی کو برا کہنا کسی طرح قرین عقل نہیں ہے، پھر اس وقت اور بھی کہ علمائے دین مبین نے اس کو ہر طرح کی آمیزش سے پاک وصاف کردیا۔

تصوف وتزکیۂ قلب کی مخالفت ہمارے مولانا مودودی نے جہاں حدیث قرآن، اور فقہ پر ہاتھ صاف کیا ہے، وہاں تصوف کو بھی نہیں چھوڑا، اس پر بھی برس پڑے اور بری طرح برسے، انھوں نے جماعت اسلامی کے راستہ میں تصوف اور تزکیہ قلب کو بھی حائل سمجھا اس لئے اس کی بھی پوری شدت کے ساتھ مخالفت کی، اور جو نہ لکھنا چاہئے سب لکھ گئے، یہاں چند نمونوں پر ہم اکتفا کریں گے، مولانا مودودی تحریر فرماتے ہیں۔

> "تصوف کے رموز واشارات، اس کی زبان کا استعمال، اور اس کی مشابہت رکھنے والے طریقوں کو اس زمانہ میں جاری نہیں رکھنا چاہیے، علیٰ ہذا پیری مریدی کے طریقے اور اس کا قالب اجتناب کے لائق ہے"

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

"یہی اسباب تھے کہ حضرت سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید کی تحریک جہاد ناکام ہوئی، کیونکہ ان کی تحریک میں تصوف اور اس کے عملی طریقے رائج تھے، اور اب تجدید دین کے لئے ان چیزوں سے اجتناب ضروری ہے" (الفرقان منصب جدید از مودودی صاحب)

اگر جاہلی تصوف کے متعلق یہ کلمات لکھتے، گمراہ پیروں سے وہ کچھ کہتے تو ایک کام کی بات ہوتی مگر آپ اندازہ لگائیں کہ تصوف کی مخالفت شروع کی اور حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت اسمٰعیل شہید جیسے اکابر پر چوٹ کر گئے جس کا مطلب یہ ہوا، کہ وہ جاہلی تصوف اور گمراہ پیروں کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ ان کو اس تصوف سے دشمنی ہے جس کی تعلیم حدیث نبوی سے ثابت ہے، جسے ہندوستان کے اس مجاہد جلیل نے اختیار کیا جس کی اسلامی خدمت کا اعتراف دنیا کے ساتھ، جماعت اسلامی کے رکن رکین مولانا مسعود عالم ندوی نے بھی کیا ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں انھوں نے ایک کتاب بھی لکھی ہے، جس کا نام "ہندوستان میں سب سے پہلی اسلامی تحریک" رکھا،

سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کو جس چیز نے پروان چڑھایا اسی کو مودودی صاحب ناکامی کا باعث ثابت کرنا چاہتے ہیں، آپ جانتے ہیں کہ آدمی میں بہادری دل کی مضبوطی اور یقین کی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور تصوف کا صحیح طریقہ قلب کو مضبوط کرتا ہے، دل کو اطمینان و سکون

اور یقین سے بھر دیتا ہے۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ارشادِ رب العزت ہے
پھر سمجھ میں بات نہیں آتی یہ ناکامی کا سبب کیونکر ہو گئی۔

حضرت شہیدین پر حملہ مولانا مودودی یا کوئی دوسرا منصف مزاج اس بات کے ماننے سے انکار کی جرأت نہیں کر سکتا ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ان بزرگوں میں سے تھے، جنکا طریقہ کتاب و سنت کے بالکل مطابق تھا: وہ مسلمانوں کے مصائب سے متأثر ہو کر جہاد پر آمادہ ہوئے اسی کے لئے پورے ہندوستان کا چکر لگایا، آپ کی توجہ نے وہ لوگ پیدا کئے جنکی نظیر اس دور میں مشکل تھی، جو اپنے عقائد و معاملات، اخلاق و اعمال اور حرکات و سکنات میں اسلاف کے نمونہ اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر مرمٹنے والے تھے، مگر مولانا مودودی حضرت شہید کا نام لیکر فرماتے ہیں کہ ان کی پیری مریدی اور ان کا تصوف قابل پرہیز ہے۔

مولانا مودودی صرف علماء کو گالیاں دیکر فوج تیار کیا کریں، مگر مخلص فوج اس طرح مہیا نہیں ہوتی ہے، اردو کے خوبصورت جملے، دلوں کو گرما سکتے ہیں، مگر اس کو صاف نہیں کر سکتے، لڑنے مرنے پر آمادہ نہیں کر سکتے، جماعت اسلامی کا وجود حب علیؓ میں نہیں ہے، اس کی بنیاد بغض معاویہؓ پر قائم ہے جماعت والے علماء کو گالیاں دینا بند کر دیں، حدیث اور فقہ کو نشانہ بنانا چھوڑ دیں اور تصوف کا مذاق نہ اڑائیں، تو دیکھ لیجئے گا، چند دنوں میں جماعت

اسلامی کے اردگرد جو تھوڑی بہت بھیڑ نظر آتی ہے، وہ بھی ختم ہو جائے گی نہ امریکہ اور یورپ سے سہارا ملے گا، اور نہ بڑوں کی نظر عنایت باقی رہیگی،

پیری مریدی میں کیا ہوتا ہے ؟ یہی ناکہ ایک مرید پیر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر عہد کرتا ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، شریعت پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں، اور پھر ساتھ ہی وہ اللہ کا ذکر شروع کر دیتا ہے، پھر سمجھ میں بات نہیں آتی کہ اللہ اللہ کرنا، لا الہ الا اللہ پڑھنا، سبحان اللہ اور الحمد للہ کا ورد کرنا، گناہ کیسے ہو گیا ؟

ذکر اللہ کے سوا جو صورتیں بھی ہوں وہ البتہ غلط ہیں، اور ہم خود اس کی تردید کرتے رہتے ہیں، جو کسی اہل علم سے پوشیدہ نہیں ۔

حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کا جرم مودودی کی نظر میں ،

جیسا کہ کہا جاتا ہے سچ مچ مودودی صاحب مجدد اکبر بننے کی فکر میں معلوم ہوتے ہیں، جرأت تو دیکھئے کہ مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہؒ کو بھی معاف نہیں کیا، ان بزرگوں کو بھی ناقص الفہم ثابت کرنا ضروری ہی سمجھا، تحریر فرماتے ہیں :

”پہلی چیز جو مجھکو مجدد الف ثانی کے وقت سے شاہ صاحب، اوران کے خلفاء کے تجدیدی کام میں کھٹکی، وہ یہ ہے کہ انھوں نے تصوف کے بارے میں مسلمانوں کی بیماری کا پورا اندازہ

نہیں لگایا، اور ان کو پھر وہی غذا دیدی جس سے مکمل پرہیز
کرانے کی ضرورت تھی" (تجدید واحیائے دین ص۳)

سچ کہا جس نے کہا کہ صرف قلم گھسنے والا کیا جانے کہ قلب کا تزکیہ
کتنا ضروری ہے، جو نور باطن سے محروم ہو، اس کو کیا خبر کہ باطنی مشین کی
ہی درستی، تمام ظاہری کارخانے کو درست رکھ سکتی ہے، کیا رحمت عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کا وہ فرمان غلط ہے، جس میں آپ نے فرمایا کہ قلب (دل) کی صحت
سے سارا جسمانی نظام صلح رہتا ہے، اور دل کے فساد (بگاڑ) سے سارا نظام
درہم برہم ہو جاتا ہے۔

کیسے یقین دلایا جائے کہ صرف ظاہری رنگ و روپ کافی نہیں ہوتا، اگر
اس میں سیرت کی پختگی نہ ہو، نری چمک دمک کسی کام کی چیز نہیں، اگر اس میں جوہر
نہیں، جماعت اسلامی صرف کاغذ کا پھول بنانا چاہتی ہے اور آج کی دنیا کو
فریب میں ڈالنا، ہم جانتے ہیں دنیا نمائش و زیبائش ہی پر جان دیتی ہے، ہمیں
خوب علم ہے آج صورت کی قدر ہے، حقیقت کو کوئی نہیں دیکھتا، مگر مسلمان
صورت سے کچھ نہیں پا سکتا اس میں حقیقت کی ہی ضرورت ہے،

کسی چیز پر اعتراض کرنے سے پہلے اس کی حقیقت پر غور کرنا ضروری
ہوتا ہے، تصوف بیماری نہیں، اکسیر ہے، احسان کی صحیح کیفیت آدمی کو
ہر میدان میں کامیاب بناتی ہے، ناکامی کا منہ نہیں دکھاتی،

تزکیہ قلب سے لازمی پرہیز کا مشورہ

جماعت اسلامی کے بانی غالباً آگے چل کر مجدد کا دعویٰ کرنے والے تھے، اور تزکیہ قلب سے ان کو کوئی واسطہ نہ تھا، اس لئے انھوں نے ایسا پروپگنڈا ضروری سمجھا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں اس سے نفرت پھیل جائے، دوسرے یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ عوام پر زیادہ پیروں کا اثر ہے، ان کو توڑنے کی یہی شکل ممکن ہے کہ سرے سے اس نظام ہی پر حملہ کردیا جائے، چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں،

"اب جب کسی کو تجدید دین کے لئے کوئی کام کرنا ہو، اس کے لئے لازم ہے کہ متصوفین کی زبان واصطلاحات، رموز واشارات، لباس اطوار، پیری و مریدی اور ہر اس چیز سے جو اس طریقہ کی یاد تازہ کرنے والی ہو، مسلمانوں کو اس سے اس طرح پرہیز کرائے جس طرح ذیابطیس کے مریض کو شکر سے پرہیز کرایا جاتا ہے"، (تجدید واحیائے دین ص)

سچے صوفیاء کرام کی تضحیک آسان ہے، جدید تعلیمیافتوں کے دلوں میں ان کی نفرت پیدا کرنا سہل ہے، مگر جن لوگوں کی نظر اس حدیث پر ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ولکن اللہ ینظر الی قلوبکم (مسلم)، اللہ تعالیٰ تمہاری ظاہری صورتوں کو نہیں دیکھتا، اس کی نگاہ تمہارے قلب پر ہوتی ہے، وہ آپ کے اس مشورہ کو کیسے قبول کرلیں گے؟

کسی صحیح چیز میں غلطیوں کی آمیزش ہو گئی ہے، تو اسے صاف تو کیا جا سکتا

ہے، مگر اس آمیزش کی وجہ سے صحیح چیز کا ترک کردینا کسی طرح درست نہ ہوگا، کنوئیں کا پانی گندہ ہوجاتا ہے تو پانی نکلواکر پھینک دیتے ہیں کنواں بند نہیں کرواتے، اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ جسم پر نجاست لگ جائے، تو اس کو کاٹ ڈالو، ہاں اس کو دھوکر پاک کرلو، پھر اس کے کیا معنی کہ پیری مریدی سرے سے بند ہی کردی جائے،

پیری مریدی کا ثبوت | قرآن پاک میں متعدد جگہ ذکر ہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات نے آپ سے بیعت کیا، کہ ہم فلاں کام جو دین اور شریعت کے مطابق ہے، انجام دیں گے، اور فلاں کام جس کی دین میں گنجائش نہیں، اس سے پرہیز کریں گے، صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے،

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا۔

یقیناً اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ یہ لوگ درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے اور ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو وہ بھی معلوم تھا، اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اطمینان پیدا کردیا اور ان کو لگتے ہاتھ ایک فتح دیدی۔ (فتح - ۳)

عورتوں کی بیعت کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ

اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں، کہ وہ آپ سے ان باتوں پر

بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ

(ممتحنہ - ۲)

بیعت کریں گی کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی، اور نہ چوری کریں گی، نہ بدکاری کریں گی، نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی، اور نہ گڑھ کر بہتان لائیں گی اور نہ مشروع باتوں میں آپ کے خلاف کریں گی تو آپ ان کو بیعت کر لیا کیجئے، اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت طلب کیا کیجئے

ان دونوں آیتوں کو غور سے پڑھا جائے، کیا ان میں یہ ذکر نہیں ہے کہ مسلمان ہونے کے باوجود مرد اور عورت دونوں نے آپ کے سامنے عہد اور بیعت کیا، کہ ہم یہ نیک کام کریں گے، اور ان بُرے کاموں سے بچیں گے ؟ پھر یہ بھی دیکھئے کہ یہ جو کچھ ہوا، اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی مرضی سے ہوا یا اس کی مرضی کے خلاف، پس معلوم ہوا بیعت جس کا دوسرا نام پیری مریدی ہے، ناجائز نہیں ہے۔

آج بھی بیعت کا یہی طریقہ رائج ہے، کہ مسلمان اپنے ایک ممتاز با خدا، خدا ترس اور پابند شریعت فرد کے سامنے برائیوں سے بچنے اور نیکیوں کے کرنے کا عہد کرتا ہے۔

حدیث نبوی میں بھی متعدد واقعات ہیں جن سے بیعت (پیری مریدی) کی

تائید ہوتی ہے، اس سلسلہ میں ایک حدیث بھی سن لیجئے، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے ہوئے بیٹھے تھے، کہ آپ نے ارشاد فرمایا، تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کا کسی

فبایعونی علی ان لا تشرکوا باللہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصوا فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللہ ومن اصاب من ذلک شیئا فعوقب فی الدنیا فھو کفارۃ لہ ومن اصاب من ذالک شیئا ثم سترہ اللہ فھو الی اللہ ان شاء عفا عنہ وان شاء عاقبہ فبایعناہ علیٰ ذالک

(بخاری ص۷)

کو شریک نہ بناؤ گے، چوری نہ کرو گے، بدکاری نہ کرو گے، اپنے بچوں کو قتل نہ کرو گے، اگر گھڑ کر بہتان نہ باندھو گے، اور نیک امور میں نافرمانی نہ کرو گے، پس تم میں سے جو وفاداری دکھائیگا پس اسکا اجر اللہ پر ہے۔ اور جو ان میں کچھ کریگا اس کو دنیا میں سزا دی جائیگی اور وہ اس کے لئے کفارہ بن جائیگا، اور جو ان میں سے کچھ کرے اسطرح کہ اللہ اس پر پردہ ڈالدے پس وہ اللہ کے ذمہ ہے، وہ چاہے بخشے چاہے عذاب دے، صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نے ان باتوں پر آپ سے بیعت کی،

اس پوری حدیث کو سامنے رکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ کس قانون سے پیری مریدی ناجائز ہے، ہاں جاہل پیروں، دین کی صورت مسخ کرنے والوں اور شریعت کے خلاف ورزی کرنے والوں کو ضرور برا کہا جائے ان کے پھندے میں پڑنے سے مسلمانوں کو بچایا جائے، غلط عقائد میں مبتلا ہونے سے اجتناب کیا جائے لیکن سرے سے تزکیہ قلب ہی کو ناجائز کہدینا، شریعت کی پابندی کی غرض سے جو کامل پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو اس کا مذاق اڑانا کسی طرح مناسب نہیں ہے،

حضرت مجدد الف ثانی رح، شاہ ولی اللہ رح، شاہ عبدالعزیز رح، سید احمد بریلوی شہید رح، مولانا اسمٰعیل شہید رح، مولانا نانوتوی رح، مولانا رشید احمد گنگوہی رح اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رح، ان کاملین پیروں میں ہیں، جن کی ذات پر اس زمانہ سے ابتک کے مسلمانوں کو بجا طور پر فخر رہا اور بلاشبہ یہ نفوس قدسیہ قابل فخر ہیں، ان حضرات کی پیری مریدی پر طعنہ زن ہونا اپنی ناسمجھی ہے، اور اگر کھوٹ اور عداوت کے ساتھ یہ اختلاف ہے تو سن لیں،

صاف باطن سو نہ الجھے دے خدا جس کو شعور
کھینچ کر آئینہ پر خنجر تماشا دیکھ لو

تعریف کے بعد تنقیص کا انگریزی طریقہ | مولانا مودودی ایک طرف حضرت سید احمد بریلوی شہید کی تحریک کی ناکامی کی واحد وجہ تصوف اور پیری مریدی کو بتاتے ہیں، دوسری

طرف وہ خود اقرار کرتے ہیں کہ حضرت سید بریلوی رح کے مریدین کا حال یہ تھا کہ انھوں نے صحیح معنوں میں اسلامی روح کا مظاہرہ کیا، جو کیا کتاب وسنت کے دائرہ میں کیا، ان مریدین سپاہیوں کا حال یہ تھا کہ وہ

"دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر اور رات کو جانماز پر ہوتے تھے، خدا سے ڈرنے والے، آخرت کے حساب کو یاد رکھنے والے، اور ہر حال میں دوستی پر قائم رہنے والے، خواہ اس پر قائم رہنے میں فائدہ پہنچے یا نقصان، انھوں نے کہیں شکست کھائی تو بزدل ثابت نہ ہوئے اور کہیں فتح پائی تو جبار اور متکبر نہ پائے گئے"

آگے چل کر یہ بھی اقرار کیا ہے کہ

"انھوں نے جو حکومت قائم کی وہ ٹھیک وہی تھی جس کو خلافت علی منھاج النبوۃ کہا جاتا ہے، ان کی حکومت کا رنگ یہ تھا کہ "وہی فقیرانہ امارت، وہی مساوات، وہی شوریٰ، وہی عدل وانصاف، وہی حدود شرعیہ، وہی مال کو حق کے ساتھ لینا، اور حق کے مطابق صرف کرنا ..... غرض ہر پہلو میں انھوں نے حکمرانی کا نمونہ ایک مرتبہ پھر تازہ کر دیا، جو کبھی صدیق و فاروق نے کی تھی۔"

(تجدید واحیائے دین ص ۶۱)

یہ سب دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ مولانا مودودی تاریخی حقائق کو کسی طرح جھٹلا نہیں پائے، مگر چونکہ ان کی جماعت کی بنیاد علماء دشمنی پر ہے اس لئے سب تعریفیں سنا کر آخر میں کچھ ایسی باتیں[۱۵۷] لکھ گئے کہ دفعتاً ان لوگوں سے دنیا بدظن ہو جائے، اور ان ذرائع و وسائل سے متنفر کہ جو انسان کے اصلاح کی ایک بہترین راہ ہے۔

---

۱۵۷ ارباب جماعت اسلامی اپنے سوا کسی کی خدمت کو بلاعیب و نقص ماننے کے لئے ایک لمحہ تیار نہیں، مولانا ابوالحسن علی ندوی نے ایک کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" کے نام سے لکھی ہے جس میں عمر بن عبدالعزیزؒ، حسن بصریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دیگر بزرگوں کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے، اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے جماعت اسلامی کا ترجمان زندگی رقمطراز ہے "مصنف دین کے ان خادموں کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ گویا انھوں نے اپنے دور کی تمام اہم ضرورتوں کی تکمیل مثالی پیمانہ پر کی۔ ساتھ ہی یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ انھیں غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی (زندگی رامپور ربیع الاول ۱۳۷۶ھ)
اسی طرح یہ مودودی حضرات دل کو مرکز ماننے کے لئے تیار نہیں، مولانا صدرالدین اصلاحی لکھتے ہیں۔
"اس غلطی کا سرچشمہ ان حضرات (ارباب سلوک و تصوف) کا یہ غلط تصور ہے، خواہ شعوری طور پر، خواہ غیر شعوری طور پر کہ مذہب کا دل سے تعلق ہے" (اساس دین کی تعمیر ص۳۱ بحوالہ صدق ۳ اگست ۱۹۵۱ء)
دیکھا آپ نے جماعت اسلامی کہاں ہے؟ آنحضرت فرماتے ہیں دل ہی وہ مرکزی مقام ہے کہ جب وہ صالح ہوتا ہے تو نظام جسم صالح ہو جاتا ہے اور اگر اس میں فساد پیدا ہوا تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے (بخاری) مگر مودودی حضرات کہتے ہیں "یہ غلط تصور ہے" ہم مسلمانوں سے پوچھتے کیا قرآن میں یہ دعا نہیں آئی ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا، اس دعا میں قلب کے معنی دل ہی تو ہے ۱۲ منہ

رحمتِ عالم اور اکابرِ اُمّت کی شان

میں

اربابِ جماعت اسلامی کی گستاخیاں

جماعت اسلامی کا اسلوبِ بیان جتنا غیر ذمہ دارانہ ہے وہ کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں، اپنی انشا پردازی کو نباھنے اور روشن خیال نوجوانوں کو قلم کے تیر و نشتر سے رام کرنے کے لئے جماعت اسلامی نے کسی کا ادب ضروری نہیں سمجھا، پھر ممکن ہے اس گستاخانہ طرزِ انشا پردازی میں اس کے مسلک کو بھی دخل ہو،

اس عنوان کے تحت ہم ابھی آپ کے سامنے جماعت اسلامی کے چند نمونے پیش کریں گے، کہ انھوں نے شانِ رسالت، احترامِ صحابہ کرام اور دوسرے ائمہ اسلام کا کتنا لحاظ و پاس کیا ہے، آپ ان کو غور سے پڑھیں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں۔

مولانا مودودی صاحب کی تحریر کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اسکی

زد سے شان نبوت ورسالت بھی محفوظ نہیں رہی؟ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ آخر انھوں نے ایسی جرأت کیوں کی،

شانِ رسالت پر حملہ مولانا مودودی غالباً نبوت کو لیڈری سمجھتے ہیں اور نبی کو لیڈر کے نقطۂ نگاہ سے دیکھتے ہیں، حالانکہ دونوں میں آسمان اور زمین کا فرق ہے، لیڈر ہر شخص ہو سکتا ہے، لیکن نبی ہر شخص نہیں ہو سکتا نبوت ایک وہبی چیز ہے، اللہ تعالیٰ خود کسی بندہ کو اس کام کے لئے چن لیتا ہے، آدمی کے کسب کو اس میں دخل نہیں، چنانچہ آپ جانتے ہیں کہ نبی معصوم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی نگرانی ہوتی ہے، اور نبی کے سارے کام اللہ تعالیٰ انجام دلاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کوئی ایسا کام نہیں کرتا، جو فرمان خداوندی کے خلاف ہو، جو کرتا ہے، اس کا اشارہ پاکر کرتا ہے، ارشاد ربانی ہے،

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم - ۱)	اور نہ آپ اپنی نفسانی خواہش سے باتیں بناتے ہیں (بلکہ) آپ کا ارشاد نری وحی ہے جو آپ پر بھیجی جاتی ہے۔

بخلاف اس کے لیڈر ان تمام تحفظات سے محروم ہوتا ہے، اس کی حیثیت ایک عام انسان کی سی ہوتی ہے، اور وہ اپنی کامیابی کے لئے جائز ناجائز ساری کارروائیاں کرتا ہے دونوں کا یہ فرق اتنا اجاگر ہے کہ مزید

تفصیل کی ضرورت نہیں، اس چیز کو ذہن نشین کرنے کے بعد مولانا مودودی کی یہ تحریر پڑھئے، لکھتے ہیں

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں جو زبردست کامیابی حاصل ہوئی اور جس کے اثرات تھوڑی ہی مدت گذرنے کے بعد، دریائے سندھ سے لیکر اٹلانٹک کے ساحل تک دنیا کے ایک بڑے حصہ نے محسوس کر لئے، اس کی وجہ یہی تو تھی کہ آپ کو عرب میں بہترین انسانی مواد مل گیا تھا جس کے اندر کیرکٹر کی زبردست طاقت موجود تھی، اگر خدانخواستہ آپ کو بودے، کم ہمت، ضعیف الارادہ اور ناقابل اعتماد لوگوں کی بھیڑ مل جاتی، تو کیا پھر بھی وہ نتائج نکل سکتے تھے"

(جماعت اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص۱۸)

اس عبارت کو بار بار پڑھئے اور غور کیجئے کہ کیا اس سے یہی بات عیاں نہیں ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی و قبول کا دارومدار صرف اچھے ذی عقل اور مدبر کی حمایت پر رہے، خدانخواستہ اگر ایسے لوگ نہ ملتے تو نعوذ باللہ آنحضرت کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا، اور پھر یہ کہ خدائی تدبیر و حمایت کو اس کامیابی میں کوئی دخل نہیں ہے، گویا آپ کی حیثیت مودودی صاحب کی نظر میں محض ایک لیڈر کی تھی، اور بس۔

کیا مسلمانوں کا یہی خیال ہے کہ آنحضرت کے اثرات پھیلنے میں صرف اچھے مواد کا مل جانا ہی ہے، اور رب العزت کی خصوصی حمایت، اس کی قدرت نصرت مشیت و حکمت کو دخل نہیں؟ اگر یہ خیال نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے، بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ ہوا، اللہ تعالیٰ کی حمایت سے ہوا، بلاشبہ آپ کو اچھے لوگ ملے اور انھوں نے بھی دین کو تقویت پہنچائی، مگر یہ چیز دوسرے درجہ میں ہے، یہ سبب خاص نہیں ہے، اگر صرف مواد کی بات تھی تو سوچئے مخالفین کے پاس کیا یہ مواد نہ تھے،؟ کیا وہ محض نکمے، ضعیف الارادہ، اور انسانی تدبیر میں بودے تھے؟ کیا یہ ایک تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ ان میں بہتیرے اسلام میں داخل ہونے سے پہلے آنحضرت کے جانی دشمن تھے، اور انھوں نے آپ کو برباد کرنے کی کوئی انسانی تدبیر اٹھا نہ رکھی تھی؛ پھر کیا آپ برباد ہوگئے، اسلام مٹ گیا، یا پھر وہی اسلام کے قدموں پر گرے؟ سوچئے اس انقلاب میں صرف انسانی ہی تدبیر کو دخل تھا، یا دراصل رب العالمین نے یہ ساری کارروائی دکھائی؟ ـــــــــــــــ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ فرشتوں کے ذریعہ آپ کی امداد کی گئی، تنگ دلی کے موقع پر آپ کو سہارا دیا گیا، اور قدم قدم پر قدرت نے راہ نمائی کی، قرآن کی آیتیں بتاتی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابی کی وجہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ورافت ہے،

باقی انسانی تدبیریں، ان سے مدد لینا ہر انسان کا فریضہ ہے، اور بلا شبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ساری تدبیریں کیں، اور یقیناً ان تدبیروں سے بھی مدد پہنچی، مگر ان کا درجہ بعد کا ہے، اور ضمنی ہے، مولانا مودودی کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے اس میں یہ لفظ کتنا حصر پیدا کرتا ہے کہ "اس کی وجہ یہی تو تھی"

اگر یہ صحیح ہے کہ زبان قلم پر وہی آتا ہے جو دل میں ہوتا ہے، تو اس کہنے میں ہمیں ذرا بھی باک نہیں کہ مولانا مودودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی سے زیادہ لیڈر سمجھ رکھا ہے، جو بالکل غلط ہے، اس لئے مولانا کو اپنی اس عبارت پر نظر ثانی کرنی چاہیے، اور اپنے اس عقیدہ میں مکمل انقلاب لانا چاہیے،

اخیر میں پھر ایک مرتبہ یہ بات صاف طور سے عرض کرتے ہیں کہ پیغمبر اور لیڈر میں آسمان و زمین کا فرق ہوتا ہے، پیغمبر کو لیڈر سمجھنا پیغمبر کی توہین اور اپنی خام عقلی ہے۔

جماعت اسلامی کی نگاہ میں عادات رسول اللہ کی پیروی بدعت اور تحریف دین ہے

جماعت اسلامی کے متعلق ایمانداری سے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ ایک عمدہ ستھری میان ہے، جس کے اندر زنگ آلود تلوار ہے، کاش اس ظاہر داری کے ساتھ ان کے دلوں میں محبت وعشق رسول کی چنگاری بھی ہوتی

جوان کے دلوں میں سوز و گداز کی کیفیت پیدا کرتی رہتی، آخر مولانا مودودی کی اس عبارت کو پڑھ کر ہم کیا سمجھیں تحریر فرماتے ہیں

"آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی داڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی داڑھی رکھنا سنت رسول، یا اسوۂ رسول ہے، یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جسکے جاری اور قائم کرنے کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کئے جاتے رہے، مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے، بلکہ یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کو سنت قرار دینا، اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریف دین ہے۔" (ترجمان القرآن مئی وجون ۱۹۴۵ء)

اسے بار بار پڑھئے اور سوچئے جماعت اسلامی کا بانی مسلمانوں کو کیا مشورہ دیتا ہے، کیا اس عبارت سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ عادات رسول کی پیروی کو یہ جائز نہیں سمجھتے، بلکہ اس کی پیروی کو بدعت اور تحریف دین جانتے ہیں، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک ادا پر جان دیتے تھے، اگر عادات کی پیروی چھوڑ دی جائے، اور اس کو بدعت اور تحریف دین کا درجہ دیا جائے تو سوچئے

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی یہ کتنی بڑی توہین ہے، ایسا عاشق ہی کیا، جو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو تحریف دین قرار دے، کیا نبی کا صرف قول ہی قابل قبول ہوتا ہے عمل قابل قبول نہیں ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں اور فرماتے ہیں، مجھے اچھی طرح معلوم ہے، کہ تجھ میں نفع و ضرر کی طاقت نہیں، مگر میں نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے، اس لئے بوسہ دے رہا ہوں۔

جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لی، تو امت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اس کی کرید کرے کہ یہ عادت ہے اور یہ عبادت ہے، کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عادتاً بھی وہی پسند کرتے تھے، جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوتا تھا، پھر عادات رسول کو سنت نہیں کہتے؟ کس نے کہا، کہ یہ سنت[ملے] نہیں ہے، ہاں درجہ میں فرق ہے، مگر اس فرق کا تو یہ مطلب ہرگز ہو ہی نہیں سکتا کہ "اس کا اتباع ایک سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریف دین ہے، جیسا کہ مولانا مودودی زور دے کر کہتے ہیں،

پھر یہ کہ ڈاڑھی صرف آپکی عادت ہی نہیں تھی، بلکہ صیغہ امر کے ساتھ آپ نے امت کو ڈاڑھی رکھنے کا حکم بھی دیا ہے، حدیث کے الفاظ ہیں۔

ملے سنت میں آنحضرت صلعم کا قول و فعل اور سکوت سب داخل ہے اس سلسلہ میں مفتاح فقہ الاسلام کی تعریف ملاحظہ فرمایئے، "السنۃ فی عرف المحدثین وجمهور اهل الشرع کل ما صدر عن الرسول صلعم من قول او فعل او تقریر، سواء صدر عنہ باعتبارہ رسولاً ام باعتبارہ انساناً من البشر" ۱۲

واعفوا اللحی واقطعوا الشوارب — ڈاڑھی بڑھاؤ، مونچھ کترواؤ اور مشرکین
وخالفوا المشرکین — کی شعار میں مخالفت کرو۔

پھر بااین ہمہ ڈاڑھی رکھنے اور اس پر اصرار کرنے کو تحریف دین اور بدعت قرار دینا حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے، اسی طرح کی چیزوں کو پڑھ کر ہم یہ ماننے پر مجبور ہوتے ہیں کہ کاش مولانا مودودی صاحب نے حدیث کا کافی مطالعہ کیا ہوتا، تو ایسی غلطیاں وہ نہ کرتے، ہمارے وہ اردو اور انگریزی دان حضرات یا بعض وہ علماء بھی جن کا مطالعہ علمی لحاظ سے وسیع نہیں ہوتا ہے، مولانا مودودی سے مرعوب ہو جائیں، مگر اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو مطالعہ کا ذوق سلیم عطا فرمایا ہے، ان میں کوئی بھی مودودی صاحب کو دینیات کا ماہر نہیں سمجھ سکتا، چند کتابوں کا پڑھ لینا آسان ہے، مگر بصیرت پیدا کرنا اور بات ہے،

صحابہ کرام کو بدنام کرنیکی کوشش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ سب کے سب عادل ہیں اور ان کی تنقیص کرنے والا زندیق ہے جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی ان کے متعلق لکھتے ہیں ۔

"ان سب سے بڑھ کر عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات صحابہ رضوان اللہ علیہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا، عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کر جاتے تھے ،

ابن عمر..... فرمانے لگے، ابوہریرہ جھوٹے ہیں، حضرت عائشہ
نے ایک موقع پر انس اور ابوسعید رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا۔
کہ وہ حدیث رسول اللہ کو کیا جانیں، وہ اس زمانہ میں بچے تھے
...... حضرت علیؓ نے ایک موقع پر مغیرہ بن شعبہ کو جھوٹا
قرار دیا، عبادہ بن صامت نے ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے
مسعود بن اوس انصاری پر جھوٹ کا الزام لگا دیا، حالانکہ وہ
بدری صحابہ سے ہیں (تفہیمات طبع چہارم ص ۲۹۴/۱۷)

اللہ اللہ صحابہ کرام کے متعلق یہ طرز بیان، اس سے زیادہ صحابہ کرام
کی تنقیص کیا ہوسکتی ہے، ایک تو کوئی اپنے بزرگوں کے عیوب کو گنتا
نہیں پھرتا، کبھی کوئی کہتا ہے کہ ہمارے گھر اماں جان اور ابا جان میں جھگڑا ہوا
اور ابا نے اماں جان کو یہ بات کہی۔ یا اماں نے ابا کو یہ جواب دیا؟ کبھی کسی نے
کہا کہ ہمارے والد محترم نے دادا ابا سے اس طرح بات کی؟ یا بھائی بہنوں
میں اس طرح لڑائی ہوئی، پھر یہ بات اس وقت اور جگر خراش ہو جاتی ہے
جب یہ الزام ہی الزام ہو، جب کوئی شریف "بسا اوقات" دوسروں پر
چوٹیں کرنا پسند نہیں کرتا، تو سوچئے صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے تعلیم یافتوں کا یہ حال کیسے ہوگا، کہ بقول مودودی صاحب "بسا اوقات"
وہ ایک دوسرے پر چوٹیں کرجاتے تھے،

مولانا مودودی صاحب کو چونکہ محاورات عرب پر قدرت نہیں ہے اس لئے انھوں نے کذب کا معنی ہر جگہ جھوٹ کر دیا ہے، حالانکہ کذب کا معنی محاورہ میں غلطی اور خلاف واقعہ کہنے کے بھی آتا ہے، پھر جو روایتیں انھوں نے نقل کی ہیں وہ بغیر تحقیق، کمزور جعلی روایت کو نقل کرکے صحابہ کرام کو بدنام کرنا چاہا ہے، مسلمان کی غیرت کے خلاف ہے کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں اس طرح کی باتیں نقل کرے، قرآن پاک نے اعلان کیا ہے :

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرَّاشِدُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (حجرات — ۱)

لیکن اللہ تعالیٰ نے تمکو ایمان کی محبت دی، اور اس کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا، اور کفر اور فسق (گناہ کبیرہ) اور عصیان سے (گناہ صغیرہ) تمکو نفرت دیدی، وہ لوگ اللہ کے فضل وکرم سے راہ راست پر ہیں، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

قرآن جنکی شان میں یہ کلمات کہے، ان کے عیوب کو گننا، ان کی وقعت کو کم کرنے کی سعی کرنا، اور ان کی طرف غلط باتیں بلا تحقیق منسوب کرنا خود سوچئے کتنا بُرا ہے، پھر اس وقت اور بھی جبکہ صحابہ کرام کے خلاف شیعی خارجی جیسی دریدہ دہن جماعتیں رات دن مکروہ پروپگنڈا کرتی رہتی ہیں۔

صحابہ کرام پر غلط تنقید | جماعت اسلامی اور اس کے بانی کا قلم بہت آزاد ہے، تعبیر کا اچھا ڈھنگ نہیں ہے، اسلام کے مخلصانہ اخلاق کے تصور سے جہاں بحث کی ہے، وہاں مولانا مودودی کا یہ جملہ پڑھ کر کتنی اذیت ہوتی ہے:

"مگر پھر بھی اسلام کی ابتدائی لڑائیوں میں صحابۂ کرام جہاد فی سبیل اللہ کی اصل اسپرٹ کے سمجھنے میں بار بار غلطیاں کرتے تھے"۔ (ترجمان القرآن جلد ۱۲ عدد ۴)

فرمائیے یہ طرز بیان مسلمانوں کو زیب دیتا ہے۔ صحابہ کرام کی اس طرح کی غلطیوں کی نشان دہی کرنا در اصل پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر طعن کرنا ہے، اور آپ کی ذات اقدس پر حرف لانا ہے، خالص مسلمانی ذوق اس طرز تحریر سے ابا کرتا ہے، اور اس طرح کے جملے اس کے دل و دماغ پر بار گذرتے ہیں، کاش جماعت اسلامی سوچتی کہ اس انشا پردازی کا عوام پر کیا اثر پڑے گا۔

حضرت خالد کی شان میں مولانا مودودی کا بے باک قلم | اسی طرح اسلام کی عاقلانہ ذہنیت پر بحث کرتے ہوئے کہ اس کو غیر اسلامی جذبہ کی شوکت گوارا نہیں ہے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ لکھنا کہ

"حضرت خالد رضؓ جیسے صاحب فہم انسان کو بھی اس کے حدود کی تکمیل مشکل ہو گئی"۔ (ترجمان القرآن ۱۲/۴)

کسی طرح مناسب نہیں کہا جا سکتا، اسلامی اور غیر اسلامی جذبہ کے حدود کی تمیز صحابہ کرام اور وہ بھی خالد رضی اللہ جیسے جلیل القدر صحابی سے نہ ہوسکی، یہ کہنا عوام کو صحابہ کرام سے بدظن کرنا ہے، یہ تو سوچنا چاہئے تھا کہ وہ ہم سے بہرحال بہت اونچے تھے، ان کی غلطی کیا اجاگر کرنے لگے بیسویں صدی میں بیٹھ کر جماعت اسلامی کے بانی اسلامی جذبہ کو غیر اسلامی جذبہ سے ممتاز کر کے پیش کر سکتے ہیں، لیکن حضرت خالد سیف اللہ کو اس کی تمیز مشکل ہوگئی، کتنا بڑا ظلم ہے غالباً یہ تعبیر صحابہ کی اجتہادی غلطی کی ہے، لیکن نہایت غلط اور جگر خراش تعبیر ہے۔

صدیق اکبرؓ کی شان میں نارواطرز تحریر | مولانا مودودی ایک جگہ اس چیز پر بحث کرتے ہیں کہ "اسلام انسان کو حکم دیتا ہے کہ وہ کبھی نفس کے رجحانات سے مغلوب نہ ہو، اور جو کچھ کہے نفسانیت اور جذبات سے عاری ہو کر محض خدا کے لئے کہے، اس بحث کے اخیر میں لکھتے ہیں۔

"اسلام کا یہ نازک ترین مطالبہ ہے، اور یہ اتنا نازک ہے کہ ایک مرتبہ صدیق اکبر جیسا بے نفس، متورع اور سراپا للّٰہیت انسان بھی اس کو پورا کرنے سے چوک گیا"

(ترجمان القرآن ۱۲/۱۴)

پتہ نہیں اس کی نشان دہی کر کے مولانا مودودی کیا چاہتے ہیں

صحابہ کرام کو عوام کی نگاہ میں بے وقعت کرنا چاہتے ہیں، تو اطمینان رکھیں، ایسی بات نہیں ہوسکتی، صحابہ کرام کو کوئی معصوم نہیں سمجھتا، مگر ہاں اتنا ضرور جانتا ہے کہ یہ رسول خدا کے برگزیدہ صحابہ تھے، اور اسلام کے جان نثار سپاہی، انھوں نے جو کیا ہوگا، اسلام ہی کے جذبہ سے مغلوب ہوکر کیا ہوگا، خواہ اجتہادی غلطی ہوگئی ہو، جس میں انسان پر الزام نہیں، بلکہ وہ پھر بھی مستحق ثواب ہی ہوتا ہے، حدیث نبوی میں اس کی صراحت ہے،

کون نہیں جانتا کہ انبیاء و رسل کے بعد انسانوں میں سب سے بڑا درجہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی ہے، کوئی ان کے خلاف چند جملے لکھدے گا تو اس سے ان کی جلالت میں کمی نہیں ہوسکتی،

اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کا نام لیکر بتانا کہ انھوں نے یہ غلطیاں کیں، ان سے یہ بھول ہوئی، انھوں نے اس مسئلہ میں ٹھوکر کھائی ایک مسلمان ان کو جمع کرکے کونسا توشۂ آخرت بنالے گا، سمجھ میں بات نہیں آتی، یہ تو شیعیت ہے، اور یہ کام شیعی مصنفوں کا ہی ہے، اہل سنت والجماعت کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

خاندان ولی اللہی پر کڑی نکتہ چینی مولانا مودودی صاحب نے خاندان ولی اللہی پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور بڑی حد تک غلط، غالباً

انھوں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ یہ خاندان ہندوستان میں بہت مقبول اور مشہور ہے، ہندوستان کے تقریباً سارے علماء کو ان سے عقیدت ومحبت ہے، اور ہر ایک کا سلسلہ حدیث میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے جاکر ملتا ہے، اور علماء دیوبند تو اسی مسلک پر ہیں، جو خاندان ولی اللہی کا تھا،

جنھوں نے جماعت اسلامی کی کتابیں پڑھی ہیں، ان کو احساس ہوگا، مودودی صاحب کا رخ یہ ہے کہ ہندوستان میں علماء حق اور مدارس اسلامیہ کے اثرات کو سرے سے اکھاڑ پھیکا جائے، ان دونوں سلسلوں کو جماعت اسلامی اپنے مقصد کے لئے زہر ہلاہل سمجھتی ہے، ان کی مخالفت کے جراثیم مودودی لٹریچر میں اس کثرت سے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس جماعت کا وجود ہی اس لئے عمل میں آیا ہے کہ کسی طرح ہندو پاک کے علماء اور مدارس کا وجود حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے، تو اپنا خیال ہے ذرّہ برابر مبالغہ نہ ہوگا، اور کون نہیں جانتا کہ ان تمام مدارس میں وہی نصاب پڑھایا جاتا ہے اور ان سے وہی علماء پیدا ہوتے ہیں، جنکا مسلک خاندان ولی اللہی کی طرح نکھرا ہوا ہوتا ہے، اور افراط، تفریط سے پاک، مولانا مودودی کے ذہن رسا نے ان کو سمجھایا کہ اس کی جڑ ہی پر ایسا کلہاڑا مارو کہ نہ رہے بانس، نہ باجے بانسری، جس کی تھوڑی سی تفصیل دوسرے

دوسرے باب میں پیش کریں گے،

بہرحال مولانا مودودی صاحب نے خاندان ولی اللٰہی پر جو نکتہ چینی کی ہے اس کا ایک پہلو ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں۔

"حیرت تو یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ کے زمانہ میں انگریز بنگال پہ چھا گئے اور الہ آباد تک ان کا اقتدار پہنچ چکا تھا، مگر انھوں نے اس نئی ابھرنے والی طاقت کا کوئی نوٹس نہ لیا"

(تجدید و احیائے دین ص۳۳)

اس تحریر کو پڑھ کر آپ کیا رائے قائم کریں گے، یہی نہ کہ یا تو مودودی صاحب نے تاریخ نہیں پڑھی ہے، اور اس سلسلہ میں ان کا مطالعہ برائے نام ہے، یا پھر جان بوجھکر شاہ صاحب کو بدنام کرنا چاہا ہے، اس سلسلہ میں شاہ صاحب کی خدمات کا انکار کرنا، حیرت انگیز ہے، شاہ صاحب نے جو کوششیں کی ہیں، اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ انگریزوں کی مخالفت کا جذبہ ان کے نام لیواؤں میں اب تک اس شدومد سے موجود ہے، جس کی کوئی مثال نہیں، اور بالآخر انگریزوں کو یہاں سے نکالنے کا سہرا انہی علماء کے سر ہے، جو کسی نہ کسی طرح ان کی روحانی اولاد ہیں، مزید معلومات کے لئے "شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات" کا مطالعہ کیا جائے، اور دوسری کتابیں جو اس سلسلہ میں لکھی گئی ہیں۔

مولانا مودودی کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے پہلے حضرت شاہ صاحب کی تعریف بھی خوب کی ہے، مگر بحث کرتے کرتے وہ نشتر لگا دیا ہے کہ ساری دنیا ان سے بدظن ہو جائے، یہ انگریزوں والا طریقہ ہے جو حد درجہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے،

اسی طرح مولانا مودودی حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی حملہ کرنے سے نہیں چوکے ہیں، اس سلسلہ میں ان کی یہ تحریر پڑھی جائے، لکھتے ہیں

"شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ میں دہلی کا بادشاہ انگریزوں کا پنشن خوار ہو چکا تھا ..... مگر ان کے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا نہ ہوا، کہ آخر کیا چیز اس قوم کو اس طرح بڑھا رہی ہے، اور اس نئی طاقت کے پیچھے اسباب طاقت کیا ہیں"

(تجدید و احیائے دین ص۸۶)

آج بیٹھ کر مولانا مودودی کو جو جی میں آئے، لکھیں، ورنہ ایک تاریخی شعور رکھنے والا جانتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے کیا کچھ نہ کیا، مولانا نے یہ کس طرح سمجھا کہ شاہ صاحب کے دل میں اسباب کی تلاش کا خیال بھی پیدا نہ ہوا، سب کچھ ہوا، اور جو کر سکتے تھے سب کچھ کیا، ہاں یہ البتہ نہیں کیا کہ فرما جاتے میرے بعد ابوالاعلیٰ نام کے ایک اڈیٹر پیدا ہوں گے، تم ان کی

جماعت میں شریک ہو جانا،

سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کون تھے؟ کیا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد اور آپ کے شاگرد نہ تھے، پھر کون پڑھا لکھا ہے جو نہیں جانتا کہ ان دونوں بزرگوں نے ہندوستان میں وہ تحریک اٹھائی، اور دین وملت کی وہ خدمت کی، جو قیامت تک بھولائی نہ جائیگی، علاوہ ازیں خود ہندوستان کے دارالحرب ہونیکا فتویٰ دیا، مسلمانوں میں سیاسی شعور پیدا کرنے کی جدوجہد کی، اس سلسلہ میں ایک انگریز مصنف کی مشہور کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان" پڑھی جائے۔

سید احمد بریلوی شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ پر اعتراض | آگے بڑھ کر مولانا مودودی نے ان دونوں بزرگوں پر بھی اعتراض کیا ہے کہ انھوں نے سب کچھ کیا۔

"مگر اتنا نہ کیا کہ اہل نظر علماء کا ایک وفد یورپ بھیجتے"۔

(تجدید واحیائے دین ص۲)

آدمی کو ماحول پر پوری نظر رکھ کر بات کرنی چاہیے، خوامخواہ کسی پر اعتراض کر دینا کمال نہیں ہے، ان کو کس طرح معلوم ہے کہ ان حضرات نے گرد وپیش کا جائزہ نہیں لیا، اس وقت علماء کا وفد یورپ جاکر کیا کرتا، کیا کسی مورچہ پر یہ حضرات ناکام ہوئے؟ خدا بھلا کرے ان غدار مسلمانوں کا

جنھوں نے بے وفائی کی، اور دھوکہ دیا، ورنہ ہر دور اندیش جانتا ہے کہ جس رفتار سے وہ کامیابی حاصل کر رہے تھے اپنے مقصد میں پورے کامیاب ہو جاتے، اور پھر ایک دفعہ ہندوستان میں اپنی حکومت کی بہاریں دیکھنے میں آتیں، یہ وہ حقائق ہیں جن کا اعتراف خود مودودی صاحب نے بھی کیا ہے،

یہ ایک اصولی بات ہے کہ جب کوئی ایک نئی جد و جہد کے ساتھ میدان میں آتا ہے، تو اپنے زمانہ اور ماحول کے مطابق پورے طور پر مسلح ہو کر آتا ہے، کوئی اپنی انسانی تدبیر اٹھا نہیں رکھتا، یہ الگ بات ہے دوست کی نظر میں خوبیاں ہی خوبیاں دکھائی پڑتی ہیں اور دشمن کی نظر صرف عیوب پر ہوتی ہے، اور ساری خوبیاں اس کی نگاہ میں عیب ہی عیب نظر آتی ہیں، اس سلسلہ میں ان دونوں بزرگوں کی زندگی اور ان کی خدمات کا مطالعہ کیا جائے

اپنا خیال ہے کہ جس طرح ہائی اسکول کا ایک لڑکا مولانا مودودی کی جماعت اسلامی پر نکتہ چینی کا حق نہیں رکھتا کیونکہ اس کو تجربوں کی منزلوں سے گذرنے کی نوبت نہیں آئی ہے، ٹھیک اسی طرح مولانا مودودی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ اور سید احمد بریلویؒ پر نکتہ چینی کریں، ان حضرات کے سمجھنے کیلئے

کافی مطالعہ، تزکیہ قلب، وسعت نظر، اور دینی سوجھ بوجھ کی بڑے پیمانہ پر ضرورت ہے، جو مولانا کو حاصل نہیں ہے، مولانا مودودی کا یہ طریقہ نہایت ناپاک اور غلط ہے کہ پہلے خوب تعریف کرو، اور پھر اخیر میں ایسی بات کہہ جاؤ کہ لوگوں کی نگاہ میں اس کی ساری خوبیاں ملیا میٹ ہو جائیں

امام غزالی مودودی کی نظر میں مولانا مودودی نے امام غزالی کو بھی معاف نہیں کیا ہے، ان میں تین نقائص شمار کئے ہیں، پہلی بات یہ کہی ہے کہ وہ علم حدیث میں کمزور تھے، دوسری بات یہ کہ عقلیات کا ان پر غلبہ تھا، اور تیسری بات یہ کہ تصوف کی طرف مائل تھے،[1] جن لوگوں نے انکی احیاء العلوم، اور کیمیائے سعادت پڑھی ہے ان کو اگر مولانا کی اس جرأت پر تعجب ہو، تو یہ کوئی حیرت کی بات نہ ہوگی۔

---

[1] دیکھئے تجدید واحیائے دین ص ۴۵

علمائے قائم بالحق اور جماعت اسلامی

جماعت اسلامی نے سب سے زیادہ علمائے قائم بالحق کی دھجیاں اڑانے کی کوشش کی ہے، کوئی ایسا پہلو نہیں چھوڑا ہے، جس پر جائزنا جائز سخت نکتہ چینی نہ کی ہے، بلکہ کہنا چاہیئے جماعت اسلامی نے علی الاعلان ان کا مذاق اڑایا ہے، ان کے دستار وجبہ کی تضحیک کی ہے، ان کی تسبیح اور سجدہ کے نشان پر پھبتی کسی ہے، ان کے لمبے کرتے اور ٹخنے سے اونچے پائجامے کے ساتھ تمسخر کیا ہے، اور حد یہ ہے کہ ان کی نماز، روزہ کے ساتھ ٹھٹھا مخول کیا ہے،

جماعت اسلامی کا جس نے غائر نظر سے مطالعہ کیا ہے، اس نے شدت کے ساتھ محسوس کیا ہوگا کہ جماعت اسلامی علمائے دین کے جان ومال عزت وآبرو، شرف وکرامت اور ان کے ایک ایک چیز کی جانی دشمن ہے، اس سلسلہ میں جماعت کے بانی کا غلو ضرورت سے زیادہ بڑھا ہوا ہے۔

یہ جو کچھ ہے مولانا مودودی کے اجتہاد کا نتیجہ ہے، یا ان کے پس پردہ

کوئی طاقتور حکومت کا ہاتھ ہے، یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ اس جماعت کا سب سے بڑا مقصد علمائے قائم بالحق کو رسوا کرنا اور ان کو مسلمانوں میں ایسا بنا دینا ہے کہ ان سے اعتماد جاتا رہے

تسبیح، ڈاڑھی، سجدہ کا گٹہ، نماز، اور عبادت کے ساتھ جماعت اسلامی کا تمسخر

اللہ تعالیٰ معاف کریں مولانا مودودی کو، انھوں نے تسبیح اور ڈاڑھی پر جس طرح پھبتی کسی ہے، نمازی کی پیشانی کے گٹہ اور نماز کا جس طرح مذاق اڑایا ہے، اور مسلمانوں اور علماء کی عبادت و ریاضت کے ساتھ جس دلخراش انداز میں تمسخر کیا ہے، وہ بس وہی کر سکتے تھے، کوئی بدترین دشمن اسلام بھی اس انداز میں ان شعار اسلام کے ساتھ گستاخی کی جرأت نہیں کر سکتا تھا، ہاں اس قدر ہوشیاری ضرور کی ہے کہ مذاق، پھبتی اور تضحیک پر دین کا غلاف ڈالنے کی کوشش کی ہے، علماء کا مذاق اڑاتے ہوئے ارشاد ہے،

> "ایک اور نوکر کی مثال لیجئے، آقا نے اپنے نوکروں کے لئے جو وردی مقرر کی ہے، یہ ٹھیک ناپ تول کے ساتھ اس وردی کو پہنتا ہے، بڑے ادب اور تعظیم کے ساتھ آقا کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے، ہر حکم کو سنکر اس طرح جھک کر بسر و چشم کہتا ہے کہ گویا اس سے بڑھ کر اطاعت گذار کوئی خادم نہیں،

سلامی کے وقت سب سے آگے جا کر کھڑا ہوتا ہے، اور
آقا کا نام جپنے میں تمام نوکروں سے بازی لیجاتا ہے، مگر دوسری
طرف یہ شخص آقا کے دشمنوں اور باغیوں کی خدمت بجا لاتا ہے
ایسے نوکر کے متعلق آپ کیا کہیں گے، یہی نا کہ وہ منافق ہے
باغی ہے، نمک حرام ہے، مگر خدا کے جو نوکر ایسے ہیں ان کو
آپ کیا کہتے ہیں، کسی کو پیر صاحب، کسی کو مولانا، اور کسی کو
دیندار، متقی، اور عبادت گذار، یہ صرف اس لئے کہ آپ انکے
منہ پر پورے ناپ کی ڈاڑھیاں دیکھ کر، ان کے ٹخنوں سے
دو دو انچ اونچے پائجامہ دیکھ کر، اور ان کی پیشانیوں پر نماز
کے گٹّے دیکھ کر، ان کی لمبی لمبی نمازیں، اور موٹی موٹی تسبیحیں
دیکھ کر سمجھتے ہیں، کہ بڑے دیندار، عبادت گذار ہیں، یہ غلط
فہمی بھی اسی وجہ سے ہے کہ آپ نے عبادت دینداری کا مطلب
ہی غلط سمجھا ہے"

(خطبات حصہ سوم صہ ۹ تقطیع خورد)

اللہ اکبر جماعت اسلامی کا بانی، مجدد اکبر کا مدعی، اور اس کی زبان
قلم سے نماز اور تسبیح کی یہ درگت، ڈاڑھی اور عبادت پر ایسی غلاظت،
سجدوں کے نشان کی یہ دل گداز بے حرمتی، اور سنت رسول کی پیروی پر

پہ پھبتی کے

ایک معمولی مسلمان سے بھی اس کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے، چہ جائیکہ جماعت اسلامی کے دیندارانہ قلم سے کم ہے اگر آسمان اس پہ نوحہ کرے، اور تھوڑا ہے، اگر زمین اس غم میں شق ہو جائے، اس سے بڑھ کر کسی اسلامی شعار کی تذلیل و توہین کیا ہو سکتی ہے،

اہل علم اور عوام دونوں سے ہماری اپیل ہے کہ وہ سنجیدگی سے غور کریں کہ رب العالمین جو ہم سب کا آقائے حقیقی ہے، اگر وہ حکم دے فلاں وردی پہنو اور ایک عالم مسلمان بے چون وچرا اس وردی کو زیب تن کرلے، تو کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کو ملامت کی جائے؟ ایک عالم رب العزت کے سامنے ہاتھ باندھ کر بصد تعظیم و تکریم نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو وہ قابل ملامت ہے؟ آقائے دو جہاں کا اشارہ پاکر اس کا ایک وفادار بندہ گردن جھکا لیتا ہے، اور مالک حقیقی کے آگے اپنی پیشانی زمین پر ٹیک دیتا ہے، تو کیا وہ اس درجہ میں ہے کہ جماعت اسلامی کا قائد و بانی اس مرد مسلمان کا مذاق اڑائے؟ الہ العالمین کے رو برو کھڑا ہونا، اور بار بار اس کا نام رٹنا، کوئی ایسا جرم ہے کہ خداوندان جماعت اسلامی اس کو قابل گردن زدنی قرار دیں؟

عقل سے دشمنی مول لی ہے، اور تیر مارنے کی کوشش کی ہے، جس مثال سے علماء کرام اور پیشوایان دین کا مذاق اڑایا ہے خود آپ سوچیے کہ اللہ تعالیٰ کا

جو وفادار بندہ، جس کو نوکر سے تعبیر کیا گیا ہے، ایسا فرمانبردار، اس قدر اطاعت گزار، اس طرح کا وفا شعار ہو اور پھر رات دن آقا کا نام لینے والا تعظیم و تکریم بجا لانے والا ہو، آخر اس میں یہ عیب کبھی پیدا ہو سکتا ہے؟ کہ رب العالمین کے دشمنوں سے مل سکے، باغیوں کی خدمت بجا لائے، اس طرح کے عملی نوکر سے ایسی بات نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ آقائے حقیقی نے اپنی عبادت، اپنے ذکر اور اپنی خشیت میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ اس کے دل کو میل کچیل سے صاف کر دے اس میں سچی وفاداری پیدا کر دے، ہاں رب العالمین کا وہ نوکر جو صرف قلم کے زور سے اپنی یہ کرامتیں پیش کرتا ہو تو البتہ اس پر اس قسم کا شبہ بالکل بجا ہو سکتا تھا۔

مولانا مودودی نے ڈاڑھی کا مذاق اڑانے سے پہلے یہ نہیں سوچا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہے، ٹخنوں سے اوپر پائجامہ پہننے پر پھبتی کسنے سے پہلے، یہ بھی سوچا ہوتا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ لنگی اور پائجامہ ٹخنے سے اوپر پہنو، پیشانی کے گٹے کے ساتھ تمسخر کرنے سے قبل دھیان دیا ہوتا کہ یہ وہ نشانی ہے جس کی قرآن پاک میں اللہ نے تعریف کی ہے، وفاداران اسلام کی نشانی ہے، نماز کی تذلیل و توہین سے پہلے خیال نہیں آیا، کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس قدر کھڑے ہوتے کہ پائے مبارک سوج جاتے تھے اور تسبیح کے ساتھ ٹھٹھا مخول کرنے سے پہلے یاد کیا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے تسبیح بیان کرنے والوں کا کثرت سے قرآن میں تذکرہ کیا ہے۔

حق پرست عالم کو منافق، نمک حرام اور غدار کہنے سے پہلے اپنے دل سے پوچھا ہوتا کہ تم کو اسلام کی دولت کہاں سے نصیب ہوئی ہے، شرم نہیں آئی جب اپنے کو مولانا کے ساتھ مشہور کرنے کا شوق ہوا، کتاب و سنت کا لفظ قلم ہی سے سہی صرف اس لئے باقی ہے، کہ ان علماء قائم بالحق نے جماعت اسلامی کے دریدہ دہن بانی کی گالیاں سن کر بھی دین کی خدمت سے منہ نہ موڑا، عبادت کے کیا معنی ہیں، امریکہ و یورپ کا شیوہ اختیار کرنا، مذہبی پیشواؤں کو سڑی سڑی گالیاں سنانا کیا جماعت اسلامی کے مذہب میں دینداری نماز پڑھنے کا نام نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا نام نہیں ہے؟ ڈاڑھی رکھنے اور ٹخنے سے اوپر پائجامہ پہننے کا نام نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے کا نام نہیں ہے؟ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر عمل کرنے کا نام نہیں ہے؟

تو پھر کیا دینداری صرف اس کا نام ہے کہ آدمی جماعت اسلامی کا رکن بن جائے، اپنا دین مودودی کے حوالہ کردے، ہر مجلس میں مودودی کا نام رٹتا رہے، کیا عبادت صرف یہ ہے کہ مودودی صاحب کو امیر تسلیم کرلے، انکی تفہیمات اور تجدید احیائے دین پر ایمان لے آئے؟

معاف کیا جائے اس زمانہ میں کوئی عقل مند ایسی خدائی کا قائل نہیں ہو سکتا

جناب سرور صاحب نے بہت درست لکھا ہے، اور صحیح اندازہ لگایا ہے کہ

"راقم الحروف پورے اذعان ویقین سے کہتا ہے، اور صرف وہی نہیں کہتا، بلکہ ایسے بزرگوں کی زبان سے اس نے سنا ہے کہ جنکی ساری زندگی خدا کی رضا جوئی میں گذری ہے، کہ نعوذ باللہ مودودی کا خدا یا صحیح معنوں میں ان کے خدا کا تصور وہ نہیں ہے، جو پوری انسانیت کا خدا ہے"

جماعت اسلامی کا خدا بھلا کرے اگر چند سال اور یہ جماعت رہ گئی	نماز، روزہ، تلاوت کو بے وقعت ثابت کرنیکی تگ و دو، اور ان کے عبادت ہونیکا انکار

تو پھر بڑی آسانی سے نماز، روزہ اور تلاوت کا قصہ ہی پاک ہو جائے گا یہ زہر کو شہد میں ملا کر اس انداز میں مسلمانوں کو دے رہی ہے کہ جب اس کو موت آجائے گی تب ہی محسوس ہوگا، کہ وہ شیریں گھونٹ جو شہد کے نام پر دیا گیا تھا، دراصل زہر تھا، اور اس وقت پچھتائے کچھ نہ ہوگا،

جماعت اسلامی کے بانی و امیر کی اس عبارت کو غور سے پڑھیں اور فیصلہ کریں، مسلمان اس کا کیا اثر لیں گے، لکھتے ہیں اور کتنی بے باکی سے لکھتے ہیں

"آپ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر قبلہ رو کھڑا ہونا، گھٹنوں پر ہاتھ ٹیکنا، زمین پر ہاتھ ٹیک کر سجدہ کرنا، اور چند مقرر الفاظ زبان سے ادا کرنا، بس یہی چند افعال اور حرکات بجائے خود عبادت ہے آپ سمجھتے ہیں کہ رمضان کی پہلی تاریخ سے شوال کا چاند نکلنے تک

روزانہ صبح سے شام تک بھوکے پیاسے رہنے کا نام عبادت
ہے، آپ سمجھتے ہیں کہ قرآن کے چند رکوع زبان سے پڑھ دینے کا
نام عبادت ہے، غرض آپ نے چند افعال کی ظاہری شکلوں کا
نام عبادت رکھ چھوڑا ہے، لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے جس
عبادت کے لئے آپ کو پیدا کیا ہے اور جس کا آپ کو حکم دیا ہے،
وہ کچھ اور ہی چیز ہے" (خطبات حصہ سوم صفحہ)

ملاحظہ فرمایا کس خوبصورتی سے نماز روزہ اور تلاوت کے بے وقعت بنانے کی
سعی کی گئی، ایک سیدھا سادہ مسلمان کیا اس عبارت کو پڑھ کر یہ سمجھنے پر مجبور
نہ ہوگا کہ اسلام میں نماز، روزہ اور تلاوت کوئی بڑی اہم چیز نہیں؟ شاید یہ عبادت
مقصود نہیں، اوپر جو عبارت نقل کی گئی ہے، اس کو پڑھ کر نماز کی رغبت زیادہ
ہوگی یا کم؟ روزہ اور تلاوت کا شوق ابھرے گا یا پامال ہوگا؟

ہر مسلمان دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کرے کہ مولانا مودودی کا یہ طرز عمل
مفید ہے، یا مضر؟ زمانہ جس طرح کاہلی اور سستی کا گذر رہا ہے، اس کو بھی مدنظر
رکھیں تاکہ فیصلہ صحیح ہو سکے۔ آگے چل کر مولانا مودودی اس مسئلہ کو خود صاف
کرتے ہیں، لکھتے ہیں،

"آپ پوچھیں گے کہ یہ نماز، روزہ، حج وغیرہ کیا چیزیں ہیں، اسکا
جواب یہ ہے کہ در اصل یہ عبادتیں جو اللہ نے آپ پر فرض کی ہیں،

ان کا مقصد اس بڑی عبادت کے لئے تیار کرنا ہے، جو آپ کو زندگی میں ہر حال میں ادا کرنی چاہئے۔" (خطبات حصہ سوم ص۱۱۲)

وہ بڑی عبادت کیا ہے، اس کی شرح سننے سے پہلے، آپ غیر جانبدار بنکر سوچئے کہ مولانا مودودی کی اس عبارت کے پڑھنے کے بعد نماز، روزہ، حج اور تلاوت کی جو اہمیت مسلمانوں میں ہے وہ باقی رہ سکے گی؟ ہر مسلمان بڑی آسانی سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ اس انداز بیان کو دیکھ کر مسلمان ان عبادتوں میں کاہل ہو جائیں گے اور پھر بتدریج چھوڑ دیں گے، کیونکہ مولانا مودودی لکھ چکے ہیں کہ نماز پڑھنے، روزہ رکھنے، حج کرنے، اور تلاوت کا نام عبادت نہیں ہے، یہ چیزیں ذریعہ ہیں۔ خود عبادت مقصودہ نہیں،

قرآن و حدیث میں کہاں ہے کہ نماز عبادت نہیں ہے، روزہ عبادت نہیں ہے حج عبادت نہیں ہے، وہ نماز جس کا قرآن پاک میں سیکڑوں جگہ حکم آیا ہے، وہ روزہ اور حج جس کا قرآن میں بار بار ذکر آیا ہے، حدیث نبوی میں جن کی تاکید پر تاکید آئی ہے، جماعت اسلامی ان کو عبادت کے خانہ ہی سے نکال رہی ہے،

مودودی جماعت کا ہم سے بنیادی اختلاف

بات اصل یہ ہے کہ جماعت اسلامی کا نظریہ ہے کہ مسلمانوں کا سب سے بڑا فریضہ اور مقصد اصلی حکومت کا قیام ہے، طاقت و حکومت حاصل کرنے کے لئے نماز اور روزہ تو کیا جائے، مگر خود یہ چیزیں مقصود بالذات نہیں ہیں، علماء نے ابتک

مسلمانوں کو فریب میں رکھا اور یہ غلط بتایا، کہ نماز روزہ، حج اور تلاوت وغیرہ عبادت مقصودہ ہیں۔

مگر علماء اسلام نے وہی بتایا جو قرآن وحدیث میں ہے، جس اسلام کی طرف منسوب ہو کر مسلمان، مسلمان کہے جاتے ہیں، اس اسلام کی تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی

الاسلام ان تشهد ان لا اله	اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے
الا الله وان محمدا رسول الله	کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ
وتقيم الصلوٰة وتوتي الزكوٰة	علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو
وتصوم رمضان، وتحج البيت	نماز پڑھے، زکوٰۃ دے، رمضان کا
ان استطعت اليه سبيلا	روزہ رکھے اور اگر استطاعت ہو تو
(مشکوٰۃ کتاب الایمان عن مسلم والبخاری)	بیت اللہ کا حج کرے،

پھر جب یہ چیزیں اسلام کے قوام میں داخل ہیں تو ان کا انکار کس طرح کر دیا جائے، جماعت اسلامی کا سب سے بڑا بنیادی اختلاف یہی ہے کہ وہ حکومت کو اصل کہتی ہے، اور عبادت کا درجہ اس کے برابر بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہے، ہم کہتے ہیں کہ اصل عبادت ہے جس کو نماز روزہ حج کہکر تم حقارت سے ٹھکرانا چاہتے ہو، رہی حکومت ہم اس کا انکار نہیں کرتے، مگر اس کا نام لیکر عوام کو عبادات سے متنفر کر دینا، جو پاٹ اس وقت جماعت اسلامی

ادا کر رہی ہے ہم اسے ایک منٹ کے لئے بہتر نہیں سمجھتے، آپ کہیں گے کہ جماعت اسلامی والے نماز تو پڑھتے ہیں، اور اس کی تاکید بھی کرتے ہیں، ہم عرض کریں گے بالکل درست، مگر ان کو حکومت کا ذریعہ سمجھ کر پھر یہاں کے ماحول میں اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے،

کون نہیں جانتا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے عبادات کی تعلیم دی، اسی نماز کے لئے جس کی توہین جماعت اسلامی اپنا فریضہ سمجھتی ہے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے، بنیادی چیز عبادت خدا کی خوشنودی اور عبدیت کا اظہار تھا، حکومت دوسرے درجہ کی چیز ہے تاکہ اس کے ذریعہ وہ آزادی حاصل کی جائے جس میں کوئی ان عبادات میں مزاحم ہونے کی جرأت نہ کرسکے، قرآن کی اس آیت کو غور سے پڑھا جائے اور سوچا جائے، عبادت و حکومت میں اصل کون ہے، ارشاد ربانی ہے۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ (الحج - ۶)	یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں قدرت عطا کر دیں گے تو یہ نماز پڑھیں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیک کاموں کا حکم کریں گے، اور برے کاموں سے روکیں گے۔

اس طرح کی آیتیں اور سیرت نبوی کا عملی نمونہ جو ہمارے سامنے ہے ان کے رہتے ہوئے، جماعت اسلامی کے اس نظریہ کو کیسے مان لیں، کہ حکومت

کے وہی حصول کے لئے نماز کی تحقیر کی جائے، روزہ کا مذاق اڑایا جائے، اور حج کے ساتھ ٹھٹھا مخول کیا جائے۔

حکومت ضرور قائم کی جائے مگر اس طرح نہیں کہ عبادات کا انکار کردیا جائے، ان کا مذاق اڑایا جائے، اور عوام میں اس کا پرچار کیا جائے کہ نماز روزہ، حج اور تلاوت عبادت نہیں ہے، پھر یہ کیا ظلم ہے کہ ایک چیز کی اہمیت اس وقت تک ثابت کی ہی نہیں جاسکتی، جب تک دوسری چیز کا استخفاف نہ کیا جائے، ہم اس شیعی ذہنیت کو برا سمجھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی محبت کے لئے صدیق اکبر اور فاروق اعظم کو گالیاں دی جائیں، ہمارا مسلک یہ ہے کہ ہر ایک کو (جو درست ہے) مانو، اور ہر ایک کو اس کے اصلی مقام پر رکھو۔

اور چونکہ جماعت اسلامی کا وہی نظریہ ہے جو ہم نے بیان کیا، اور جس کی شہادت خود مولانا مودودی کی اوپر کی وہ تحریر دے رہی ہے، جو نقل کی گئی، ——— آپ دیکھ رہے ہیں، اس سلسلہ میں انھوں نے زکوٰۃ کا تذکرہ نہیں کیا، اس کو عبادت سے خارج نہیں کیا تاکہ اسٹیٹ کو مالی نقصان نہ ہو، یورپ سے مرعوب ہو کر یہ جماعت اسلامی والے صرف معاشی نظریہ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، یعنی حکومت ہو، اقتدار ہو، اور دولت ہو، بس، نماز، روزہ، حج وغیرہ ان کی نگاہ

میں بنیادی چیزیں نہیں ہیں، مسلمان سن لیں اگر یہی نظریہ رہا، تو عیسائیوں کی طرح مذہب تباہ ہو جائیگا، قرآن میں تحریف ہوگی، حدیث نبوی کا انکار ہوگا، فقہاء امت کو گالیاں دی جائیں گی، علماء کو پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا جائے گا، دینی درسگاہیں بند کر دی جاویں گی، اور رہی حکومت، تو یہ بھی ضروری نہیں کہ جماعت کو حاصل ہو ہی جائے، مگر وہ حکومت بھی ظلم و جور کی ہوگی، افراط تفریط کی ہوگی، عدل و انصاف، اخلاق و مساوات اور خدا پرستی و خدا ترسی کا نام و نشان حرف غلط کی طرح ختم ہو جائے گا، یقین نہ ہو تو ترکی کی تاریخ کا مطالعہ کر لیا جائے، جو امریکہ کے رحم و کرم پر زندہ ہے، اور جہاں عرصۂ دراز تک، اذان، قرآن وغیرہ کی اجازت نہیں تھی،

ایک غلط مسئلہ کا اختراع اسی طرح "مودودی حکومت" چلانے کے لئے مولانا امین احسن اصلاحی سے ایک مستقل مضمون لکھوایا گیا جس میں تملیک فی الزکوٰۃ کا انکار کیا گیا، اور ساڑھے تیرہ سو برس سے جو ایک مسلّم مسئلہ تھا جس میں کسی ایک متنفس کو بھی دُکھ نہ تھا، اس کی سختی سے تردید کی گئی، خدا کے کلام میں کھینچ تان سے کام لیا گیا، حدیث کا انکار کیا گیا، اقوال صحابہ کو جھٹلایا گیا اور فقہاء امت کو نا سمجھ اور احمق ثابت کیا گیا،

جماعت اسلامی کہتی ہے کہ زکوٰۃ کی رقم غریب، مسکین، بیوہ، بے کس

لہ ترجمان القرآن ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ محرم ۱۳۷۱ھ

اپاہج ہبے وسیلہ وغیرہ کے لئے مخصوص نہ کی جائے یعنی قرآن نے جن آٹھ صنفوں کو زکوٰۃ کا مالک قرار دیا ہے، اس کا انکار کر دیا جائے، اور زکوٰۃ کی رقم سے مسجد بنوائی جائے، کنواں کھدوایا جائے، تالاب بنائے جائیں، پل بنایا جائے لائبریری کھولی جائے اور اسی طرح کے دوسرے پبلک کام کئے جائیں،

اسلام کہتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم مسکین، فقیر، مسافر، اور وہ لوگ جنکا نام قرآن نے ذکر کیا ہے ان کو دیا جائے، اس رقم سے مسجد، کنواں، پل سڑک، تالاب اور لائبریری وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہ عام چیزیں ہیں، مسجد میں غریب بھی نماز پڑھے گا، اور امیر بھی، کنواں سے فائدہ غریب بھی اٹھائیگا اور مالدار بھی، اسی طرح پل، سڑک، تالاب سے ہر طبقہ کے لوگ فائدہ اٹھائیں گے، اور مالدار کے لئے زکوٰۃ کا مال کھانا جائز نہیں ہے،

پھر یہ کہ اگر ایسا کیا گیا تو غریب، فقیر اور مستحقین زکوٰۃ کی زندگی دوبھر ہو جائے گی، یہ بیچارے کپڑے کہاں سے بنائیں گے، غلہ کا کہاں سے سامان کریں گے، اور اپنی دوسری ضروریات کہاں سے پورا کریں گے، کیونکہ یہ زکوٰۃ کی ساری رقم بقول جماعت رفاہ عام کے کام میں لگ جائے گی۔

ممکن ہے آپ کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ پھر یہ کام کہاں سے

انجام پائیں گے، اسلام کہتا ہے اس کا انتظام حکومت کرے گی، وہ لوگ کریں گے جو مالدار ہیں، اور عقلی طور پر یہ بار انہی کے سر ہونا بھی چاہئے، خود غور کیجئے دنیا میں تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں،

(۱) ایک وہ جو مالدار ہیں، دوسروں کو دینے کی صلاحیت رکھتے اور جن پر زکوٰۃ فرض ہے،

(۲) دوسرے وہ ہیں جو غریب ہیں، بےکس و مجبور ہیں، جنکا گذارا زکوٰۃ کی رقم ہی پر ہے یعنی جو مستحق زکوٰۃ ہیں اور دانہ دانہ کو محتاج ہیں،

(۳) تیسرا طبقہ وہ ہے جو کماتا کھاتا ہے، نہ مالک نصاب ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو، نہ اس حال میں ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کا محتاج ہو۔

تیسرا طبقہ بیچارہ اس درجہ میں ہے کہ کسی طرح کھا پی لیتا ہے، دوسرا طبقہ نانِ شبینہ کا محتاج ہے، اور دانہ دانہ کو ترستا ہے، پہلا طبقہ مالداروں کا ہے جو اتنی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اپنے بعد دوسروں کو بھی سہارا دے سکیں، جماعت اسلامی کہتی ہے کنواں، مسجد، پل، سڑک، تالاب اور لائبریری وہی طبقہ اپنے پیسوں سے بنوائے جو نانِ شبینہ کا محتاج ہے، اور جس کا گذارہ صرف اس پر ہے کہ مالدار اپنے مال کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے نام سے ان کو دیتے ہیں، باقی مالدار تو وہ چالیسواں حصہ نکال چکا اس لئے وہ سب سے بے فکر ہو جائے، اور اس تیسرے طبقہ کو بھی نہ ٹوکا جائے، جو کسی طرح کماتا کھاتا ہے،

آپ جج بن کر ایمانداری سے فیصلہ کیجیے، کہ جماعت کا یہ دعوٰی درست ہے؟ کیا غضب ہے جس کے پاس دولت کا انتالیس حصہ $\frac{39}{40}$ ہے، وہ رفاہ عام کا کام نہ کرے، مسجد نہ بنوائے، کنواں نہ بنوائے، لائبریری نہ کھولے، اور اس کو بھی نظر انداز کر دیا جائے، جو کماتا کھاتا ہے، لے دیکر صرف ان غریبوں کو پکڑا جائے، اور ان کی جیب سے روپئے وصول کئے جائیں جو صرف چالیسویں حصہ $\frac{1}{40}$ کا مالک ہے، اور وہ بھی دوسروں کا بخشا ہوا۔

کیا یہی سرمایہ داروں کا نظریہ نہیں ہے؟ امریکہ کا نظریہ نہیں ہے؟ اور حیرت ہے اسی نظریہ کو زبردستی جماعت اسلامی اسلام سے منوانا چاہتی ہے، مولوی ٹھیک کہتے ہیں تو اربا ب جماعت چیخ اٹھتے ہیں کہ قرآن کو نہ تم نے سمجھا نہ تمھارے باپ دادا نے سمجھا؛ اور نہ تمھاری سیکڑوں پشتوں نے سمجھا، عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک مسئلہ کو کسی نے بھی نہیں سمجھا، قرآن کا وہ مطلب نہیں ہے، جو آجتک صحابہ، تابعین، ائمہ کرام، فقہا امت متقدمین اور متاخرین نے سمجھا ہے، ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آ سکتا نہیں
محو حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

مسلمانو! فیصلہ تمھارے ہاتھ ہے کہ جماعت اسلامی کے نام پر امریکہ کا فیصلہ مانو، یا صحابہ اور فقہا امت کے نام پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ مانو، قرآن کا فیصلہ مانو، اور رب العالمین کا فیصلہ مانو،

از باب جماعت اسلامی کے اعمال و اخلاق

مولانا مودودی کو انشاء پردازی میں کمال حاصل ہے اور پھر اسی کی بدولت وہ اپنی بنائی ہوئی جماعت کے امیر بھی ہیں، امارت کی بات سنکر لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں۔ اور پس منظر کو بھول جاتے ہیں اور پھر سمجھنے لگتے ہیں، کہ یہ کوئی بلند اخلاق اور مہذب آدمی ہے، بلاشبہ ایک بڑے آدمی کے متعلق عوام کو یہی خیال رکھنا چاہئے، مگر آیئے دیکھئے مولانا مودودی اپنے مخالفین کو اپنی کرم فرمائیوں سے کیسے نوازتے ہیں، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ اس جماعت کی بنیاد علمائے اسلام کی مخالفت اور بیخ کنی پر قائم ہے، جماعت اسلامی سے جو لوگ خارج ہیں ان کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ان میں کچھ مخلص ملاحدہ ہیں، کچھ دوسرے لوگ مکار ملاحدہ ہیں کچھ اور لوگ نیم الحاد اور نیم اسلام کے مقام پر ہیں، کچھ اور لوگ ہیں جنکی اسلام سے بغاوت فکری و نظری بنیادوں پر نہیں، بلکہ یا تو اخلاقی بنیادوں پر ہے، یا معاشی بنیادوں پر، ایک اور گروہ مذہبی سوداگروں کا ہے، جس کا سارا کاروبار ہی اس پر منحصر ہے کہ عام مسلمان اپنے دین سے جاہل رہیں، مشرکانہ اوہام میں مبتلا رہیں، ان سے بہت مختلف کچھ دوسرے مذہبی سوداگر بھی موجود ہیں، جنکے لئے سب سے بڑا مسئلہ گدیوں اور چھوٹی چھوٹی مذہبی ریاستوں کی حفاظت کا ہے، ان میں ہر ایک نے جن اسامیوں اور گاہکوں کو اگلوں سے

میراث میں پایا ہے، یا خود اپنی محنت سے فراہم کیا ہے، ان کو
وہ ہر قیمت پر اپنے کاروبار سے وابستہ رکھنا چاہتے ہیں؟

(جماعت اسلامی ص۲۰)

جماعت اسلامی سے علیحدہ رہنے والوں کی تفصیل آپ نے خود اس کے بانی کے قلم سے سن لی، سوچئے کیا کچھ اٹھا رکھا گیا، کوئی مہذب گالی باقی رہی؟ ہاں انشاء پردازی کا کمال یہ ہے کہ ان گالیوں کو اس طرح نبا ہا گیا، کہ پڑھتے ہوئے آپ بھی ہنس پڑے۔

علماء کی مخالفت اور ان کو بے اثر کرنے کی ترکیب اس سے بہتر اور کیا ہوسکتی ہے، یہ سارے حربے عمومیت کے ساتھ اس لئے استعمال کئے جا رہے ہیں کہ علماء کو وہ اپنے "جدید اسلام" کی راہ میں روڑا سمجھتے ہیں۔

علماء اسلام کی شان میں گستاخیاں | مولانا مودودی اور جماعت اسلامی نے علمائے قائم بالحق کو جتنی مہذب گالیاں دی ہیں اس سے زیادہ کا تصور بھی کسی علمی مجلس کی طرف سے ناممکن ہے، ضرورت محسوس ہوئی تو ان کا مفصل گالی نامہ بھی شائع کر دیا جائیگا۔ ابھی اس کے نمونے ہی پر اکتفا کیجئے، علماء قائم بالحق کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"اس دور میں جو حضرات اسلام کے نمائندے اور مسلمانوں کے قائد و رہنما بنے ہوئے ہیں، وہ جزئیات شرع پر کتنا ہی عبور رکھتے ہوں

بہر حال اسلامی تحریک کے مزاج کو وہ نہیں سمجھتے، اور نہیں جانتے کہ اس تحریک کو چلانے اور آگے بڑھانے کا طریقہ کیا ہے ؟"

(سیاسی کشمکش ص ۹۴)

اسے پڑھ کر بے ساختہ زبان پر آتا ہے۔ ع

بت ہم کو کہیں کافر، قدرت کے کرشمے ہیں

حیرت ہوتی ہے کہ چند گنی چنی اردو، فارسی، عربی، اور انگریزی کتابیں پڑھ کر مودودی صاحب اسلام کے مزاج شناس ہو جائیں، اور جنکی ساری زندگی اسی راہ کی دشت پیمائی میں گذری، وہ جاہل اور نابلد کہلائیں، جنھوں نے ہزاروں دینی کتابوں کا مطالعہ کیا، اور دن رات قرآن و حدیث کا درس دیا، اور جنکی زندگی اسی کام کے لئے وقف ہو کر رہ گئی، ان کے حق میں مودودی صاحب کا یہ فتویٰ حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے مودودی صاحب کو سوچنا چاہئے تھا کہ انشاء پردازی اور چیز ہے، اور اسلام کا مطالعہ اور چیز ہے، اردو پر قدرت الگ ہے، اور کسی دین کی مزاج شناسی الگ ہے یہ دونوں ایک نہیں ہیں، جو احکام القرآن للجصاص کی عبارت کو سمجھ نہیں سکتا، وہ قرآن کو کیا خاک تفہیم سمجھے گا، جس کو عربی زبان پر قدرت نہیں، حدیث کے لب و لہجہ کو کیا سمجھ سکے گا، جس کا دل امریکہ سے مرعوب ہو، وہ اسلام کے نظاموں کی باریکیوں پر کیا نظر ڈال سکتا ہے، ان بلند بانگ دعووں کے باوجود کوئی پڑھا لکھا مولانا مودودی کو بڑا نہیں سمجھ سکتا، جس کی علمی استعداد یہ ہو کہ میٹرک بھی پاس نہ ہو، شرح وقایہ سے

آگے کتابیں نہ پڑھی ہوں، اور تزکیہ قلب کی جسکو ہوا تک نہ لگی ہو، وہ علماء ربانیین کے مقابلہ میں اسلام کے سمجھنے کا دعویٰ کرے، حیرت ہے،

یہ تو ایسی ہی بات ہوئی کہ ایک مڈل پاس یہ دعویٰ کرنے، کہ ہم قانون کو ایک ایل۔ ایل۔ بی اور سینیر وکیل سے زیادہ سمجھتے ہیں، میٹرک کا ایک لڑکا یہ دعویٰ کرے کہ سائنس پر وہ اُس "ایم۔ ایس سی" سے زیادہ قدرت رکھتا ہے، جس کی ساری زندگی سائنس کی خدمت میں گذری،

ہم جانتے ہیں کہ اڈیٹری کی مشق نے ان میں اپنے کو بڑا سمجھنے کا مرض پیدا کر دیا ہے لیکن اڈیٹری اور چیز ہے اور دینی معاملہ فہمی اور چیز ہے، عوام کا پیچھے لگ جانا بڑائی کی پہچان نہیں، وہ آپ نے سنا ہوگا کہ ایک ڈاکٹر کے علاج سے جھاڑ پھونک اور ٹوٹکے والوں پر جلد اعتقاد ہو جاتا ہے، مگر اس کا کوئی یہ مطلب سمجھے کہ ٹوٹکے والا ڈاکٹر سے زیادہ ماہر ہے، تو اسے اسکی حماقت کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا،

اسلامی تعلیمات کے بے اثر ہونے کا پروپگنڈا

ہم عرض کرتے آرہے ہیں کہ علماء کرام سے ان کی پرخاش تاریخی ہے، ان کو بے اثر کرنے کی جتنی جائز و ناجائز وہ ترکیب کر سکتے ہیں، کسی سے وہ باز نہیں آئے ہیں، اور اس سلسلہ میں قرآن وحدیث کا مذاق بھی اڑایا ہے، ذرا اس تحریر کو ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں۔

"حیرت اور ہزار حیرت ان علماء کرام پر جن کا رات دن مشغلہ ہی قال اللہ و قال الرسول ہے، سمجھ میں نہیں آتا کہ آخران کو کیا ہو گیا ہے،

کہ یہ قرآن کو کس نظر سے پڑھتے ہیں، کہ ہزار بار پڑھنے کے بعد بھی اس قطعی اور دائمی پالیسی کی طرف ہدایت نہیں ملتی، جو مسلمان کے لئے اصولی طور پر مقرر کر دی گئی ہے؟ (سیاسی کشمکش ج ۳ ص ۹۶)

ایک طرف اس کا اقرار کرتے ہیں کہ علماء کی زندگی کا مشغلہ قرآن و حدیث ہے، رات دن اسی میں مصروف رہتے ہیں، مگر دوسری طرف شکوہ بھی ہے کہ علماء اسلام کی پالیسی نہیں سمجھتے، اور کمال یہ ہے کہ مولانا مودودی بغیر ان خوبیوں کے پالیسی کو سمجھتے ہیں، فیصلہ کیجئے ایسا ہو سکتا ہے؟

ایک ڈاکٹر نے ڈاکٹری پڑھنے میں اپنی زندگی کا بڑا حصہ گزارا، پھر پڑھکر اس نے پڑھایا، اور رات دن ڈاکٹری کی کتابوں کو پڑھتا رہا، بیماروں کا علاج کرتا رہا، اور اس کے علاج سے بیمار شفایاب بھی ہوتے رہے، اب ایک عطائی کہہ اٹھے کہ اس ماہر ڈاکٹر نے، بلکہ ان کے تمام اساتذہ نے ڈاکٹری کو سمجھا نہیں ہے صحیح ڈاکٹری کا اصول وہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں، تو خود سوچئے اس کو پاگل کے سوا کیا سمجھا جائے گا؛

بالکل یہی مثال ہے مودودی صاحب کی۔ کہ وہ علماء کے علم و عمل کا اعتراف کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کو آجتک ان عالموں نے نہیں سمجھا ہے، اب آپ کا جی چاہے، اس دعویٰ کو تسلیم کریں، مگر ایک باخبر، ذی علم، اور ذی عقل ایسی بات سن کر ہنس پڑے گا۔

عوام پر قبضہ کرنیکے لئے علماء اسلام کے خلاف مودودی کا جہاد	جماعت اسلامی کے قیام کے بعد برابر مودودی صاحب کی کوشش

ہے کہ کسی طرح علماء کے اقتدار کو ختم کر کے اپنا سکہ رائج کیا جائے، اس سلسلہ میں اپنے ماننے والے جرنیلوں کو حکم دیتے ہیں، اور جوش دلاتے ہوئے لکھتے ہیں

"سوادِ اعظم کو اس کے قبضہ و تسلط سے نکالنے کی کوشش میں ہرگز تساہل، یا نرمی و رعایت سے کام نہ لیا جائے، رہا اس کے جھوٹ کا طوفان اور اس کے فتووں کا میگزین، اور اس کا سیاسی اور معاشی دباؤ، تو اس سے ڈر کر پیچھے ہٹنا ہمارے نزدیک فرار من الزحف سے کمتر درجہ کا گناہ نہیں (جماعت اسلامی) ص ۹۱

سبحان اللہ کیا بات کہی، علماء کرام کی مخالفت میں جہاد کا ثواب ہے اور ان کے مقابلہ سے ہچکچانا، جہاد سے بھاگنے کے برابر گناہ ہے، اندازہ لگایا جائے کہ مولانا مودودی علماء کرام کی مخالفت میں کس مقام پر ہیں اور کیا چاہتے ہیں، اگر ان کا بس چلے تو شاید سارے علماء کو پھانسی پر لٹکا دیں، علماء کے فتووں کو جھوٹ کا طوفان کہکر اپنا جرم ہلکا کرنا چاہتے ہیں، کسی ایک دو عالم کا فتویٰ ہوتا، کسی ایک دو مکتب خیال کا فتویٰ ہوتا، اور یا کسی ایک دو ادارہ کا فتویٰ ہوتا، تو کہا جا سکتا تھا کہ جماعت اسلامی بے قصور ہے، مگر جہاں ہزاروں علماء کا فتویٰ، سیکڑوں مکتب خیال کا فتویٰ، اور بیسیوں ادارے

کا فتویٰ ہو، وہاں دم مارنے کی کیا گنجائش ہے، ایک مولانا مودودی غلط راہ پر ہو سکتے ہیں لیکن پورے ہندو پاک کے علماء کو غلطی پر کیسے سمجھا جا سکتا ہے،

مولانا مودودی کا گالی نامہ | خدا گواہ ہے جب ہم مولانا مودودی کی تحریر کا وہ حصہ پڑھتے ہیں جس میں کھل کر علماء کرام کو گالیاں دی گئی ہیں، تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور تھوڑی دیر کے لئے حیرت و استعجاب کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں، کہ دنیا بھی کتنی عجیب ہے، ایسا شخص جو غصہ سے بے قابو ہو کر مذہبی پیشواؤں کو گالیاں دیتا ہے، اس کو بھی عوام، اہل علم، مہذب اور قابل امارت سمجھتے ہیں، ایک جاہل ایڈیٹر جس طرح اپنے مخالف خیال کو بڑی بڑی گالیاں دیکر دل کی بھڑاس نکالتا ہے، یہی کچھ حال بانی جماعت اسلامی کا معلوم ہوتا ہے، جو ان کے شایان شان ہرگز نہیں، لکھتے ہیں،

"پھر جو لوگ مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اٹھتے ہیں ان کی زندگی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ادنیٰ جھلک تک نظر نہیں آتی، کہیں مکمل فرنگیت ہے، کہیں نہرو گاندھی کا اتباع ہے، کہیں جبوں اور عماموں میں سیاہ دل اور گندے اخلاق لپیٹے ہوئے ہیں زبان سے وعظ، عمل میں بدکاریاں، ظاہر میں خدمت دین اور باطن میں خیانتیں، غداریاں، نفسانی اغراض کی بندگیاں"

(سیاسی کشمکش ص ۵۵ ج ۱)

اللہ اکبر جماعت اسلامی کے بانی کا قلم، اور علمائے حق کی شان میں یہ توہین وتذلیل آمیز رویہ، کیا کوئی دشمن اس سے زیادہ اسلام کے مذہبی رہنماؤں کو کہہ سکتا ہے؟ ہم نے سمجھا تھا جماعت اسلامی کا امیر سنجیدہ قلم، بلند اخلاق اور بردبار ہوگا، مگر جب ان جملوں تک نگاہ پہنچی پھٹی کی پھٹی رہ گئی، پہلے یقین نہ آیا، مگر پھر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہ تھی،

۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں نے جب عزم کرلیا تھا کہ ہندوستان سے اسلامی تعلیمات کے نام ونشانات ایک ایک کرکے مٹا دئے جائیں مسلمانوں کی مسلمانیت کو مسخ کردیا جائے، یہاں سے قرآن کی تعلیم اٹھا دی جائے مسلمانوں کو عیسائیت کے راستہ پر ڈالدیا جائے، اور اسلام کو ہندوستان میں بے برگ وبار کرکے رکھدیا جائے، تو خدارا انصاف سے بتائیں کون جماعت تھی، اور کون سے لوگ تھے، جس نے ساری سختیاں برداشت کرکے ہندوستان میں اسلام کی تعلیمات کا سامان کیا مسلمانوں کے ایمان وایقان کی حفاظت کی، قرآن کی تعلیم کو ملک کے گوشہ گوشہ میں جاری کیا، اور پھر ہر جگہ دینی ادارہ قائم کرکے عوام کو گمراہ ہونے سے بچالیا کیا وہ سب علماء ہی نہ تھے، کیا وہی لوگ نہ تھے کہ جن کے جبّہ ودستار کا مودودی صاحب مذاق اڑا رہے ہیں، کیا انہی کی جدوجہد کا یہ صدقہ نہ تھا کہ جنکو مودودی صاحب سیاہ دل، گندہ اخلاق، بدکار، خائن اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہوئے نہیں شرماتے دنیا جانتی ہے کہ اگر ان ہی گندہ اخلاق اور سیاہ دلوں نے اٹھ کر فرنگی فتنہ کا

مقابلہ نہ کیا ہوتا، تو آج ہندو پاک میں جماعت اسلامی نام رکھنے والے کا وجود
تک نہ ہوتا،

ہندوستان میں دین کے جو آثار نظر آتے ہیں، وہ سب صدقہ ہے انہی
علماء کرام کا، جن کو مودودی صاحب خائن، بدکار کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں
ہمیں دلی افسوس ہے کہ مودودی صاحب کتاب و سنت اور حکومت الٰہیہ کا نام
لیکر جاہلیت کا دور تازہ کر رہے ہیں، اگر ان کو عالمان دین سے جھگڑا تھا، اسلام
کی صورت مسخ کرنا چاہتے تھے، تو کھل کر آتے، مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ
کیا، ایک جماعت اب تک اس کو مان ہی رہی ہے، مودودی صاحب کو بھی
اگر کچھ کرنا ہے، کرلیں، کچھ نہ کچھ لوگ ان کو مان ہی لیں گے،

اپنے منہ میاں مٹھو | آدمی کوئی کام کرکے آگے بڑھنا ہے، یا پھر بڑے
بڑے لوگوں کو گالیاں دیکر، دنیا کا یہی دستور رہا ہے، مولانا مودودی نے اپنے
لئے دوسری صورت پسند کی ہے، وہی اڈیٹر والی غلط تعلی، اور اسی انانیت
کی صدا، انھوں نے کسی کو بھی معاف نہیں کیا، اپنے سوا سب کو جاہل ایک
سانس میں کہہ گئے، یقین نہ آئے تو ان کی یہ تحریر حاضر ہے، پڑھئے اور فیصلہ
کیجئے، لکھتے ہیں،

"ان پڑھ عوام ہوں، یا دستار بند علماء، یا خرقہ پوش مشائخ، یا کالجوں
اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طور طریقے

ایک دوسرے سے بدرجہا مختلف ہیں، مگر اسلام کی حقیقت اور
اس کی روح سے ناواقف ہونے میں ہر سب یکساں ہیں"
(تفہیمات ج ۱ ص ۳۶)

اس کے سوا کیا کہا جائے، کہ ایڈیٹرانہ انداز ہے، جس طرح ایک معمولی اخبار کا ایڈیٹر دنیا کے سارے اہل علم اور صاحب فضل و کمال کو بلا جھجک جاہل کہہ دیتا ہے، کچھ یہی طریقہ امیر جماعت اسلامی کا بھی ہے، ورنہ اسے حقیقت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے، مسلمان خواہ عالموں کا طبقہ ہو، خواہ مشائخ کا، انگریزی دانوں کا گروہ ہو، یا جدت پسندوں کا، کون ایسی جماعت ہے جس میں دین اور اس کی روح سے واقف لوگ نہیں ہیں ایسی بات تو ایک ناواقف ہی کہہ سکتا ہے، کسی ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی، یا کسی عالم فاضل کی جرأت ہوتی کہ وہ اس بے باکی سے کہہ دیتا کہ "اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں"۔

یہی وجہ ہے کہ مولانا مودودی صاحب کی اس طرح کی تحریروں کو پڑھ کر یقین کرنا پڑتا ہے، کہ صرف ڈھول ہے جو پیٹا جا رہا ہے، اندر سے بالکل خالی ہے، خالی گھڑے میں آواز ہوتی ہے بھرے ہوئے گھڑے میں آواز نہیں ہوتی،

علمائے دین اور سیاسی لیڈروں کی گمراہی کا فتویٰ

مولانا مودودی صاحب نے اپنے ایڈیٹر ہوتے کا عجیب عجیب ثبوت دیا ہے،

ساری دنیا کو جاہل کہکر اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی سعی کی ہے، لکھتے ہیں

"سیاسی لیڈر ہوں یا علمائے دین و مفتیان شرع مبین، دونوں قسم کے رہنما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں، دونوں راہ حق سے ہٹکر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں"

(سیاسی کشمکش ص۹۵ ج۳)

جو لوگ جماعت اسلامی کے بانی کی دینداری سے متأثر ہیں، ان جملوں کو غور سے پڑھیں، وہ شخص جس کو دین کا ذرا بھی شعور ہوگا، اور قرآن وحدیث سے تام کی بھی محبت ہوگی، وہ اس بے باکی سے سارے عالموں اور مفتیوں کو گمراہ اور راہ حق سے ہٹا ہوا کہہ سکتے ہیں؟

گم کردہ راہ اور تاریکیوں میں بھٹکنے کا طعنہ، مولانا مودودی کی زبانِ قلم کو زیب نہیں دیتا، کم از کم اپنے امیر ہونیکا تو لحاظ ہونا چاہئے تھا، لیکن شاید یہ اس زمانہ کی تحریر ہے، جب جماعت اسلامی کا نقشہ ذہن ہی میں تھا اور زمین ہموار کر رہے تھے؛

عجیب بات ہے، جب کہتے ہیں تو ساری خدائی کو کہتے ہیں، کسی کو بھی نہیں چھوڑتے، ایک نادان اڈیٹر کا طرز کہیں بھی چھپتے نہیں پایا ہے ورنہ آجکل تو بڑے بڑے اہل علم اڈیٹر ہیں، اور اس طرح یکدم سب کو گمراہ اور تاریکیوں میں بھٹکنے والا نہیں کہتے، ایسی خدائی کا دعویٰ کرتے ہوئے ایک مودودی صاحب

ہی کو دیکھتے ہیں، یہی وجہ تو ہے کہ کچھ لوگوں کا ذہن اس طرف جاتا ہے، کہ کوئی نیا قادیانی فتنہ جماعت اسلامی کے نام پر اٹھنے والا ہے، اس کا جتنا جلد سر کچل دیا جائے۔ اچھا ہے،

علماء کرام اور مسلمانوں کے لئے ارتداد کا فتویٰ	مولانا مودودی نے اپنے مخالفین کو کس کس طرح نوازا ہے، بس اللہ رحم کرے،

ایسا غضب کا تو آدمی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد چشم ہندوستان نے شاید ہی دیکھا ہو، بار بار اپنی بڑائی جتلانا اور سارے مسلمانوں کو راہ حق سے بھٹکا ہوا کہنا، کچھ اچھا سا نہیں معلوم ہوتا، یہ دیکھیے انھوں نے سارے مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے قلم اٹھا لیا ہے، اور اب بے جھجک لکھ رہے ہیں، دل تھام کر پڑھیئے، لکھتے ہیں۔

"اللہ اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے، ورنہ ڈر ہے کہ جس راہ پر وہ اس جذبہ کے ساتھ چل رہا ہے، اس میں اپنی عمر بھر کی کمائی ضائع کر دیگا، اور قیامت کے روز اس حال میں خدا کے سامنے حاضر ہوگا، کہ ساری عبادتیں اور نیکیاں اسکے نامۂ اعمال سے غائب ہوں گی، اور ایک قوم کی قوم کو گمراہی وارتداد میں مبتلا کرنے کا مظلمہ عظیم اس کی گردن پر ہوگا" (سیاسی کشمکش ص ۱۹۲ ج ۲)

اس عبارت کو پڑھ کر آپ کیا رائے قائم کریں گے، یہی نا کہ علماء اور امت

اسلامیہ جس راستہ پر جا رہی ہے، وہ ارتداد کا راستہ ہے، اس لئے اور بھی کہ جو لوگ جماعت اسلامی سے علیحدہ ہیں وہ اسی پُرانے طریقہ پر چل رہے ہیں اور انھوں نے نماز، روزہ، حج اور تلاوت ان میں سے کسی کو اس کے درجہ سے نہیں گرنے دیا ہے، لہٰذا بقول بانی جماعت اسلامی، سب مرتد، سب کی نیکیاں برباد، اور گناہ لازم،

ارباب جماعت اسلامی کو اس کی انہی بے راہ رویوں کی وجہ سے جب کہتے ہیں، کہ تم ایک جدید اسلام کی تصنیف کی فکر میں ہو، تمہارے دلوں میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام سے ذرہ برابر محبت نہیں، تمہارا عقیدہ اہل سنت والجماعت سے الگ ہے، تو سارے ارباب جماعت اسلامی چیخنے لگتے ہیں، آنکھیں دکھاتے ہیں، اور مہذب گالیوں کی بارش شروع کر دیتے ہیں، جسے دیکھ کر ہم سہم جاتے ہیں،

ہم نے مانا کہ مولانا مودودی ایک جدید دین کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں اور اسے وجود دینے کے لئے بے چین ہیں، مگر یقین کریں جب تک یہ جاہلان دین متین زندہ ہیں، جنکو اپنی گالیوں اور ارتداد کے فتووں سے دبانا چاہتے ہیں، جدید دین کو پروان چڑھنے نہ دیں گے، اکبر اعظم باوجود اپنی بادشاہت جب کامیاب نہ ہوا، تو جماعت اسلامی "نئی دنیا" کی مدد پر کیا کر لیگی،

علماء دین سے عوام کو بدظن کرنیکی جدّ جہد	مولانا مودودی ہر پہلو سے علماء

کو داغدار کرنا چاہتے ہیں اور عوام کو ان سے بدظن کرنا اپنا فریضہ سمجھتے ہیں اسکی وجہ خواہ یورپ و امریکہ کی تازہ ہوا ہو، یا اپنی لیڈری کا شوق، اللہ تعالیٰ ہی دلوں کے بھید جانتا ہے ہمارے سامنے صرف انکی تحریر ہے، اور اسی سے نتیجہ تک پہنچنے کی ہم کوشش کرتے ہیں، ایکبار اور نمونہ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں۔

"مگر یہ مسلمانوں کی سخت بدقسمتی ہے کہ جو لوگ ان کے مقتدا بنے ہوتے ہیں، ان میں سے بعض حقیقتاً قواعد شرعیہ سے ناواقف ہیں اور صرف حمل اسفار کی حد تک علم رکھتے ہیں، اور بعض ذی علم تو ہیں، مگر خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں رکھتے" (تفہیمات ص ۱۳۹ ج ۲)

اس تحریر کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ سارے کے سارے علمائے دین، خدا کے خوف سے عاری ہیں، للہذا مسلمانوں کو چاہیئے انکی باتیں نہ سنیں، حالانکہ قرآن کہتا ہے

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (فاطر۔ع ۴)	خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں، جو علم (دین) رکھتے ہیں۔

ایمانداری کے نام پر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی کا پروپیگنڈا درست ہے، کیا واقعی تمام علماء گمراہ ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً ایسی بات نہیں ہے تو اس طرز تحریر اور راہ عمل کا کیا منشا ہے، بس یہی تو ہے کہ مسلمان اس اسلام اور اسلامی احکام سے کنارہ کش ہو جائیں جس کو وہ

ساڑھے تیرہ سو برس سے مانتے آرہے ہیں، اور جو قرآن و حدیث میں محفوظ ہیں جن کی ہمارے دینی مدرسوں میں تعلیم دی جاتی ہے، جس کی ہمارے واعظ اور خطیب تبلیغ کرتے ہیں، جسے ہمارے جدید تعلیم یافتہ سینوں سے لگاتے اور دل سے مانتے ہیں، جس کے رگ و ریشہ میں اتارنے کی ہمارے روحانی پیشوا کوشش کرتے ہیں، اور جس اسلام کے ماننے کے جرم میں ہزاروں مسلمان اسی بھارت کی سرزمین پر کافروں کے ہاتھ شہید کئے گئے ۔

الہ العالمین :- اسلام ترا پسندیدہ دین ہے، یہ علماء اس کے خادم ہیں امریکہ اور یورپ کے جاسوسوں نے بھرپور حملہ کرکے اسلام کی سچی تعلیمات سے مسلمانوں کو متنفر کرنے کی جد و جہد شروع کردی ہے، ایسے نازک موقع میں تو ہی فضل فرما سکتا ہے ۔

علماء کرام مسلمانوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ دین کی ایک ایک بات پر جمے رہیں ۔	اسلامی اصول پر مضبوطی سے قائم رہنا جماعت اسلامی کی نظر میں جرم ہے

اور اس سلسلہ میں اپنے اندر کمزوری کو راہ نہ دیں جماعت اسلامی کے بانی ان کی اس روش پر سخت برافروختہ ہیں، اور ان کو کوس رہے ہیں تحریر فرماتے ہیں،، افسوس کہ مدتوں کی چلی ہوئی اس روش کو چھوڑنے پر ہمارے علماء کرام کسی طرح راضی نہیں ہوتے، انہوں نے اصول و فروع، نص و تاویل، کے فرق کو نظر انداز کردیا ہے، وہ ان فروع کو بھی

اصول بنا بیٹھے ہیں جنکو انہوں نے خود یا ان کے اسلاف نے اپنے مخصوص فہم کی بنا پر اصول سے اخذ کیا ہے، وہ ان تاویلات کو نصوص کے درجہ میں رکھتے ہیں، جو نصوص سے معانی اخذ کرنے میں ان کے گروہ نے اختیار کی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے، کہ وہ اپنی فروع اور اپنی تاویلات کے منکر کو بھی اسی طرح کافر قرار دیتے ہیں جس طرح اصول اور نصوص کے منکر کو قرار دیا جاتا ہے۔"

(تفہیمات ج ۲ ص ۱۵۲)

مودودی صاحب کا منشا یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو قطعاً نہ ٹوکیں جو دین کی شاہراہ کو چھوڑ کر یورپ اور امریکہ کی غیر دینی راہ پر لگ جائیں دین ہی کی مخالفت کرنا ہے اس کو بھی سراہیں، زمانے کو سامنے رکھتے ہوئے آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا ہم کو یہی چاہیئے کہ دینی احکام پامال ہوتے رہیں اور ہم خاموشی سے تماشا دیکھیں، اگر عوام کا یہی فیصلہ ہے تو اس کا ایک کانفرنس بلاکر اعلان کر دینا چاہیئے)

علماء کرام کا جرم مولانا مودودی ہمارے جس روش پر خفا ہیں اس کو اس مثال سے سمجھیئے آپ رات دن دیکھتے ہیں، کہ کسی کھیت میں ایک تناور درخت ہوتا ہے اس درخت کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ اس کی جڑیں ہوتی ہیں، جو زمین کو چیر کر اندر کو گھسی رہتی ہیں، اور موٹا سا مضبوط تنا ہوتا ہے

اس سے پھر اوپر ٹہنیاں پیدا ہوتی ہیں جو درخت کی رونق کو دوبالا کرنے کا کام کرتی ہیں، اور ان ٹہنیوں میں کچھ ایسی پتیاں ہوتی ہیں، جو موسم خزاں میں گر جاتی ہیں اور ان کی جگہ نئی پتیاں نکلتی ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس درخت کا کام یہ ہوتا ہے کہ اس سے لوگ سایہ کا کام لیتے ہیں دھوپ کی تمازت جب مسافر کو جلانے لگتی ہے، تو مسافر اس کے نیچے آکر آرام لیتا ہے اسی طرح برسات کی بوندیں آسمان سے ٹپکنے لگتی ہیں تو آدمی اس کے نیچے کھڑا ہوکر چین محسوس کرتا ہے ۔

اب سوچئے کہ صرف جڑ کی حفاظت کی جائے، اور شاخوں کی حفاظت نہ کی جائے، سبز پتیوں کی دیکھ بھال چھوڑ دی جائے اور یہ طے کر لیا جائے کہ صرف جڑ اور تنا کافی ہے، مسافر اسی کے نیچے بیٹھکر دھوپ کی تمازت اور برسات کی بوندوں سے بچ جائے گا، تو فرمائیے یہ خیال اس محافظ کا درست ہوگا؟ جس کو اس کی پوری حفاظت پر رکھا گیا ہے؟ اپنا خیال ہے کوئی تجربہ کار ذی ہوش اور سمجھدار اس کی تائید ہرگز نہ کرے گا، بلکہ وہ سایہ دار درخت کو اس حال میں دیکھے گا تو اس سے رہا نہ جائیگا اور خود بخود اس کی زبان سے نکلے گا کہ اسے محافظ نے غارت کر دیا! کیوں؟ اسلئے کہ وہ دیکھے گا کہ اس درخت کی رونق جاتی رہی، اس کی شاخیں ختم ہو چکیں ہیں، پتیوں کا وجود تک نہیں، ایک موٹی لکڑی ہے جو ستون کی طرح کھڑی ہے، اب نہ یہ سائے کا کام

دے سکتی ہے نہ رونق کا، اور نہ کسی اور چیز کا! -

شجرِ اسلام کی حفاظت پر ملامت اسلام کو ایک تناور درخت فرض کر لیجئے جس میں جڑیں بھی ہیں، تنا بھی ہے، شاخیں بھی ہیں، اور پتیاں بھی، اس کو جو اسکی اصلی مکمل صورت میں دیکھتا ہے، دیکھ کر کھل جاتا ہے، اسکی نگاہوں میں طراوٹ محسوس ہوتی ہے، اور کفر و شرک کی تمازت سے بچنے کے لئے اسکی پناہ میں آجاتا ہے ظلمت و ضلالت کے وقتی بادلوں کو دیکھ کر اس کے نیچے دوڑتا ہے اور راحت محسوس کرتا ہے، اس درخت کے نیچے آنے کی کسی کو بھی ممانعت نہیں، اور نہ کسی کو مجبور کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان درخت اسلام کی محافظت کا فریضہ اس پر فتن دور میں خصوصیت سے علماء کرام کے سپرد کیا ہے وہ محافظ ہونے کی حیثیت سے پوری ذمہ داری کا احساس رکھتے ہیں وہ یہ برداشت نہیں کرتے کہ اس کی شاخوں کو کوئی کاٹتا رہے، اور ہم خاموش رہیں کوئی اس کی سبز و شاداب پتیوں کو نوچتا رہے اور وہ منہ تاکتے رہیں -

... ہم تمام مسلمانوں کو حلف دیکر پوچھتے ہیں کہ کیا اس پر درخت اسلام کے محافظین (علماء) قابل ملامت ہیں، قابل گردن زدنی ہیں اور اس درجہ بلیں ہیں کہ ان سے عوام کو بدظن کیا جائے؟؟

... جماعت اسلامی اور اس کے بانی چاہتے ہیں کہ وہ اسلام کی شاخوں کو کاٹتے رہیں اور علماء نہ بولیں، بلکہ اس سے بڑھکر یہ خواہش رکھتے ہیں کہ

علماء ان کی تائید کریں، آہ یہ بے انصافی، یہ ظلم، اور الٹا جرم ہمارا ہی،

مسلمانوں! سوچو اگر اسلام کی ایک ایک شاخ یوں ہی کٹتی رہی اور تم نے ہمارے منہ پر تالا ڈالدیا، تو اس کا کیا حال ہوگا؟ اس میں کونسی کشش باقی رہ جائیگی، کون اس کی طرف نظر اٹھائیگا؟ یہ تو یہودی اور عیسائی کا سا مذہب بن کر رہ جائیگا، کہ صرف اہل کتاب تو رہ جائیں گے، باقی کچھ اور نہ رہ سکیں گے۔

یہ کہنا کہ علماء کرام اصول و فروع میں فرق نہیں کرتے، مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کا ایسا دعویٰ ہے جو سر سے پیر تک جھوٹ ہی جھوٹ ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں، یہ مودودی جماعت کا اتنا بڑا جھوٹ ہے جس کا جھوٹ ہونا اس بچہ پر بھی ظاہر ہے، جس نے تعلیم الاسلام پڑھی ہے،

کو دیندار مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ اسلام میں کچھ چیزیں فرض عین ہیں کچھ فرض کفایہ ہیں، کچھ واجب ہیں، کچھ سنت موکدہ ہیں، کچھ سنت غیر موکدہ ہیں، کچھ مستحب ہیں، اور کچھ مباح ہیں، اسی طرح کچھ قطعاً حرام ہیں، کچھ ناجائز ہیں، کچھ مکروہ تحریمی، اور کچھ تنزیہی ہیں،

اگر اصول و فروع میں فرق نہیں کیا جاتا ہے تو یہ ساری تفصیلات جو فقہ کی کتابوں موجود ہیں کیوں کی گئی ہوتیں؟

... مودودی صاحب کا یہ فرمانا کہ اصول و فروع دونوں کے منکر کو علماء کافر کہتے ہیں، سراسر جھوٹ ہے مسلمانوں کو فریب دینا ہے اور مسلمانوں کو علماء سے

بدظن کرنا ہے، قادیانی کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں، ہر جگہ ملتی ہیں، ان کو اٹھا کر دیکھئے غور سے پڑھئے، اگر تصدیق ہو جائے، پھر ایک ایک عالم کو گولی مار دیجئے اور اگر ایسی بات نہیں ہے، اور ہرگز نہیں ہے، تو مولانا مودودی سے سارے مسلمان مل کر مطالبہ کریں کہ توبہ کریں۔

اس کے برعکس مولانا مودودی ایک طرف سے ان تمام علماء کو مرتد گمراہ، تاریکیوں میں بھٹکنے والا، اسلام کا دشمن کہتے ہیں، جو ان کو امیر نہیں مانتے ہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر ان تمام مسلمانوں کو بھی گمراہ مرتد اور تاریکیوں میں بھٹکنے والا گردانتے ہیں جو علمائے قائم بالحق کی باتیں مانتے ہیں جسکا نمونہ آپ اس کتاب میں پڑھیں گے یہ عجیب و غریب کمال ہے کہ جو جرم خود کرتے ہیں، اس کا مرتکب دوسرے علماء کو قرار دیتے ہیں:

جماعت اسلامی کا غلو اور تقیہ پر آمادگی

علماء کی مخالفت اور اپنی جماعت کی حمایت میں مولانا مودودی کو اس حد تک غلو ہے کہ وہ تقیہ پر آمادہ ہیں چنانچہ ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں:۔

بہرحال ایک با اصول جماعت ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے یہ ممکن ہے کہ کسی وقتی مصلحت کی بنا، پر ہم ان اصولوں کی قربانی گوارا کر لیں، جن پر ہم ایمان لاتے ہیں"

(ترجمان القرآن رمضان و شوال ۱۳۶۴ھ بحوالہ صدق ۱۱/۷)

انسان کہاں سے چلتا ہے اور کہاں پہنچتا ہے، ایک طرف مولانا مودودی کی سختی کا یہ عالم کہ اپنے اصول کے لئے ساری دنیا سے جھگڑا مول لینا پسند کرتے ہیں صحابہ کرام، صوفیہ عظام، شہداء اور دوسرے ارباب فضل وکمال سب پر سخت سے سخت جو جرح وتنقید ہو سکتی ہے کر ڈالتے ہیں، بلکہ تنقیص کی حد تک پہونچ جاتے ہیں اور دوسری مولانا مودودی کی اپنی جماعت کو آگے بڑھانے میں یہ مداہنت کہ اپنے ان اصولوں کی قربانی گوارا کرنے پر آمادہ نظر آتے ہیں جن پر وہ ایمان رکھتے ہیں، ہم مولانا مودودی کو کیسے یقین دلائیں کہ یہ مداہنت سراسر کمزوری ہے کہ اپنا دین اور اصول بیچ کر جماعت کو آگے بڑھانے کی خواہ مخواہ سعی کی جائے اسلام اس طرح کی اجازت کہیں سے سمجھ میں نہیں آتی،،

تقویٰ وطہارت کا مذاق | جماعت اسلامی کی ساری کتابوں میں اس طرح کے مواد بکثرت ہیں، جس سے علمائے قائم بالحق کا متقیوں، کا مرشدوں کا اور دوسرے دیندار لوگوں کا مذاق اڑایا گیا ہے چنانچہ مودودی صاحب لکھتے ہیں:-

،، اقامت دین کی سعی کے بجائے دوسرے مشاغل میں انہماک ضرور نقص ایمان کی دلیل ہے، اور نقص ایمان پر تقویٰ واحسان کی تعمیر نہیں ہو سکتی خواہ ظاہر کے اعتبار سے متقیوں کی وضع بنانے اور محسنین کے بعض اعمال کی نقل اتارنے کی کتنی ہی کوشش کی جائے

(تحریک اسلامی کی حقیقی بنیادیں)

اقامت دین" سے مودودی صاحب کی مراد جماعت کی بنائی ہوئی راہ پر چلنا ہے، جو جماعت اسلامی داخل نہیں ہے، وہ ان کے نزدیک اقامت دین میں سعی نہیں کرتا ہے، گویا مولانا مودودی صاحب کی جماعت اسلامی سے علیحدہ رہکر ساری دینی خدمات انجام دینے کے باوجود بھی ناقص الایمان رہیگا خواہ وہ درس تدریس کا کام کرتا ہو، افتاء کا کام کرتا ہو تبلیغ کا کام کرتا ہو، تصنیف و تالیف کا کام کرتا ہو اور دین کی بڑی سے بڑی خدمت کرتا ہو"

چنانچہ وہ اس طرح علماء کو طعنہ دیتے ہیں کہ تم متقی نہیں بن سکتے تم میں احسان کی کیفیت نہیں پیدا ہو سکتی یا تم نفل پھر لو اور وضع قطع بنا لو یہ البتہ ممکن ہے لیکن اس سے کچھ ہونا نہیں اللہ اکبر جو صحیح معنوں میں خادم ہیں، جن کی زندگی کتاب و سنت کی روشنی میں گزرتی ہے، جن کے دلوں میں خشیت اور محبت رسول ہے جنکی خدمت دین سے لاکھوں مسلمانوں کو ایمان کی لذت نصیب ہوتی، وہ صرف اس گناہ کی وجہ سے ناقص الایمان ہیں، کہ مودودی صاحب کو امیر تسلیم نہیں کیا اور ان کے جدید اسلام پر ایمان نہیں لاتے"

مولانا مودودی کے اعمال واخلاق کا نمونہ

اللہ تعالیٰ مودودی صاحب پر رحم فرمائیں انکا قلم غضب کا قلم ہے دوسروں کو شرافت کا طعنہ دیتے ہوئے نہیں تھکتے . . . . . . - - - -

"مگر وہ خود سوچیں کہ جب وقت وہ ایک

عالم باعمل کی شان اقدس میں یہ ناپاک جملے لکھ رہے تھے، ان کا ضمیر بیدار تھا، یا سو گیا تھا، اپنی اس تحریر کو پڑھیں، اور خود فیصلہ کریں کہ جو دوسروں کی شرافت کو ٹٹولتا ہے، کیا اس کی خود شرافت کا یہی نمونہ ہونا چاہیئے، لکھتے ہیں،

"اس آزادی کے پروانے کو لیکر جو مولوی صاحب پشاور سے مدراس تک اس کنٹیک کی تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ پروانہ آپ کو اتنی آزادی ضرور دیتا ہے، کہ قال اللہ قال الرسول میں مشغول رہیں، آپ کی ڈاڑھی یقیناً زبردستی نہیں مونڈی جائیگی نہ آپ کی عبا ضبط کی جائے گی۔ نہ آپ کی تسبیح چھینی جائے گی البتہ اس کی ضمانت نہیں کہ آپ کی نسل سے دوسری پشت میں اور دے تنکر اور تیسری پشت میں کوئی دیوکارانی برآمد نہ ہو گی"،

(ترجمان القرآن جمادی الاول ۵۸ھ)

یہ اخلاق و اعمال کا کتنا بہترین نمونہ ہے، شرافت و برتری کی کتنی عمدہ مثال ہے، اور کتاب و سنت پر عمل پیرا ہونے کا کیا اچھا مظاہرہ ہے، اسی موقع کے لئے کہا گیا تھا،

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

جس وقت یہ جملے لکھنے والا لکھ رہا تھا معلوم ہوتا ہے اس کی غیرت و حمیت دینی

مردہ ہو چکی تھی برطانیہ کے عشق میں دل و دماغ ماؤف ہو چکا تھا، اور والیان ریاست سے داد تحسین وصول کرنے کیلئے قلب بے چین تھا قال اللہ و قال الرسول پر جس وقت پھبتی لکھی جا رہی تھی، کیا کتاب وسنت اس وقت موجود نہ تھی ڈاڑھی کا جس وقت یہ مذاق اڑایا جا رہا تھا، کیا اس وقت حکومت الٰہیہ کا تصور کھو گیا تھا، عبا اور تسبیح کے ساتھ ٹھٹھا مخول کرتے وقت کیا غیرت ایمانی جواب دے چکی تھی،،

زمانہ بتلائے گا کہ او دے شنکر اور دیوکارانی کا جس نے طعنہ دیا تھا اسکا حشر دنیا میں کیا ہوتا ہے اور اس کا خاتمہ کیسا ہوتا ہے، جو زندہ رہیں گے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے، جو نہ رہیں گے تاریخ میں پڑھیں گے، قدرت اسکا انتقام لیکر رہے گی، اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں،

مولانا مودودی کے شاندار کارنامے کچھ لوگوں نے بعض علماء سے پوچھا کہ جماعت اسلامی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے، انہوں نے از راہ اخلاص مشورہ دیا کہ، جماعت اسلامی سے اجتناب ہی بہتر ہے پھر کیا تھا یہ دیکھ کر مولانا مودودی چراغ پا ہو گئے، اور انتہا یہاں سے کی، لکھتے ہیں

دو افسوس ان صاحبوں کو تو شریفوں کی سی زبان بھی میسر نہ ہوتی

ایک دفعہ مولانا مودودی نے علماء پر پھبتی کستے ہوئے لکھا)

اسلام سے علم رکھنے والے عبا پوشوں پر متحدہ قومیت کا بھوت

سوار ہے ان کی غیرت ایمانی سرد ہو چکی ہے "

(ترجمان القرآن ذالحجہ ۱۳۷۵ھ)

بانی جماعت اسلامی کے ان اخلاقی نمونوں کو غور سے پڑھیں اور

سوچیں وہ کتنے پانی میں ہیں۔

علماء نے ان کی تحریر پر جب گرفت کی تو وہ تلملا اٹھے اور علمی صفائی

پیش کرنے کے بجائے یہ لکھا،

"ان کے آستانوں میں کھلبلی مچ گئی، کیونکہ انھیں فوراً خطرہ لاحق ہو جاتا

ہے کہ اس قسم کی قیادت قائم ہونے سے وہ ذراسی جائداد بھی ان کے

ہاتھ سے نکل جائے گی، جسے انتی قیمت دیکر انھوں نے بچایا ہے"

ترجمان القرآن مارچ، اپریل ۱۹۵۱ء)

علماء کی جائز گرفت کا جواب دینے کے بجائے، جماعت اسلامی کے

نائب امیر مولانا امین احسن اصلاحی نے لکھا،

نفسیاتی کمزوری یہ ہے کہ مولانا مودودی اور جماعت اسلامی سے ان

لوگوں کو جو خلش ہے وہ اس بات کی وجہ سے ہرگز نہیں ہے کہ خدانخواستہ

ان کے ہاتھوں اسلام کو کوئی نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ ساری خلش اس بات کی ہے کہ

مولانا مودودی کی تحریروں اور جماعت اسلامی کی دعوت سے خود ان کے حلقہ ہائے

عقیدت بھی متاثر ہونے چلے جا رہے ہیں اگر ان حضرات کو اس طرف سے اطمینان ہو جاتے

کہ ان کے اپنے حلقے جماعت کے اثر اندازیوں سے محفوظ رہیں گے

تو پھر مولانا اور ان کے رفقاء جو چاہیں کرتے پھریں ، انشاءاللہ سب

خیر و برکت ، اور خدمت و اعانت دین ہے ،، (ایضاً)

آپ ان نمونوں کو غور سے پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ مدعیان تجدید دین

کے اخلاق و اعمال کس قدر پست ، ان کے رجحانات و خیالات کتنے اوچھے اور

ان کی ذہنیت کتنی ذلیل واقع ہوتی ہے ، سب کو اپنے پر قیاس کر کے جو زبان

قلم پر آتا ہے لکھتے چلے جاتے ہیں ، چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنی کمزوریوں خامیوں ،

کوتاہیوں ، زیادتیوں ، اور عقائد کی گمراہیوں کا جائزہ لیتے اور ٹھنڈے دل

سے فیصلہ کرتے ، لیکن الٹے یہ گالیوں پر اتر آتے ہیں اور اسی کو کمال سمجھتے ہیں

وہ علماء جن کو برا کہا گیا | جن علماء کی شان اقدس میں جماعت اسلامی کی یہ

گالیاں ہیں دنیا جانتی ہے ہندوستان و پاکستان میں اس دور کے یہی وہ لوگ

ہیں ، جن کو حق و صداقت کے مینار ہونے کا فخر حاصل ہے ، ان کا کام رات دن

قرآن و حدیث کا درس دینا ہے ، تزکیہ قلوب ہے ، اخلاق و عمل کو سنوارنا ہے جنکے

فیض صحبت سے ہر سال سینکڑوں علماء ، فضلاء ، خطباء ، واعظین ، مقررین

مصنفین ، معلمین ، مضمون نگار ، اور زندگی کے مختلف شعبہ جات خادمین دین پیدا

ہوتے ہیں ، ان سے بلاواسطہ اور بالواسطہ ہزاروں ہزار تشنگان علوم دینیہ

سیراب ہوتے ہیں ان کے فیوض و برکات کی موجیں ہندوستان ، پاکستان ،

افغانستان، تبت، ملایا، برما، اور دوسرے ممالک میں لوگوں کو فیض یاب کرتی ہیں، بہت سے ملکوں میں دین کا چرچا انہی کے علم وعمل کی برکت کا نتیجہ ہے

جماعت اسلامی سے بیزاری! اگر آپ سے اختلاف دو چار کو ہوتا تو یہ مسئلہ سوچنے کے درجہ میں تھا، مگر حال تو یہ ہے، ہندوستان و پاکستان کا کوئی خطہ آپ سے خوش نظر نہیں آتا، بچہ بچہ آپ کی غیر دینی روش سے بیزار ہے علمار دہلی علمائے سہارنپور، علمائے دیوبند، علمائے مرادآباد، علمائے رامپور علمائے بہار، علمائے بریلی، علمائے فرنگی محل، علمائے لاہور، علمائے پنجاب علمائے بمبئی، کوئی بھی تو مطمئن نہیں ہے، پھر اہل حدیث رضا خانی فرنگی محلی دیوبندی، کون ہے جس نے بیزاری کا اعلان نہیں کیا، ان میں کس کس کو خود غرض مطلب پرست اور دنیاداد ثابت کریں گے، ان ہزاروں علمار کا دفعۃً جماعت اسلامی کی مخالفت میں متحد ہو جانا کیا کوئی معمولی واقعہ ہے کیا ان علمار میں کوئی بھی خدا ترس نہیں ہے؟ جس جماعت کی بے راہ روی پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے، بالیقین اس کو یا ہٹ جانا چاہئے، یا اس کی واقعی اصلاح ہونی ضروری ہے، تیسرا کوئی راستہ نہیں،

جماعت اسلامی کا موقف ہزار دلیل دیجئے کہ یہ سارے کے سارے علمار خود غرض ہیں مگر ایک سمجھدار کیسے یقین کرے گا۔ ایک طرف چند گنے چنے اڈیٹروں کی جماعت دوسری طرف پورے ہندوستان و پاکستان کے علمار اور اہل علم پھر جماعت

اسلامی میں کون مشہور عالم ہوا ہے جس پر قوم کو اعتماد ہو سکے، انشاپردازی
میں تو جماعت اسلامی والوں کو تھوڑی دیر کے لئے، مان لیا جائیگا مگر فقہ دانی
حق شناسی، اور کتاب و سنت سے کون واقفیت کو کون باخبر مانے گا، مولانا
ابوالاعلیٰ دراصل نہ عالم ہیں اور نہ باکمال انگریزی داں بلکہ گریجویٹ بھی
نہیں شاید میٹرک پاس بھی نہیں زیادہ سے زیادہ جو حیثیت ہے وہ ایڈیٹر اور اہل قلم
ہونگی وہ بھی صرف ایک پہلو سے زندگی کے اعتبار سے، وسعت نظر جو چاہیئے
سب جانتے ہیں نہیں ہے جماعت اسلامی کا سارا ڈھانچہ مولانا آزاد کی حزب اللہ
سے ماخوذ ہے، مگر بڑا فرق یہ ہے کہ حزب اللہ میں دینی رنگ غالب تھا اور یہ
اس کو راسخ کرنے کا جذبہ تھا، یہاں روشن خیالی غالب ہے اور پنجاب کا غیر دینی اثر
اور اسی رنگ کو اجاگر کرنا چاہتے ہیں، اس کے لئے پروفیسر نہرو صاحب کی
کتاب مولانا مودودی کی تحریک اسلامی کا مطالعہ مفید رہیگا۔"

دوسرا نمبر مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کا آتا ہے وہ مدرسۃ الاصلاح
سے فارغ تو ضرور ہیں مگر زندگی بھر انہوں نے بھی ایڈیٹری ہی کے فرائض انجام
دیئے کسی بڑے مدرسہ میں درس و تدریس کا موقع میسر نہ آیا، یہ اس لئے عرض
کیا جا رہا ہے، کہ آدمی ذمہ دار بن کر جب مطالعہ کرتا ہے تو اس کا مطالعہ قابل
اعتماد ہوتا ہے، اور ابھی چلے ہی تھے دینی پختگی بھی نہ آئی تھی کہ مولانا مودودی کے
ہتھے چڑھ گئے، اور انہوں نے کمال فرزانگی سے ان کو اپنا مقلد جامد *

* عہ ستر لئے میں نے کچھ دنوں ایک آدھ کتاب پڑھا ہے شاید یہی حال مولانا ابو اللیث کا بھی
رہا ہے

بنالیا، پھر مولانا اصلاحی صاحب نے جو پڑھا جس کتاب کا مطالعہ کیا مولانا مودودی
اور جماعت اسلامی کو سامنے رکھکر، اس کا جو نتیجہ ہونا چاہیئے ہوا،
مولانا اصلاحی کی جماعت اسلامی اور ملک و ملت میں ذاتی کوئی پوزیشن نہیں ہو
جو ہے مودودی صاحب کے مقلد جامد ہونے کی حیثیت سے ہے وہ جو
کرتے ہیں جو دیکھتے ہیں، جو لکھتے ہیں، اور جو کچھ کرتے ہیں سب انہی کا اشارہ
پاکر ورنہ، مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کا تعلیم یافتہ
اور وہ تملیک فی الزکوٰۃ جیسے اہم علمی و دینی مسئلہ کا انکار کردے اور قرآن
کا اتنا کھلا اعلان نہ سمجھ سکے؟

تیسرا نمبر مولانا ابو اللیث ندوی کا ہے سب جانتے ہیں کہ یہ بھی ایک
ایڈیٹر ہی کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں اس کے سوا کسی اور
حیثیت سے کبھی ان کو کسی نے نہیں جانا، نہ درس تدریس کا ذوق رہا، نہ اس
کا کام کو کبھی کیا یعنی ذمہ داری والا، دینی کام انھوں نے بھی کبھی انجام نہیں
دیا، جس سے قرآن و حدیث پر گہری نظر ڈالنے کا موقع ہوتا ایک ایڈیٹر جس طرح
اپنے مطلب کو سامنے رکھ کر ساری چیزوں کا مطالعہ کرتا ہے یہی حال ان کا
بھی ہوا، یہ بھی در اصل اصلاحی ہیں، ہاں ساتھ ہی ندوہ کے فیض یافتہ
بھی ہیں، مگر علماء کے طبقہ میں ان کا کوئی خاص مقام نہیں اب جماعت اسلامی
کی وجہ سے لوگ ان کو مولانا کی حیثیت سے جاننے لگے ہیں اور ہندوستان،

کی جماعت اسلامی کے امیر ہے

جماعت اسلامی کے ہند و پاک میں بس یہی تین اقانیم ثلاثہ ہیں، جن پر جماعت کی ساری عمارت کھڑی ہے، ایک اور صاحب ہیں جنکو جماعت کی حمایت حاصل ہے وہ ہیں مولانا نصراللہ خاں عزیز، اپنے اور ساتھیوں کی طرح ان کا پیشہ بھی اڈیٹری ہی ہے، گویا یہ چند اڈیٹر صاحب ہیں، جو جماعت اسلامی کے سب کچھ ہیں، آپ جانتے ہیں اڈیٹر جب بگڑتے ہیں، تو کیا غضب ڈھاتے ہیں، ہندوستان و پاکستان میں لاکھوں بے گناہ انسانوں کا خون انہی جیسے بگڑے ہوئے اڈیٹروں کے سر ہے، ان کو نہ شیرخوار بچوں پر رحم آتا ہے نہ جوان بیوہ پر ترس آتا ہے! ورنہ یہ بوڑھوں کو بخشتے ہیں یہی کچھ حال ہمارے ان چند اڈیٹروں کا ہے، یہ جب علماء کے خلاف اٹھ گئے، تو پھر آگے پیچھے کچھ بھی نہ سوچا ان غریب علماء دین کو بدنام اور بے اثر کرنے کیلئے جو کچھ یہ کر سکتے تھے، کر رہے ہیں، اپنے پیشہ کے سارے کرتب پیش کرکے رہیں گے، چاہے کسی کا دین و ایمان لٹ جائے، چاہے کچھ اور ہو،

دوسری طرف وہ علماء کرام ہیں جنکا تقدس مسلم، جنکا زہد و تقویٰ مانا ہوا، جنکا علم و فضل روشن، جنکی دینی خدمات اظہر من الشمس، جنکا کام درس و تدریس، افتاء و قضاء، تزکیۂ قلب، دینی و دنیاوی رہنمائی شعائر اسلام کی حفاظت، ——— جنسے وابستہ لاکھوں علماء و فضلاء، ہزاروں مصنفین و محققین کروڑہا کروڑ مسلمان، لاکھوں تہجد گزار و شب بیدار، سیکڑوں ہزاروں جدید تعلیم یافتہ ——— جن کی توجہ سے سیکڑوں عربی دینی مدارس اسلامیہ کا وجود قائم ہے، ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں مکتب چل رہے ہیں، سیکڑوں مختلف دوسرے ادارے زندہ ہیں۔

مدارس اسلامیہ اور جماعت اسلامی

کون نہیں جانتا کہ ۱۸۵۷ء کے بعد اگر دینی مدارس کا سلسلہ قائم نہ کیا جاتا، تو نہ آج ملک آزاد ہوتا، اور نہ مسلمان شاید مسلمان رہتے، انگریزوں کے آنے کے بعد الحاد، دہریت، اور عیسائیت کا جتنا زبردست پرچار ہوا، کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا، اسی طرح آریہ سماجی تحریک، اور شدھی کی تحریک رہ رہ کر جس طرح ملک میں تلاطم پیدا کرتی رہی، یہ بھی کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں، پھر دوسری مختلف گمراہ کن تحریکیں اٹھیں، مگر ان تمام سے جس نے مسلمانوں کو بڑی حد تک محفوظ رکھا، اس میں سب سے بڑا حصہ مدارس اسلامیہ کا ہے،

ہندوستان میں دین کا چرچا اب تک جس پیمانہ پر ہے، دوسرے ملکوں کو یہ بات حاصل نہیں ہے، اور یہ وہ امتیاز ہے، جس کا دوست دشمن دونوں کو اعتراف ہے، بلاشبہ یہ سارا فیض انہی مدرسوں کا ہے، جن کو توڑنے کے لئے مولانا مودودی بے چین نظر آتے ہیں،

یہاں پہنچکر ایک بات اور جو سمجھ میں آتی ہے، عرض کردیں، انگریزوں نے اپنے دور حکومت میں اسلامی مدرسوں کو جس طرح پامال کرنے کی کوشش کی، ہر شخص جانتا ہے

اس لئے کہ ان کو یقین تھا کہ اسلام کے لئے مضبوط قلعے یہی مدارس اسلامیہ ہیں، اسی وجہ سے آپ تاریخ پڑھنے کے بعد اس نتیجہ تک پہونچنے پر مجبور ہوں گے کہ انگریزوں کے سب سے بڑے کارنامے دو ہی ہیں، مدارس اسلامیہ کی تباہی و بربادی کی مسلسل جدو جہد اور علمائے قائم بالحق کو بدنام و بے اثر کرنے کی انتھک سعی، ملک دفعۃً جب تقسیم ہو کر آزاد ہو گیا، تو انگریزوں نے دیکھا کہ اب اس اسکیم کو یہاں کون چلائے گا مگر خوش قسمتی سے انگریزوں کو افسوس نہ کرنا پڑا، اور انگریزوں کے اس کام کی ذمہ داری جماعت اسلامی نے قبول کرلی، اور اب کتاب و سنت ہی کا نام لیکر، اسلام کی تعلیمات کے مٹانے کی کوشش جاری کردی گئی ہے،

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں اپنے دین کی تعلیمات کو سہارا دیا ہے، اور ہمیں پوری توقع ہے کہ وہ آج بھی اس کی اشاعت و تعلیمات کا سامان کرتا رہیگا،

مدارس اسلامیہ اور دینی تعلیم کا مضحکہ تعلیمات نبوی کو بے وقعت کرنے کی جو جدو جہد درپردہ جماعت اسلامی کی طرف سے ہو رہی ہے، کسی دشمن اسلام سے بھی یہ خطرناک سعی بلیغ نہیں ہوسکتی ہے، آپ حیرت سے پوچھیں گے، وہ کیسے؟ جواب میں مولانا مودودی کی یہ تحریر پڑھئے، لکھتے ہیں،

> "یہ غریب (مسلمان) تعلیم کے لئے جدید درسگاہوں میں جاتے ہیں، تو وہاں زیادہ تر مخلص اور مکار ملاحدہ، یا نیم مسلم و نیم ملحد حضرات سے ان کو پالا پڑتا ہے، قدیم مدارس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، تو اکثر مذہبی سوداگروں کے

ھتے چڑھ جاتے ہیں، دینی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو خطیبوں
اور واعظوں کی اکثریت انھیں گمراہ کرتی ہے، روحانی تربیت کے
طالب ہوتے ہیں تو پیروں کی غالب اکثریت ان کے لئے راہ خدا کی
رہزن ثابت ہوتی ہے" (جماعت اسلامی صفحہ ۹۰)

انداز بیان ملاحظہ کیا؟ کس کو سراہا، اور کس کو معاف کیا؟ جدید تعلیمیافتوں کو "مکار ملحد" "اور نیم مسلم نیم ملحد" یا زیادہ سے زیادہ "مخلص ملحد" کہدیا، قرآن وحدیث کے اساتذہ اور ارباب درس وتدریس کو "مذہبی سوداگر" کہکر جی خوش کیا، مقررین وواعظین امت کو "گمراہ" کے لقب سے نوازا، اور مسلمانوں کے روحانی پیشواؤں کو "راہ خدا کا رہزن" بنایا،

گویا مودودی صاحب کی جماعت اسلامی سے پہلے دنیا تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی، سارے مسلمان راہ راست چھوڑ چکے تھے، کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آیا، اور ابو الاعلیٰ مودودی پیغمبر بنکر روئے زمین پر تشریف لائے اور دنیا کو للکارا" کیا مولانا مودودی یہی باور کرانا چاہتے ہیں؟

اپنا خیال ہے اس دور میں مولانا مودودی کے اس دعویٰ کو ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں مانا جاسکتا، اور اگر نہیں تو پھر ایک کمیشن مقرر کیا جائے، جو ایمانداری سے ساری باتوں کا جائزہ لیکر فیصلہ دے کہ کیا ہم سب کو واقعی مودودی صاحب کے اس فیصلہ کے آگے سر جھکا دینا چاہئے؟

اگر یہ فیصلہ کمیشن نہیں دے سکتا اور ہرگز نہیں دے سکتا تو پھر سوچا جائے جماعت اسلامی کی خر دماغی پر روک ٹوک کی ضرورت ہے یا نہیں، ان کے غلط ادعا پر ان کو متنبہ کرنے کی ضرورت ہے، یا نہیں،

پھر اگر ٹوکتے ہیں تو یہ مدارس اسلامیہ کے درپے آزار کیوں ہیں، علماء کی پگڑیاں کیوں اچھالتے ہیں، روحانی پیشواؤں کا مذاق کیوں اڑاتے ہیں اور مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے کیوں بدظن کرانا چاہتے ہیں، کیا سچ مچ دوستی کے روپ میں یہ اسلام کی بیخ کنی نہیں ہے؟ کتاب وسنت ہی کا نام لیکر لوگوں کو کتاب وسنت سے نفرت دلانے کی سعی نہیں ہے؟

مولانا مودودی سمجھیں گے، ہم سے علماء ڈر گئے، تو بلا شبہ ہم فتنہ سے ڈرتے ہیں، کوئی شبہ نہیں کہ ہمیں جماعت اسلامی کی اس روش کا بیحد افسوس ہے، مگر ساتھ ہی یقین ہے کہ ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا،

موجودہ دینی نظام تعلیم کے نقصان دہ ہونے کا اعلان

جماعت اسلامی کی ہر کتاب میں کچھ ایسی باتیں ضرور ہوتی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدارس اسلامیہ کا جو نظام چل رہا ہے وہ سب کا سب نقصان دہ اور بیکار ہے، اور اپنے "جدید اسلام" کے پیش نظر وہ جدید کتابیں مرتب کرا رہی ہے، مولانا مودودی موجودہ مدارس اسلامیہ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں۔

"دوسرے یہ کہ جو لوگ دینی علوم کی باقاعدہ تعلیم حاصل کرتے ہیں

ان کے لئے عقلاً و نقلاً کسی طرح بھی درست نہیں ہے، کہ اپنے اوپر تقلید کو لازم کرلیں، یہ دراصل ہمارے نظام تعلیم کا بنیادی نقص ہے، اس طالب علم کو تحقیق کے بجائے تقلید کے لئے تیار کیا جاتا ہے، وہ اس نظام میں داخل ہی اس مفروضہ کے ساتھ ہوتا ہے، کہ تمام مسائل کا قطعی تصفیہ پہلے ہو چکا ہے، اب تحقیق کے لئے کوئی چیز باقی نہیں رہی، اور اس کا کام فقط یہ ہے کہ اپنے ائمہ کے اقوال سے واقف ہو جائے، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تحقیق کے ذرائع فراہم ہونے پر بھی وہ مقلد ہی رہتا ہے، تحقیق و اجتہاد کا رجحان ابتداہی میں فنا کر دیا جاتا ہے، ایسے نظام تعلیم سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جاسکتی، قرآن و حدیث سمجھنے کے وسائل تو فراہم کر دیئے جاتے ہیں مگر دل میں یہ بات بٹھادی جاتی ہے کہ ان سے تمھیں کام کچھ نہیں لینا ہے، اس سے بڑھکر ناقص تعلیم اور کیا ہوسکتی ہے"۔ (ترجمان القرآن ذی الحجہ ۵۷ھ)

دیکھا کہ کس خوش اسلوبی سے ایک ہی جنبش قلم میں سارے مدارس اسلامیہ کو ناکارہ ثابت کر دیا گیا، اور کتنی صفائی سے کہہ دیا گیا کہ اس نظام میں نہ کوئی خیر ہے، اور نہ آئندہ کسی خیر کی توقع ہے۔

بانی جماعت اسلامی کیا چاہتے ہیں؟ کھل کر بیان نہیں کرتے، کیا ان کی خواہش ہے کہ ایک ایک بچہ کو وہی اختیار دیدیا جائے، جو انھوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے

یا جماعت اسلامی کے رکن کی طرح ایک ایک مسلمان دعویٰ کردے کہ وہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے درجہ کو پہنچ گیا ؟

پاکستان میں مودودی صاحب کی سکیم پر عمل

جس اجتہاد کا مولانا علماء سے تقاضا کرتے رہے ہیں اب اس کا دروازہ پاکستان میں کھل چکا ہے اور اسکا ایک بہترین نمونہ " عائلی کمیشن کی رپورٹ " کی شکل میں سامنے بھی آگیا ہے، خلیفہ عبدالحکیم صاحب نے جس مجتہدانہ انداز میں رپوٹ تیار کی ہے، (پتہ نہیں مولانا مودودی کی نظر وہاں تک پہنچی بھی یا نہیں) جماعت اسلامی اسے دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑی ہوگی، کہ مولویوں نے مدرسہ سے نہ سہی، خلیفہ صاحب نے حکومت پاکستان سے تو ہماری اس دعوت پر عمل شروع ہی کردیا،

اسلام کا ستیاناس ہوجائے، جماعت اسلامی کی بلا سے، اجتہاد کا دروازہ تو کھل گیا، اور مولانا مودودی کی اسکیم تو چل گئی، مگر شاید یہ خیال نہ آیا ہوگا کہ

مچھلی سمجھ رہی ہے کہ لقمہ تر ملا ؛ صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی

فتنہ کے جس بند دروازہ کو جماعت اسلامی نے اپنی مسلسل جد و جہد کے بعد کھولا ہے، شاید یہ فتنہ خود مولانا مودودی کو غم میں نہ ڈال دے، اور ایسا ہو کر رہے گا، لوگ ان سے بھی آگے نکلنا چاہیں گے، اور جماعت اسلامی کی ان ہی تحریروں کو ثبوت میں پیش کریں گے،

بڑے دکھ کے ساتھ اس کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ جماعت اسلامی نے

اجتہاد کو سمجھا ہی نہیں ہے، اور نہ اس کو مدرسوں کے طرز تعلیم سے کوئی واقفیت ہے، سنی سنائی باتوں پر اس کا ایمان ہے، جماعت اسلامی کو کس طرح سمجھائیں کہ جس اجتہاد کی ہم ہر عام وخاص کو اجازت نہیں دیتے وہ ایسا اجتہاد ہے، جس کے لئے بہت سارے علوم وفنون میں مہارت تامہ کی ضرورت ہے، اور جو عام طور سے لوگوں میں پائی نہیں جاتی،

اجتہاد اور اس کی اہمیت اور اسی ایک اجتہاد کے لئے کیا، دوسرے بہت سے کاموں کے لئے بھی، صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، کیا ہر کام انجام دینے کا ہر ایک کو حق ہے؟ قانون پر رائے دینے کا حق وہی رکھتا ہے، جو ماہر وکیل ہو، نئی ایجادات پر اسی کو قدرت ہوتی ہے جس میں مخصوص خوبیاں پائی جاتی ہیں، جب ہر شخص ہر علم میں رائے دینے کا حق نہیں رکھتا تو اگر حدیث وقرآن سے مسائل کے استنباط کے لئے ہم کچھ ضروری شرائط بیان کرتے ہیں تو یہ قابل اعتراض چیز کیسے ہو گئی،

باقی رہا وہ اجتہاد، جو تحقیق مسائل کے معنی میں ہے، اس پر کوئی بندش نہیں، ہمارے نظام تعلیم میں اس کی پوری پوری آزادی ہے، ہمارے مدارس اسلامیہ کی درسگاہوں میں بیٹھکر سنئے، کہ طلبہ کتنی آزادی سے مسائل پر اعتراض کرتے ہیں اور اساتذہ نہایت سنجیدگی سے قرآن وحدیث پڑھکر ان کی تشفی کرتے ہیں، ایک ایک مسئلہ پر شاگرد، استاذ میں کئی کئی دن بحثیں چلتی رہتی ہیں

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ ہم میں کوئی اپچ نہیں ہے، ہے اور ضرور ہے، مگر
اس طرح نہیں کہ اس سے قرآن وحدیث مجروح ہوجائے، آخر فقہاء امت کے
بعد اتنے مسائل جو پیدا ہوتے رہتے ہیں، کیا ان کا جواب ہم نہیں دیتے، ہے
کوئی ایمان دار جو یہ کہے کہ ہم نے دارالافتاء سے ہوائی جہاز، ریل، ریڈیو،
لاؤڈ اسپیکر وغیرہ کے متعلق مسئلہ دریافت کیا، اور مفتی نے جواب نہیں دیا
فتاویٰ بہت سے چھپے ہوئے بھی ہیں، ان کو پڑھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں
فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ اشرفیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، اور فتاویٰ مولانا
عبدالحئ یہ سب بازاروں میں عام طرح سے ملتے ہیں، اسے لیکر آپ پڑھیں
اور دیکھیں جدید مسائل جو رات دن پیدا ہوتے رہے ہیں، ان کا جواب ان
میں درج ہے یا نہیں، پھر سمجھ میں بات نہیں آتی کہ جو لوگ ہیں، اور ہمارے
مدرسوں کو تقلید جامد کا طعنہ دیتے ہیں، ان کا کیا مطلب ہے، ہم پوچھتے
ہیں کہ وہ لوگ جو جماعت اسلامی سے متعلق ہیں، وہ مولانا مودودی پر
اعتماد کرتے ہیں، یا نہیں تحقیق مسائل میں ان کا قول بطور دلیل پیش کرتے ہیں
یا نہیں ؟ جھوٹا ہے جو اس سے انکار کرے۔ پھر کیا غضب ہے کہ جو کوئی
مودودی صاحب کا مقلد ہے، جبکہ وہ جو ماہر فن بھی نہیں۔ تو وہ قابل مدح و
ستائش، اور اگر کوئی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام
احمدؒ پر اعتماد رکھتا ہے، اور تحقیق کے بعد اعتماد کرتا ہے تو وہ قابل ملامت؟

بات وہی ہے، جو ہم کہتے آرہے ہیں کہ کل تک انگریزوں نے جھوٹا پروپگنڈا کیا، آج علماء کے خلاف جماعت اسلامی اس وظیفہ کو ادا کررہی ہے، ممکن ہے انگریزوں سے ان کا کوئی پیکیٹ ہو، یا ذہنی طور پر یہ لوگ واقعی اتنے مرعوب ہوں، کہ اس پروپگنڈا کی تحقیق کی توفیق نصیب نہیں ہوئی اور ایمان لے آئے،

لمحہ فکریہ | مختصر یوں سمجھئے کہ خلیفہ عبد الحکیم جیسے اجتہاد کے ہم قائل نہیں، مولانا مودودی صاحب کے اجتہاد کے قائل نہیں، عنایت اللہ مشرقی کے اجتہاد کے قائل نہیں، غلام احمد قادیانی کے اجتہاد کے قائل نہیں، عبد اللہ چکڑالوی کے اجتہاد کے قائل نہیں اور نہ ان کے اجتہاد کے قائل ہیں جو ان کی طرح دینی علوم وفنون میں مہارت نہیں رکھتے، جو خود دین کے تابع نہیں، بلکہ دین کو اپنے تابع کرنا چاہتے ہیں، باقی وہ لوگ جو خود اپنے کو دین کے تابع سمجھتے ہیں اور اسی پر انکا عمل بھی ہے ہم انکی تحقیق کو تسلیم کرتے ہیں، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رح، حضرت مولانا نانوتوی رح، حضرت شیخ الہند رح، حضرت مولانا تھانوی رح، حضرت مولانا کشمیری رح اور اس طرح دوسرے علماء کی تحقیق کو مانتے ہیں، اس پر عمل کرتے ہیں، اور انکی رائے چونکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہوتی ہے، اور ایک ماہر فن کی رائے ہوتی ہے، اس میں ہمیں تامل نہیں ہوتا، مولانا عبد الحیٔ فرنگی محلی حنفی تھے، مگر ہدایہ، شرح وقایہ، موطا امام محمد کے حواشی اٹھا کر پڑھئے اور دیکھئے کتنے مسائل

پھر ان کی تحقیق احناف کے مسلک سے مختلف ہے، مگر ان کو برا نہیں کہتے، حضرت العلامہ مولانا کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی فیض الباری چھپی ہوئی ہے، غور سے پڑھئے، کیا اس میں ایک ایک مسئلہ پر جو معرکۃ الآراء ہیں ایک مجتہد کی طرح بحث نہیں کی ہے اور پھر کیا کوئی ذی علم اس تحقیق کا بغیر سوچے سمجھے انکار کر دیتا ہے؟ ہرگز نہیں، مگر بات وہی ہے کہ علماء اور اہل علم کو یقین ہے کہ ان کی نگاہ کتاب وسنت پر جتنی وسیع چاہیئے انکو حاصل تھی، حضرت کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض علمی بحث پڑھ کر آدمی کی روح وجد میں آجاتی ہے،

لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جتنے طلبہ دیوبند سے نکلتے ہیں، سب کی شان یہی ہوتی ہے، اور سب کی رائے اسی درجہ میں رکھی جائے، جو لوگ کہتے ہیں کہ مولوی مقلد جامد ہوتا ہے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے، مولوی طبعاً محقق ہوتا ہے وہ آنکھ بند کر کے کسی کی بات مان ہی نہیں سکتا، بلکہ اسی کی آڑ لیکر یاروں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ مولوی جھگڑالو ہوتے ہیں، حالانکہ یہ سوائے تحقیق اور کسی بات میں مختلف الرائے کم ہی ہوتے ہیں، ہاں اگر مقلد ہونے کے یہ معنی ہیں کہ قرآن و حدیث نبوی کے آگے ہم گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، اس پر رائے زنی نہیں کرتے، قرآنی آیتوں سے غلط مطلب نکالنے کو برا سمجھتے ہیں، تو اس سلسلہ میں بلاشبہ علماء مقلد جامد ہیں، اور علماء کتاب وسنت میں جماعت اسلامی اور عیسائی کی طرح غلط کھینچ تان کے بالکل قائل نہیں ہیں بلکہ اس کے سخت مخالف ہیں، سہولت و عجلت پسندی

کا مرض وبا کی طرح پھیلتا جارہا ہے، ہم اسے خوامخواہ ہر جگہ اپنا نہیں کرتے،

مسلمانوں کو انگریز کے درجہ میں دیکھنے کا شوق

جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی علماء اور مدارس کے نظام تعلیم پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"امامت خواہ آگ کی طرف لیجانے والی ہو، یا جنت کی طرف بہر حال اس گروہ کا حصہ ہے جو سمع و بصر و فواد کو تمام انسانی گروہوں سے بڑھ کر استعمال کرے، یہ انسان کے حق میں اللہ کا بنایا ہوا اٹل ضابطہ ہے، .... جو یہ شرط پوری کرے گا تو دنیا کا امام بن جائے گا، اور نہ کرے گا تو مقتدی ہی نہیں، بلکہ اکثر حالات میں مطیع بھی بننے سے نہ بچ سکے گا، آپ کو جس چیز نے امامت کے منصب سے ہٹایا، اور ناخدا شناس اہل مغرب کو لا بٹھایا، وہ دراصل یہی ضابطہ تھا، آپ کے یہاں مدتہائے دراز سے علم کی جو حالت تھی اس میں بصر و فواد دونوں معطل تھے، اور سمع کا کام بھی صرف پہلے کی حاصل شدہ معلومات فراہم کرنے کی حد تک محدود تھا، بخلاف اس کے ناخدا شناس یورپ علم کے میدان میں آگے بڑھا اور امام بن گیا، اور آپ مقتدی بن کر رہ گئے"

(ترجمان القرآن دسمبر، جنوری ۱۹۴۱ء)

مولانا مودودی کا یہ کہنا کہ علماء قائم بالحق نے بصر و فواد کو معطل کر دیا، اور ان کا

استعمال جیسا چاہئے نہیں کیا، پتہ نہیں ان سے ان کی کیا مراد ہے، اگر منشا یہ ہے کہ ان میں جمود کی سی کیفیت برابر رہی تو یہ سرے سے غلط ہے، علما اسلام نے اپنے عروج کے زمانہ میں بصر و فواد کو جس طرح استعمال کیا اس کی مثال بھی ناممکن ہے مسلمانوں کے علمی کارناموں کی تاریخ عظیم الشان اور جاذب نظر ہے، جس کی نگاہ کوتاہ اور جس کا مطالعہ محدود ہے وہی ایسی بات کہہ سکتا ہے،

ہندوستانی علمار کا مقام باقی اگر غلام ہندوستان کے علما، کی طرف اشارہ ہے تو پہلے ان کی ملک میں جو پوزیشن ہے، اس کو سامنے رکھنا چاہئے، پھر اس سلسلہ میں کوئی گفتگو کرنی چاہئے، اپنی بساط بھر ہندوستان کے علمار میں ۱۸۵۷ء کے بعد جمود کا پتہ نہیں ملتا، بلکہ اس کے پہلے سے ان کی تاریخ ایمانداری سے لکھی اور پڑھی جائے تو شاندار ہی نہیں عظیم الشان اور مثالی تاریخ ہوگی، زندگی کا کون سا شعبہ ہے جس میں علما کسی سے پیچھے رہے ؟ محدود ماحول میں ایک جماعت جو کچھ کر سکتی تھی، اس سے بہت زیادہ ان حضرات نے کیا، جہاں حال یہ ہو کہ علما کو گرانے اور اسلامی تعلیم کو مٹانے کی سعی برطانیہ جیسی زبردست حکومت کر رہی ہو، خود اس کے اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف سے اس کو گالیاں، طعنے سننے میں آرہے ہوں، اس کی پوزیشن کا حال یہ ہو، کہ ان کے لئے حکومت نے اپنے محکموں میں کوئی مقام نہ رکھا، ان کی تعلیم پر حکومت ایک پیسہ خرچ کرنا ناجائز سمجھتی رہی، مسلمان اس کو بھکاری کہہ کر عار دلاتے رہے، مگر با ایں ہمہ اس نے دینی تعلیم کی درسگاہیں کھولیں، مالدار طلبہ نے رخ نہ کیا

تو غریبوں کو دعوت دی، اور ایک ماہر استاذ کی طرح جگہ جگہ بیٹھکر دین کی تعلیم
دی، ان علمار کو پیدا کیا جنھوں نے ہر مورچہ پر دین کی خدمت کی، دشمنوں کو
منہ توڑ جواب دیا، اور جہاں گئے کامیاب واپس آئے،
ہندوستان و پاکستان کی آزادی کس جماعت کی قربانیوں کا نتیجہ
ہے؟ اگر علمار نے یورپ کو یہاں علم میں، سیاست میں شکست نہ دیا ہوتا، تو
نقشہ میں پاکستان کا نام نظر نہ آتا، ہندوستان کو آزادی نصیب نہ ہوتی
اور مسلمان کے اعمال و اخلاق اور عقائد و معاملات کب کے بدل چکے ہوتے،
اور خدا گواہ ہے کہ اگر ہم اپاہج کی سی زندگی گذارتے تو پاکستان میں ایک
متنفس بھی نہ ہوتا، جو عائلی کمیشن کی مخالفت کرتا، بے پردگی پر مقالے اور
کتابیں لکھتا، قادیانی مذہب کی ناجائز پاسداری کی خلاف ورزی کر کے جیل
جاتا، حکومت الٰہیہ کا زبان قلم سے ہی سہی نام لیتا، خدا و رسول کا احترام کرتا،
کتاب و سنت کا نام لینے میں فخر محسوس کرتا، اور آج ہندوستان و پاکستان
ہی نہیں اکثر ممالک اسلامیہ میں دین کی سربلندی کا سچا جذبہ لوگوں میں پیدا کرتا
یہ سارے فیوض و برکات سچ پوچھئے تو انہی ہندوستانی علماء کے زبان و قلم اور
دل کی سچی پکار کا نتیجہ ہیں، یوں کہنے کو جو جی میں آئے آپ کہہ سکتے ہیں،
یہ نہیں سوچتے کہ ہم نے جو کچھ کیا، غلامی اور کس مپرسی کے باوجود کیا، کیونکہ
ہمارے ہاتھوں میں نہ حکومت تھی، نہ اس کا خزانہ تھا، اور نہ اس کی طاقت تھی،

اور حدیہ ہے کہ جماعت اسلامی سے وابستہ لوگوں کا تعاون بھی حاصل نہ تھا،

مخالفین علماء	خدارا نکتہ چینی کرنے والے سوچیں کہ خود انھوں نے کیا کیا،

۲ وہ تو ترقی یافتہ تھے، ان کے ماننے والے تو جدید تعلیمیافتہ تھے، ان کا تعلق تو حکومت وقت سے تھا، ان کی پہونچ تو افسروں میں تھی، پوری تاریخ پڑھ جایئے، سوائے گالیوں کے ان کا کوئی کارنامہ نظر نہ آئیگا، نکتہ چینی آسان ہے اور تخریب بہت سہل ہے، مگر تعمیر بہت دشوار اور سیرت سازی بڑا مشکل کام ہے،

چند دنوں ہی صرف چند حضرات نے علماء کے ساتھ تعاون کیا، جس کا نتیجہ جامعہ ملیہ دہلی کی شکل میں آجتک موجود ہے، اور آج بھی اس کو اپنے طرز تعلیم اور مقصد میں امتیاز حاصل ہے، کاش ہماری مخالفت نہ کی گئی ہوتی، تو دنیا دیکھتی کہ ہم ملک وملت کو کیا کیا دیتے، اور کہاں سے کہاں پہونچا کر دم لیتے،

باقی انگریزوں کی علمی ترقی کا طعنہ؟ طعنہ دینے والوں کو پہلے ماحول پر نظر ڈالکر کوئی بات کرنی چاہئے، ان کے ساتھ طاقت تھی، دولت تھی، معاونین کی کثرت تھی، سامان کی فراہمی تھی، داد وتحسین تھی، ہمت اور حوصلہ افزائی تھی، مدح و ستائش تھی، اور پھر کس چیز کی کمی تھی؟

ملہ اب یہ ادارہ ایک مستقل حیثیت رکھتا ہے۔ اور اب یہ اپنے طور پر آزاد ہے، چونکہ اب علماء کے مشورہ کو دخل نہیں اس لئے ایسی باتیں پیدا ہوتی جارہی ہیں جنھیں مذہبی نقطہ سے قابل اعتراض کہا جاسکتا ہے ۱۲

علماء کے کارنامے | مگر پھر بھی علماء نے اپنی بے سرو سامانی کے باوجود الحمد للہ اخلاق و اعمال میں، امن و امان میں، عقاید و معاملات میں، نظام حکومت میں اقتصادی نظام میں، زرعی نظام میں، عفت و عصمت کے نظام میں اور دوسرے شعبہ جات زندگی میں، دنیا کو جو کچھ دیا اس کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے،

یورپ کی امامت نے دنیا کو دہکتے جہنم میں لا کھڑا کیا ہے اور اس نے دنیا کو جو سوغات دیا ہے اس کا نام سنکر بھی انسانیت تھرا اٹھتی ہے، آگ و خون کی موسلا دھار بارش، عام تباہی و بربادی، چوری ڈکیتی، زناکاری و ہوسناکی، ناجائز دولت کی فراوانی پھر مرد و عورت کا اختلاط، ایٹم بم کی ایجاد، انسانیت کشی کی وبا، کالے گورے کی تفریق، بے ایمانی و غداری، اور اسی طرح کی کچھ اور چیزیں،

جماعت اسلامی والے شاید کہنے لگیں کہ علماء نے ریڈیو اور ہوائی جہاز کی سی ایجادات ٹینک اور مشین گن جیسے آلات، یہ سب تو نہیں کئے، مگر اس سوال سے پہلے سوچئے ہم تھے کس درجہ میں، ہمکو ان معاملات میں کس نے دخل کب دینے دیا اسلامی حکومت نے بھی اپنے قریب نہ ہونے دیا اور انگریزی حکومت تو ہماری جانی دشمن ہی تھی، پھر با ایں ہمہ ہم پر منہ آنا، اپنا منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے،

جماعت اسلامی کا اسلام کے ساتھ دلآزار تمسخر اور مذہبیت پر پھبتی | جماعت اسلامی کو عداوت تو ہے مولویوں سے، مگر صرف ان کو بے اثر

ثابت کرنے کے لئے جہاں علمائے کرام کے ہر پہلو پر حملہ کرنا ضروری سمجھا وہاں اس نے علماء کرام کے متعلق کسی چیز کو بھی معاف نہیں کیا، حدیث، اسماء الرجال، فقہ فتاویٰ، نظام تعلیم، تصوف، ان میں ہر ایک پر اپنی پوری قوت سے بھرپور حملہ کیا، لے دیکھ بچا تھا، "اسلام اور اسپرٹ عمل" جماعت اسلامی نے اس کو بھی نہیں بخشا بلکہ کاری ضرب اس پر بھی لگائی، مگر یہ چالاکی ہر جگہ رہی کہ جو کیا، اسلام کا نام لیکر ہی کیا، اس کی مثال بالکل یوں سمجھئے کہ آج جس طرح امریکہ امن کا نام لیکر دوسرے غریب ملکوں کی گردن دبوچتا رہتا ہے، یا جس طرح مزدور کا نام لیکر اسی کو کچلا جاتا ہے، یہی کچھ حال جماعت اسلامی کا ہے کہ زبان پر نام تو ہے اسلام کا، مگر گردن بھی کاٹی جا رہی ہے اسلام ہی کی، مودودی صاحب کی یہ تحریر پڑھئے۔

"اسلام کے حق میں اس رکاوٹ کو جس چیز نے شدید تر رکاوٹ بنا دیا ہے، وہ ہماری بے جا مد، اور بے روح مذہبیت ہے، جسے آجکل اسلام کہا جا رہا ہے، اس بے روح مذہبیت کا پہلا بنیادی نقص یہ ہے کہ اس میں اسلام کے عقائد اور عبادات کو کوئی ربط اجتماعی نظام اور کاروبار حیات دنیا سے قائم نہیں رہا ہے، اسلام کے عقائد ایک دھرم کے مزعومات بنا کر رکھدیئے گئے ہیں" (ترجمان القرآن صفحہ ۳۶ ج ۱۸)

دل پر پتھر رکھکر آپ اس تحریر کو پڑھ چکے، کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اسلام ہی کا نام لیکر اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، اسلامی مذہبیت کو بے روح کہکر اس کے ساتھ تمسخر کیا جا رہا ہے جو کام انگریزوں کے کرنے کا تھا، اسے جماعت اسلامی کے امیر و بانی نے انجام دیا، اس تحریر کا اثر ایک ہندو، عیسائی، پارسی اور یہودی کیا لے گا؟ کیا وہ سمجھنے پر مجبور نہ ہوگا کہ جب جماعت اسلامی کا بانی ہی ایسا لکھتا ہے تو پھر اسلام جیسا مذہب ہے وہ ظاہر ہی ہے، اور کیا دوسرے مذاہب والے اس دین سے متنفر نہ ہو جائیں گے؟

اس سے بڑھکر برا انداز بیان اور کیا ہو سکتا ہے، قلم کے دھنی کو سوچنا چاہیے تھا کہ علما، اور مدارس اسلامیہ کی دشمنی میں اصل دولت ہی جا رہی ہے، مودودی صاحب! آپ جی بھر کر اسلامی تعلیمات کو رسوا کیجئے، منجمد شاستر کہئے، اور جو جی میں آئے لکھئے، مگر یاد رکھئے قدرت کا انتقام بڑا سخت ہوتا ہے، اس کے یہاں دیر ہے، اندھیر نہیں،

اسلام کے عقائد و عبادات پر الزام | الزام کتنا غلط ہے کہ اسلامی عقائد و عبادات کو اجتماعی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے، کار و بار حیات دنیا سے اسکا کوئی ربط نہیں ہے،

حدیث و فقہ کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے کہ کون ایسا اجتماعی نظام ہے اور کون زندگی کا ایسا کار و بار ہے جس سے اسلام کے عقائد و عبادات کو ربط نہیں ہے

اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کئے بغیر کچھ لکھنا غیر ذمہ دارانہ بات ہے،

اسلام کا سارا نظام ہی اجتماعی ہے، انفرادیت سے زیادہ زور اجتماعیت پر ہے، حد یہ ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ان سب کا تعلق اجتماعی نظام اور کاروبار حیات سے ہے، نماز کے لئے وقت مقرر اور سب کے لئے ایک جماعت کی نماز واجب اور محلہ میں ایک جگہ مسجد میں، روزہ کا مہینہ مقرر، وقت مقرر، سب کے لئے یکساں حکم، حج اجتماعی نظام کا بہترین مظاہرہ ہے، زکوٰۃ کا تعلق جن لوگوں سے ہے کوئی چھپی ڈھکی بات نہیں ہے،

جس نے عقائد کی کتاب پڑھی ہو، نہ اجتماعی نظام کا مطالعہ کیا ہو نہ عبادات پر گہری نظر ڈالی ہو، اور نہ اس کے سمجھنے میں کبھی وقت صرف کیا ہو، وہ کیا جانے امریکن مشن سے یہ معلومات حاصل نہیں ہو سکتی ہیں، جس کے جماعت اسلامی والے مقلد ہیں، اسلام کے سمجھنے کے لئے انہی کتابوں کا مطالعہ کرنا ضروری ہے، جنکا مذاق اڑاتے ہوئے بانی جماعت اسلامی نہیں تھکتے، ندوۃ المصنفین نے اردو میں بڑا اچھا ذخیرہ فراہم کر دیا، آپ اس کا مطالعہ کریں، اسلام کا نظام حکومت، اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام کا نظام مساجد، اسلام کا نظام عفت و عصمت اسلام کا زرعی نظام وغیرہ وغیرہ،

ایک غلط پروپگنڈا ایک غلط فہمی جو عام طور پر پھیلا دی گئی ہے یہ ہے کہ مدارس اسلامیہ میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، اس کا تعلق صرف عبادات ہی سے ہے،

حالانکہ یہ سرے سے غلط ہے، ہمارے یہاں مدرسوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اس کا بڑا حصہ اجتماعی نظام اور کاروبارِ حیات ہی سے متعلق ہے، زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہیں، جس کے لئے ہمارے نصاب میں روشنی نہ ہو، عبادت کی اہمیت ہمارے یہاں ضرور ہے اور ہونا چاہئے، مگر تعلیم کے اعتبار سے اسکا حصہ ۱/۴ سے زیادہ نہیں، ہمارے نصاب میں فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ ہے۔ یہ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں عبادات کا حصہ سچ پوچھئے تو صرف آدھی جلد ہے، ورنہ پوری کتاب میں ان مسائل سے بحث ہے جس کا تعلق زندگی کے مختلف شعبہ جات سے ہے، اور جن کی ہر ہر قدم پر ضرورت ہوتی ہے، پھر جو ۱/۸ حصہ عبادات سے متعلق ہے سوچئے تو ان عبادات میں بھی ہمارے یہاں نظام زندگی کے لئے نوک و پلک کی درستی بھی شامل ہے، اسی طرح حدیث کی جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، ان میں بھی انسان کا کوئی ایسا شعبۂ حیات نہیں جس سے متعلق روشنی حاصل نہ ہوتی ہو، آپ جانتے ہیں مشکوٰۃ حدیث کی ایسی کتاب جو ہر مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہے، ذرا ان کے ابواب پر سرسری نظر ڈال لیجئے، نمایاں عنوان یہ ہیں، ایمان، طہارت، صلوٰۃ، جنائز، زکوٰۃ روزہ، حج، خرید و فروخت (بیوع) اور کاروبار، مزارعت، شفعہ، اجارہ، لقطہ (گری پڑی چیز) فرائض، وصایا، نکاح، طلاق، رضاعت، نفقات، پرورش آزادی، غلامی، ایمان و نذور، قصاص (خونریزی سے متعلق قوانین) حدود

چوری، ڈکیتی، زناکاری، شراب خوری، تعزیر، امارت وقضا، جہاد وجنگ وامن، نظام حکومت، امن وامان، جزیہ ٹیکس، صلح، شکار اور ذبیحہ، عقیقہ کھانے پینے کی بحث، مہمان نوازی سے متعلق احکام، پوشاک کے متعلق بحث علاج ومعالجہ کی بحث، خواب سے متعلق بحث، آداب، باہمی انس ومحبت اور تعلقات کی بحث، دنیا میں رہکر زندگی گذارنے کا ڈھنگ، فتن، ملاحم وغیرہ وغیرہ،

ابواب فقہ پر ایک نظر اسی طرح فقہ کی کتابوں میں جن عنوان پر بحث ہوتی ہے اس پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے، کتاب الطہارت، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب البیوع، باب خیار الشروط، باب خیار الرویۃ، باب خیار العیب، باب البیع الفاسد، باب الاقامہ، باب المرابحہ والتولیۃ، باب الربوا، باب السلم، باب الصرف، کتاب الرہن، کتاب الحجر، کتاب الاقرار، کتاب الاجارہ، کتاب الشفعہ، کتاب الشرکۃ، کتاب المضاربۃ، کتاب الوکالۃ، کتاب الکفالۃ، کتاب الحوالہ، کتاب الصلح، کتاب الھبہ، کتاب الوقف، کتاب الغصب، کتاب الودیعۃ، کتاب العاریۃ، کتاب اللقیط، کتاب اللقطہ، کتاب الخنثیٰ، کتاب المفقود، کتاب الاباق کتاب احیاء الموات، کتاب الماذون، کتاب المزارعۃ، کتاب المساقات، کتاب النکاح، کتاب الرضاع، کتاب الطلاق، کتاب الایلاء، کتاب الخلع

کتاب الظہار، کتاب اللعان، کتاب العدۃ، کتاب النفقات، کتاب العتاق، کتاب المکاتب، کتاب الولاء، کتاب الجنایات، کتاب الدیات، باب القسامۃ، کتاب المعاقل، کتاب الحدود، باب حد الشرب، باب حد القذف، کتاب السرقہ وقطاع الطریق، کتاب الاشربہ، کتاب الصید و الذبائح، کتاب الاضحیہ، کتاب الایمان، کتاب الدعویٰ، کتاب الشہادات، کتاب اداب القاضی، کتاب القسمۃ، کتاب الاکراہ، کتاب السیر، کتاب الحظر والاباحۃ، کتاب الوصایا، کتاب الفرائض وغیرہ وغیرہ،

ایمان داری سے بتایا جائے، کاروبار حیات کا کونسا گوشہ ہے جو ان میں نہیں آیا، ؟ اجتماعی نظام کی کونسی بات ہے، جو رہ گئی ؟ کسی پر الزام لگانا بڑا آسان ہے، یہ تو صرف ہم نے حدیث وفقہ کی طرف اشارہ کیا، پھر ہمارے مدارس اسلامیہ میں دوسرے مختلف فنون کی بھی پڑھائی ہوتی ہے ہمارا دعویٰ ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تعلیمات میں جولانی نہیں، جمود ہے وہ یا تو جھوٹے ہیں، یا ناواقف، جو حضرات عربی نہیں پڑھے ہوئے ہیں، وہ شاید اوپر جو ابواب ہم نے نقل کئے ہیں، پورے طور پر سمجھ نہ پائیں گے اور نہ ان کی ہمہ گیری کا اندازہ لگا سکیں گے، ان کو چاہئے کہ کسی اچھے عالم سے ان ابواب کے متعلق معلومات حاصل کریں۔

اظہار افسوس | افسوس اس کا بھی ہے کہ ہم نے عوام اور غیروں کو تفصیل

سے کبھی یہ بتانے کی سعی نہیں کی، کہ ہمارا نصاب زندگی کے کن امور سے متعلق ہو ملک و ملت کے کیسے کیسے مسائل پر ہم بصیرت فراہم کرتے ہیں، اب وقت آگیا ہے، کہ اس طرف توجہ دی جائے، انگریزوں کے سو سالہ پروپگنڈا نے جو زہر بویا ہے، اب اس کے تریاق کی ضرورت بیحد ضروری ہے، علماء کی ذراسی توجہ سے سارا مسئلہ حل ہو سکتا ہے،

اخیر میں اپنے درد دل کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا، کہ آجکل ہر مسئلہ پر بولنے لکھنے کے لئے آدمی مطالعہ کرتا ہے پھر لکھتا ہے، مگر علماء اور مدارس اسلامیہ پر لکھنے کیلئے اسکی زحمت برداشت نہیں کی جاتی، سب کا ایمان سنی سنائی باتوں پر ہے، قلم اٹھاتا ہے اور لکھتا چلا جاتا ہے، وہ علماء بھی بے غیرت واقع ہوئے ہیں، جو محض گروپ بندی کی وجہ سے ناجائز حمایت کرنے پر تل جاتے ہیں،

اس کی مثال بالکل ان عورتوں کی سی ہے جن کو آزادی کے نام پر عرش سے فرش پر اتار دیا گیا ہے جن کی عفت وعصمت کے آبگینے چور کر ڈالے گئے ہیں، جن کی غیرت وحمیت کا جنازہ نکال دیا گیا ہے، جن کو گھر کی رانی سے نکال کر مزدوری پر لگا دیا گیا ہے، مگر وہ عورتیں ہیں کہ خوش خوش پھر رہی ہیں، اور سمجھ رہی ہیں آزادی مل رہی ہے، ہم مرد کی غلامی سے نکل رہی ہیں، وزارت میں حصہ مل رہا ہے، آفسوں میں جگہ مل رہی ہے، کمیٹیوں میں رکنیت سے سرفراز کی جارہی ہیں، اور اس کا احساس بالکل نہیں کہ جنت سے

کھینچ کر دہکتے جہنم میں لاکھڑی کردی گئی ہیں، یہ ترقی نہیں تنزلی ہے، اور آزادی نہیں بدترین غلامی ہے،

بلاشبہ ہمارے نصاب میں کچھ جدید فنون کی کمی ہے، اور ہمیں خود اسکا شدت سے احساس ہے، اور رات دن اس فکر میں ہم منہمک ہیں کہ ہمارے یہاں اس طرح کی جو کمی ہے، وہ جلد سے جلد پوری ہو جائے، اور انشاء اللہ دیر سویر یہ بات ہو کر رہے گی،

مگر اس کو کیا کیا جائے کہ مدارس آج جس طرح چل رہے ہیں، اور ان کی آمدنی جس حد تک محدود ہے، اس ماحول میں باوجود احساس ان کمی کو پورا کرنا آسان نہیں ہے،

مولانا مودودی کے افکار وخیالات

مولانا مودودی صاحب کے سوچنے کا خاص ڈھنگ ہے اور ان کو اپنی اس لائن پر اتنا اعتماد ہے کہ وہ دوسروں کو بھی اسی ڈھنگ سے سوچنے کی دعوت دیتے ہیں اور جو اس پر ایمان نہیں لاتا، اسے اپنی انشاپردازی کا تختۂ مشق بنا لیتے ہیں اور پھر جماعت اسلامی کے تمام افراد بھی انہی کی پیروی میں بے تحاشا گالیاں لکھنا شروع کردیتے ہیں، اس عنوان کے تحت ہم چاہتے ہیں کہ ان کے خصوصی افکار پر ایک ہلکی سی روشنی پڑ جائے؛ تاکہ آپ کو اندازہ لگانے میں آسانی رہے،

شعبان ۷۰ھ کے ترجمان القرآن کے جس پرچہ میں مودودی صاحب نے جی بھر کر شیخ الاسلام مولانا مدنی مدظلہٗ کو مہذب گالیاں دی ہیں، آپ کے تقویٰ وطہارت، زہد وقناعت، اور دیانت پر طنز کیا ہے، اور ساتھ ہی اس پر بھی ماتم کیا ہے کہ کل تک تو مخالفت نہ کی، اور آج یہ حضرات کیوں مخالف ہوگئے اور پھر اس کو بہانہ بنا کر یہ ثابت کرنے کی لاحاصل سعی کی ہے کہ آپ کا اختلاف اخلاص کی بنیاد پر نہیں ہے، حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ آدمی گھنٹہ گھنٹہ بدلتا ہے اور پانچ سال کے بعد مولانا مودودی میں جو انقلاب آیا، اس کا احساس تو ہر شخص کو ہے،

کون نہیں جانتا کہ پہلے آدمی اطمینان سے ہر چیز کا جائزہ لیتا ہے، ایسی ویسی بات دیکھتا ہے تو نظر انداز کر دیتا ہے، مگر جب وہ دیکھتا ہے کہ نور سے ظلمت کی طرف جا رہا ہے اور اب خیر کی کوئی توقع نہیں تو وہ مجبور ہوتا ہے کہ ایک غلط کار کو رد کرے

——— پھر آگے چل کر اپنے خاص انداز میں اپنی بڑائی کا اظہار ہے،

اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ فرمایئے، اور حضرت شیخ الاسلام کی کرامت، کہ اسی پرچہ میں مولانا مودودی صاحب کا ایک تازہ اجتہاد بھی شائع ہوا، جو بالکل غلط، کتاب و سنت کے بالکل خلاف، ایک شخص نے پوچھا تھا کہ ہند و پاک میں رشتہ مناکحت اور وراثت کا مسئلہ جائز ہوگا، یا نہیں،

ہندو پاکستان کے مسلمانوں میں باہم مناکحت کا انکار	مولانا مودودی صاحب نے اپنے ڈھنگ سے اس تمہید کے ساتھ جواب دیا کہ "جہاں تک

مجھے علم ہے قرآن کا منشا یہی ہے؟ کیا ہے لکھتے ہیں۔

"آئندہ شادی بیاہ کا تعلق پاکستانی، اور ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان نہ ہونا چاہیئے" (ترجمان القرآن شعبان ۷۰ھ)

کون نہیں جانتا کہ مولانا مودودی صاحب کا یہ اجتہاد از سرتا پا غلط ہے، حدیث نبوی کے خلاف ہے، عہد رسالت سے اس وقت تک جو مسئلہ مسلم تھا، اس کا توڑنا ہے مگر مولانا مودودی نے جواب اپنے اسی شان اڈیٹرانہ کے ساتھ دیا، اگر ان کا یہی حال رہتا، اور ان کو ٹوکا نہ جاتا، تو کیا حال ہوتا، قرآن و حدیث کو

غارت کر کے رکھ دیتے، اور مسلمانوں کو تباہ کر دیتے، وہ تو اچھا ہوا علماء کرام نے بروقت نوٹس لیا، اور لوگوں کو تباہ ہونے سے بچالیا، اور تو اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ موجود ہے کہ آپ نے دار الکفر میں نکاح کیا ہے،

مکہ معظمہ جس زمانہ میں دار الکفر تھا، اسی زمانہ کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "سرف" میں جو مکہ میں ہے حضرت ام المؤمنین حضرت میمونہ رض سے شادی کی، حدیث ہے،

ان میمونۃ قالت تزوجنی	ام المؤمنین حضرت میمونہ رض نے فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے واپس
ونحن حلالان بعد ما رجع من	ہوتے ہوئے سرف میں مجھ سے نکاح کیا
مکۃ بسرف (دارمی باب تزویج المحرم)	اور ہم دونوں حلال تھے، محرم نہ تھے

اس سلسلہ میں اور بھی روایتیں حدیث میں مذکور ہیں، عینی وغیرہ نے تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے، غالباً اب مودودی صاحب اور اور ان کے رفقا کو بھی اس سلسلہ میں اپنی اس فاحش غلطی کا اعتراف ہے،

ڈاڑھی کے یکمشت کی قید کا انکار مولانا مودودی نے ڈاڑھی پر پھبتی کس کر عوام کی نگاہ میں اس کو بے وقعت بنانے کی سعی کی، اور پھر ڈاڑھی کی مقدار جو ایک مٹھی صحابہ کرام سے تصریحاً ثابت ہے، اس کا انکار کرتے ہیں، لکھتے ہیں

"میرے نزدیک کسی کی ڈاڑھی کے چھوٹے بڑے ہونے سے کچھ خاص

فرق واقع نہیں ہوتا۔"

پھر اس کا مذاق اڑاتے ہوئے فرماتے ہیں

"اگر کسی کی حقیقی جان نثاری و وفاداری اللہ کی راہ میں طویل ہو تو کوئی بڑا نقصان نہ ہو جائے گا اگر اس کی ڈاڑھی قصیر ہو"

(دیکھئے ترجمان القرآن مارچ جون ۱۹۴۵ء)

مختلف مضمون میں انھوں نے ڈاڑھی پر اس طرح بحث کی ہے کہ عوام ڈاڑھی سے بدظن تو ہو گئے مگر ان کو اس کی طرف کوئی توجہ نہ ہو گی، علمائے سلف اب تک لکھتے آ رہے تھے اور مسلمان مانتے آ رہے تھے کہ داڑھی مسلمانوں کا شعار ہے، انبیاء علیہ السلام کی سنت ہے، اور یہ حدیث نبوی سے ثابت بھی ہے مگر مولانا مودودی نے اپنے ایک جنبش قلم سے سب کو ختم کر دیا، آپ نے قرآن میں یہ آیت بار بار پڑھی ہو گی، کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا،

لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ (ط) تم میری ڈاڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑو،

سوچئے اگر ڈاڑھی نہیں تھی تو پھر اس کا کیا مطلب تھا، اور اگر تھی اور یقیناً تھی تو فرمایئے پکڑنے میں جو ڈاڑھی آئے گی کم از کم اس کو کتنی بڑی ہونی چاہئے کیا یکمشت سے کم ڈاڑھی پکڑنے میں آ سکے گی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں صراحت ہے کہ آپ کے ڈاڑھی تھی، جس میں آپ خلال کرتے تھے

جسے آپ بکثرت سنوارا کرتے تھے، حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام بھی ڈاڑھی رکھتے تھے، حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے ڈاڑھی کا وضو میں خلال کیا، فلاں صحابی آئے اور ان کے سر اور ڈاڑھی کے بال الجھے ہوئے تھے، آپ نے حکم فرمایا کہ اس کو سنوار دو،

رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

خالفوا المشرکین واحفوا الشوارب	مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھی بڑھاؤ
واوفوا اللحی (مسلم ۱۲۹/۱۲)	اور مونچھ پست کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق حدیث میں ہے،

عن ابن عمر عن ابی انہ قال امرنا	حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ
باخفاء الشوارب واعفاء اللحیہ	نے ہم لوگوں کو مونچھ کے پست کرنے اور
(ایضاً)	ڈاڑھی کے بڑھانے کا حکم دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے،

ان سارے ثبوت کے باوجود ڈاڑھی کے مسئلہ کو اس طرح پیش کرنا، کہ جس سے عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ ڈاڑھی مدفاضل ہے، مولانا مودودی کی زبردستی اور ان کا کھلا ہوا ظلم ہے،

ہم جانتے ہیں کہ مولانا مودودی نے یہ ساری کارروائی اس لئے کی کہ جدید تعلیمیافتہ اور روشن خیال طبقہ ان کے قریب ہو سکے، مگر ایسی قربت کی

کوشش ہی کیا کہ جس میں دین کی کچھ باتوں کو چھوڑنا پڑے خواہ وہ بظاہر معمولی ہی درجہ کی ہوں،

آپ جانتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار مکہ نے کہا تھا آپ میری کچھ باتوں کو مان لیجئے، اور میرے بتوں کو برا نہ کہئے، ہم آپ کے دین کو مان لیں گے، آپ نے اہل مکہ کی اس شرط کو ٹھکرا دیا، اور قرآن نے اعلان کیا لکم دینکم ولی دین، اس واقعہ سے معلوم ہوتا کہ دین کا کچھ حصہ چھوڑنا یا دین کے خلاف کچھ اور باتوں کو ماننا کسی حال میں درست نہیں ہے،

مولانا مودودی ایک نئی راہ پر مولانا مودودی ہمارے علمائے سلف کی ان اصطلاحات کے بھی مخالف ہیں جو عرصہ سے چلی آرہی ہیں، اور کتاب و سنت کی روشنی میں مقرر کی گئی ہیں، یہ اپنی ایک نئی دنیا الگ بسانا چاہتے ہیں، ہم کس طرح سمجھائیں کہ جمہور کی رائے کے خلاف جس نے بھی کوئی نئی راہ اختیار کی، وہ دیر سویر گمراہ ہو کر رہا، بہرحال مولانا مودودی جو فرماتے ہیں، سن لیں، لکھتے ہیں،

"میں اسوۂ اور سنت، اور بدعت وغیرہ اصطلاحات کے ان مفہومات کو غلط بلکہ دین میں تحریف کا موجب سمجھتا ہوں، جو بالعموم آپ حضرات کے یہاں رائج ہیں۔" (ترجمان القرآن مئی جون ۱۹۴۵ء)

اچھا ہے ہماری ان اصطلاحوں کو نہ مانئے جو کتاب و سنت کی روشنی میں مقرر کی گئی ہیں اور حدیث سے ماخوذ ہیں، ایک نئی دنیا بسایئے جس کی زمین و

آسمان سب سے الگ ہوں، اس دنیا کی صبح و شام رنگین، جاذب نظر، اور امریکہ و یورپ کا حسن دلفریب لئے ہوئے ہوں، بات بھی درست ہے کہ یہ قدیم اسلام جس کو مولوی ہر جگہ لئے پھرتے ہیں، اپنی تمام موجودہ صورت و شکل سمیت نامقبول ہو رہا ہے، ساڑھے تیرہ سو برس کا پرانا دین اس نئے زمانہ میں کھپ نہیں سکتا ہے، جب تک اس میں جدت سے کام نہ لیا جائے۔

مودودی صاحب! آپ بھی کیا کیا سوچتے رہتے ہیں، تیرہ سو برس میں جتنے اہل علم مسلمان پیدا ہوئے، وہ سب کے سب ناسمجھ ہی تھے، کسی کی سمجھ میں وہ بات نہیں آسکی جو آپ سوچ رہے ہیں، یقین فرمائیے یہ سب چیزیں آپ کی ذہنی اپچ ہیں جس کی عمر بہت کم ہے اور جو اندر سے بالکل کھوکھلی ہیں۔

فقہاء و محدثین کی اصطلاح نہ مان کر آپ جو جدت پیدا فرمائیں گے، وہ صرف چند دنوں کے لئے ممکن ہے دلکش ہو، مگر اس کا انجام عام مسلمانوں کی گمراہی کے سوا کچھ نہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کے لئے مسلمانوں پر رحم فرمائیے،

اسلام اور پیغمبر اسلام مودودی صاحب کی نظر میں

مولانا مودودی صاحب کے قلم سے قصداً یا بغیر قصد ایسے جملے ٹپک پڑے ہیں، جو ایک متدین اور واقف علوم دینیہ کی نگاہ میں کھٹکتے ہیں اور اس کے دل کو گزند پہنچاتے ہیں، اور وہ محسوس کرتا ہے کہ اس طرح کا اسلوب بیان عوام کے لئے گمراہ کن ہے جس سے ہر ایک اہل علم کو بچنا چاہئے، ان میں سے چند جملے حاضر خدمت ہیں ملاحظہ

فرمایا جائے، لکھتے ہیں،

(۱) حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی مذہب کا اور مسلمان کسی قوم کا نام نہیں، بلکہ دراصل اسلام ایک انقلابی نظریہ و مسلک ہے"

(تفہیمات ص۶۷ مطبوعہ ترجمان لاہور)

(۲) "اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب انقلابی لیڈر تھے، اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے انقلابی لیڈر تھے" (ایضاً ص۶۸)

(۳) "اسلام کے حق میں اس رکاوٹ کو جس چیز نے شدید تر رکاوٹ بنا دیا ہے، وہ ہماری یہ جامد اور بے روح مذہبیت ہے، جسے اسلام کہا جا رہا ہے" (ترجمان القرآن ص ۱۸/۳۴)

(۴) دوسرا بنیادی نقص اس مسخ شدہ مذہبیت میں یہ ہے کہ اس میں اسلامی شریعت کو ایک منجمد شاستر بنا کر رکھ دیا ہے، اس میں صدیوں سے اجتہاد کا دروازہ بند ہے" (ترجمان القرآن ط ۱۸/۱)

مودودی صاحب کے ان جملوں کو بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ کیا ان کا اسلوب بیان عوام کیلئے کسی حال میں مفید کہا جا سکتا ہے، بلکہ اس سے بڑھ کر کیا ان سے عوام کے گمراہ ہونے کا خطرہ نہیں ہے، اسلام کو بے روح مذہبیت سے تعبیر کرنا پیغمبروں کو بغیر کسی قید "انقلابی لیڈر" کہنا، اسلام کے حق میں "اسلام" کو رکاوٹ بتانا، اور شریعت کو "منجمد شاستر" قرار دینا ایسی جرأت ہے، جو کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی،

یہ ساری چیزیں شہادت دیتی ہیں کہ مولانا مودودی کس طرف جا رہے ہیں اور عوام کو کس طرف لیجانا چاہتے ہیں، جدت پسندی کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ایسی باتیں کی جائیں، جس سے عوام اصل دین سے بدظن ہو جائیں اور ایک "جدید اسلام" کی ضرورت محسوس کریں، اور پھر اس وجہ سے وہ مولانا مودودی صاحب کی تحریک کو برحق سمجھنے پر مجبور ہوں،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "انقلابی لیڈر" کہنے سے ممکن ہے کچھ روشن خیال خوش ہو جائیں، مگر کیا لوگ نہیں جانتے کہ لیڈر کی زندگی حق و باطل کا کس طرح سنگم بنی رہتی ہے، اور وہ اپنی کامیابی کے لئے کتنی جائز، ناجائز باتیں کرتا ہے لیکے برعکس نبی کی زندگی ان تمام عیوب سے پاک و صاف ہوتی ہے، وہ خدا کی طرف سے مصلح اعظم، ہادی اکبر اور معلم برحق ہوتا ہے،

جماعت اسلامی ان چیزوں کی جو چاہے تاویل کرے، مگر حقیقت یہ ہے کہ موجودہ رویہ اور ارباب جماعت کا اسلوب بیان کسی طرح مناسب نہیں کہا جا سکتا، کاش ارباب جماعت ان باتوں پر غور کرتے، اور ایسی صورت اختیار کرتے جس سے اختلاف کی شکل ختم ہو جاتی، اور یکجہتی سے دین کی خدمت انجام پذیر ہوتی،

حق سے برگشتہ کرنیوالا انداز بیان | ہم کہتے آرہے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب کی سب سے زیادہ ناقابل برداشت چیز ان کا اسلوب بیان ہے،

دل کا حال تو اللہ کو معلوم، ہم عوام ظاہر کو دیکھتے ہیں، حج کا ذکر کرتے ہوئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے، آپ بھی ملاحظہ فرمائیں، مودودی صاحب لکھتے ہیں،

"وہ سرزمین جہاں سے کبھی اسلام کا نور تمام عالم میں پھیلا تھا آج اسی جاہلیت کے قریب پہنچ گئی ہے جس میں وہ اسلام سے پہلے مبتلا تھی، اب نہ وہاں اسلام کا علم ہے، نہ اسلامی اخلاق ہیں، نہ اسلامی زندگی ہے، لوگ دور دور سے بڑی گہری عقیدتیں لئے ہوئے حرم پاک کا سفر کرتے ہیں، مگر اس علاقہ میں پہنچکر جب ہر طرف ان کو جہالت گندگی، طمع، بے حیائی، دنیا پرستی، بداخلاقی، بدانتظامی اور عام باشندوں کی بری طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے، تو ان کی توقعات کا طلسم پاش پاش ہو کر رہ جاتا ہے، حتی کہ بہت سے لوگ حج کر کے اپنا ایمان بڑھانے کے بجائے اور الٹا کھو آتے ہیں،" (ترجمان القرآن ربیع الاول ۶۵ھ)

اس زمانہ میں سرزمین حجاز کا نقشہ اس انداز میں پیش کرنا کسی طرح بھی مناسب ہے، جب لوگ مولانا مودودی کا یہ جملہ پڑھیں گے کہ

"بہت سے لوگ حج کر کے ایمان بڑھانے کے بجائے اور الٹا کھو کر آتے ہیں" تو ان پر کیا اثر پڑے گا،

ہم نے مانا آج سرزمین حجاز میں بہت ساری ناپسندیدہ باتیں پیدا ہو گئی ہیں،

مگر یہ کہنا کہ ساری خوبیاں ختم ہوگئی ہیں، اہل مکہ اور شہر مکہ دونوں کے ساتھ نا انصافی ہے، پھر یہ کہنا کہ وہ اس حد کو پہنچ چکے ہیں، جو اسلام سے پہلے کی حالت تھی، ذوق مسلمانی کے بالکل خلاف بات ہے، بعثت نبوی کے قبل اور بعد اتنا عظیم فرق ہے جس کی کوئی صحیح مثال بھی آسان نہیں کہاں بعثت نبوی سے پہلے کی جہالت، اور کہاں بعثت نبوی کے بعد ایمان ویقین کا نور، اور اس کے اثرات،

ارباب جماعت اسلامی کی خدمت میں

اخیر میں ارباب جماعت اسلامی سے باادب التماس ہے کہ ہم نے ان تمام باتوں کو اکٹھا پیش کردینے کی سعی کی ہے جو علماء کرام کی نگاہ میں کھٹکتی ہیں اور جن سے وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ طرز عمل آپ حضرات کا مناسب نہیں ہے اب آپ کا فرض ہے کہ سنجیدگی سے ان مسائل پر غور فرمائیں، اور لڑنے بھڑنے کے بجائے کوئی ایسی راہ سوچیں، جس سے ہماری یہ ساری شکایتیں دور ہو جائیں،

ہمیں احساس ہے کہ بعض جگہ قدرتی طور پر ہمارا لب ولہجہ سخت سا ہو گیا ہو ہم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں، اور درخواست ہے کہ آپ اس پر نگاہ نہ کرتے ہوئے اصل مسئلہ پر غور فرمائیں،

پوری کتاب جب تک پورے غور وفکر سے آپ نہ پڑھ چکیں کسی رائے کے اظہار سے پرہیز کریں، ایک آدھ جگہ سے پڑھ کر آپ کسی نتیجہ پر ہرگز نہیں پہونچ سکتے۔

ہیں، ہوش کو کام میں لاکر جوش سے کام لیا گیا، تو اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے، اور نہ اس کے جواب کے کسی طرح پابند،

ناظرین کی خدمت میں

آپ نے اگر شروع سے اخیر تک غیر جانبدار بن کر کتاب کا مطالعہ کیا ہے، تو آپ کے سامنے ساری باتیں کھل کر آگئی ہوں گی، اور آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہم اصلاح چاہتے ہیں، فساد کے درپے نہیں ہیں، جماعت اسلامی سے ہمیں کوئی پرخاش نہیں ہے، ہاں اس کی ان چیزوں سے ہمیں ضرور دکھ ہے، جن میں مسلمانوں کے لئے دینی یا اخلاقی ضرر کا پہلو ہے،

ہم نے انہی عبارتوں کو اس کتاب میں نقل کیا ہے، جن پر متعدد حضرات کسی نہ کسی پہلو سے پہلے اعتراض کر چکے ہیں، کوئی نیا جھگڑا برپا کرنا ہرگز ہمارا منشا نہیں ہے، ہاں یہ ضرور چاہتے ہیں کہ جن بنیادوں پر جھگڑا چل رہا ہے، وہ باہمی غور وفکر سے ختم ہو جائے، اس کی آسان شکل یہ ہے کہ مولانا مودودی اور دوسرے ذمہ داران جماعت اسلامی اپنی واقعی غلطیوں کا اعتراف کر کے اس کی اصلاح کا باضابطہ اعلان کر دیں،

اہل قلم حضرات کی خدمت میں

آپ مناظرہ کے لئے آمادہ ہونے سے پہلے دوبارہ اس رسالہ کو بغور پڑھیں ایسی صورت ہرگز اختیار نہ کریں جو فتنہ کے دروازہ کو بند کرنے کے بجائے اور وا کردے

اللہ کے لئے زور قلم دکھانے سے پہلے سوچ لیں کہ جب وہ حضرات زندہ ہیں، جنکی تحریر پر ہمارا یہ رونا ہے، تو پھران کی قدرت کے باوجود آپ کا جہاد پر اتر آنا کسی طرح مناسب نہیں،

ہماری اس درخواست کے باوجود خدانخواستہ اگر آپ نے جوش کا اظہار کیا تو یہ آپ جانیں، ہم پر آپ کی تحریر اور اس کے جواب کی کوئی ذمہ داری ہرگز نہیں ہوگی اور نہ ہم اپنے کو اس کے لئے کسی طرح تیار پاتے ہیں،

خاتمہ سخن

اس سلسلہ میں اگر ہمارے قلم سے نادانستہ کوئی ایسی بات نکلی ہو، جو نہ نکلنی چاہیئے، تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائیں، علماء کرام، ارباب جماعت اسلامی اور خود مولانا مودودی صاحب سے بھی اسی کی درخواست ہے، کہ ہم نے جو کچھ لکھا ہے بربنائے اخلاص لکھا ہے، واللہ علی ما نقول شہیدا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ؛

۲۵ اکتوبر ۵۶ء

طالب دعا محمد ظفیر الدین الصدیقی
خادم تصنیف وتالیف دار العلوم دیوبند